ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد 19

جمعۃ المبارک 07 ستمبر و 14 ستمبر 2012ء

18 شوال و 25 شوال 1433 ہجری قمری ❁ 07 تبوک و 14 تبوک 1391 ہجری شمسی

شمارہ 37-36

بہترین مجالس

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بہترین مجالس وہ ہیں جو کشادہ اور فراخ ہوں اور لوگ کھل کر بیٹھ سکیں۔

(سنن ابوداؤد۔ کتاب الادب۔ باب فی وسعۃ المجالس)

خلیفۂ وقت کا انتخاب نہ تو پہلے کبھی بندوں کا انتخاب تھا، نہ اب ہے اور نہ آئندہ کبھی ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ یہ انتخاب خدا تعالیٰ کا انتخاب ہے۔

جب ایک خلیفہ کا انتخاب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ مومنین کے دل اس کی طرف مائل کر دیتا ہے۔ خلیفۂ وقت کے لئے دلوں میں یہ پیار خدا تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور یہ خدا تعالیٰ کے انتخاب کی وجہ سے ہی ہے۔

اللہ تعالیٰ خلافت کے لئے اپنی تائیدات کے ذریعہ نبی کا کام آگے بڑھاتا ہے۔ آج ہمارے مخالفین بھی یہ اعتراف کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی ترقی کی رفتار پہلے سے بڑھ کر ہے۔ یہ دلیل ہے اس بات کی کہ یہ انتخاب خدا تعالیٰ کا ہوتا ہے۔

خلافت کی چھاؤں سے لوگوں کو سکون اور امن ملتا ہے۔

خلیفۂ وقت اللہ تعالیٰ اور خدائے واحد کی عبادت کی طرف توجہ دلاتا ہے جو نبی کا مقصد ہے۔ یہ بھی ایک پہلو ہے جو خلیفہ کے خدا کی طرف سے ہونے کی تائید کرتا ہے۔

خلافت کے مقابلے پر کوئی بھی شخص یا حکومت جب بھی کھڑی ہوئی تو خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت یہ اعلان کرتی ہے کہ یہ بندہ میری پناہ میں ہے اور جو بھی اس کے مقابلہ پر کھڑا ہوگا وہ تباہ ہو جائے گا۔

آج جماعت احمدیہ پر طلوع ہونے والا ہر دن اس بات کی تائید کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ خلافت احمدیہ کے ساتھ ہے اس لئے کہ یہ خدا تعالیٰ کا انتخاب ہے، اس لئے کہ خدا تعالیٰ اپنے انتخاب کی غیرت رکھتا ہے۔

جماعت کی ترقی خلافت احمدیہ سے وابستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ خلافت اب دائمی ہے اور ہمیشہ قائم رہے گی۔ یہ وعدہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات لئے ہوئے ہے۔

دنیا میں ہر جلسے میں خلافت کے موضوع پر کسی نہ کسی عنوان کے تحت تقریر ہونی چاہئے۔

خلافت احمدیہ کے حق میں اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت، قبولیت دعا، تسکین قلب اور ایمان کی پختگی کے مظہر نو مبائعین کے نہایت ایمان افروز واقعات کا روح پرور تذکرہ۔

جماعت احمدیہ کینیڈا کے جلسہ سالانہ کے موقع پر 8 جولائی 2012ء کو انٹرنیشنل سینٹر Mississauga میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اختتامی خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۔اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ آمَنُوا مِنکُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُم فِی الْأَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَهُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْناً یَعْبُدُونَنِی لَا یُشْرِکُونَ بِی شَیْئاً وَمَن کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَأُولٰئِکَ هُمُ الْفَاسِقُونَ۔ (النور:56)

یہ آیات جو مَیں نے تلاوت کی ہیں یہ شروع میں تلاوت میں بھی پڑھی گئی تھیں۔ ان کا ترجمہ بھی آپ نے سن لیا ہے۔ اس سے واضح ہو گیا ہوگا کہ جس مضمون کو آج مَیں بیان کرنے لگا ہوں وہ خلافت سے متعلق ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ یہ مضمون جتنی اہمیت کا حامل ہے اُتنی اس پر توجہ نہیں دی جاتی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ چند سالوں میں اس مضمون کو عموماً جماعت کے مختلف اجتماعوں پہ، جلسوں پہ مختلف حوالوں سے بیان کیا جاتا ہے۔ آپ نے یہ فرمایا تھا کہ ’’ہمارے علماء کو بار بار اس مضمون کو سامنے رکھنا چاہئے‘‘۔ تو کم از کم یہاں مَیں نے جب کینیڈا کا پروگرام دیکھا تو مجھے یہ مضمون نظر نہیں آیا کہ کسی بھی تقریر میں براہِ راست بیان کیا گیا ہو۔ کم از کم دنیا میں ہر جلسے میں خلافت کے موضوع پر کسی نہ کسی عنوان کے تحت تقریر ہونی چاہئے۔ اس لئے جب مَیں نے دیکھا آپ کے پروگرام میں یہ نہیں ہے تو مَیں نے خود ہی یہ موضوع آج اپنے لئے لے لیا۔ لیکن مَیں اس کا علمی پہلو مختصراً بیان کروں گا۔ لیکن جو مَیں تفصیل سے بیان کرنا چاہتا ہوں وہ اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت اور تائیدات کا مضمون ہوگا۔

بعض فتنہ پیدا کرنے والے لوگ اب بھی ایسے ہیں، چند ایک ہوتے ہیں جو لوگوں کے دلوں میں بعض دفعہ بے چینی پیدا کرنے کا باعث بنتے ہیں۔ بعض لوگ فتنہ پیدا کرنے کے لئے اور بعض اپنی کم علمی کی وجہ سے اُن کی باتوں میں آ کر یہ سوال اُٹھاتے ہیں کہ خلیفۂ وقت کا تو انتخاب ہوتا ہے پھر خدا کس طرح خلیفہ بناتا ہے۔ یہ تو بندوں کا انتخاب ہے۔ یا پہلے اگر یہ بندوں کا انتخاب نہیں تھا تو اب یہ انتخاب بندوں کا ہو گیا ہے۔ عجیب اُن کی منطق ہے، اس کی سمجھ نہیں آتی کہ پہلے خدا تعالیٰ کا انتخاب تھا تو اب کیوں نہیں ہے۔ اگر پہلے خدا تعالیٰ کا انتخاب تھا تو اب بھی خدا تعالیٰ کا ہی انتخاب ہونا چاہئے۔

پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ نہ یہ پہلے کبھی بندوں کا انتخاب تھا، نہ اب ہے اور نہ آئندہ کبھی انشاء اللہ تعالیٰ ہو گا۔ یہ انتخاب خدا تعالیٰ کا انتخاب ہے اور اس بارے میں یہ آیات جو تلاوت کی گئی ہیں اور خاص طور پر یہ آیت جو مَیں

نے تلاوت کی ہے، اس بات کو کھول کر بیان کرتی ہے کہ یہ خالصۃً اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔

قرآنِ شریف سے ہمیں پتہ لگتا ہے کہ خلافت کا نظام تین طریقوں کا ہے۔ ایک انبیاء ہیں، اُن کو بھی قرآنِ کریم نے خلیفہ کہا ہے جیسے حضرت آدم علیہ السلام کے ذکر میں یا حضرت داؤد علیہ السلام کے ذکر میں اُن کو خلیفہ کے نام سے پکارا گیا۔

پھر بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ کے بعد جو نبی آئے، اُن کی شریعت کو جاری رکھنے والے آئے، اُن کو بھی اللہ تعالیٰ نے خلیفہ کہا ہے۔

اور پھر ایک تیسری قسم ہوتی ہے جو نبی کے بعد نبی کے نظام کو چلانے کے لئے بعض لوگ ہوتے ہیں جن کو خود چنا جاتا ہے، جماعت کے ذریعے سے چنا جاتا ہے، وہ بھی خلیفہ کہلاتے ہیں اور اُن کو بھی اللہ تعالیٰ نے خلیفہ کہا ہے۔ لوگوں کے انتخاب کے ذریعے جو خلیفۂ وقت کا انتخاب ہوتا ہے، اُس کو اگر بندوں کا انتخاب کہا جائے تو پھر خلفائے راشدین پر بھی یہ الزام آجاتا ہے۔

پس ہر بات جو ہے سوچ سمجھ کر کرنی چاہئے۔ اس انتخاب کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے کا معیار اللہ تعالیٰ نے یہ مقرر کر دیا جو اس آیت سے بھی ظاہر ہے کہ مومنین کے دل اس طرف مائل ہو جاتے ہیں جب ایک خلیفہ کا انتخاب ہوتا ہے اور جماعت احمدیہ کی اکثریت اس بات کی گواہ ہے کیونکہ ایم ٹی اے کی آنکھ نے دنیا کو 2003ء میں دکھا دیا تھا۔ اور پھر جان و دل سے بیعت کرنے والے جو ہیں وہ جان و دل سے اُس کی اطاعت بھی کرتے ہیں۔ دنیائے احمدیت اب اس قدر وسیع ہو چکی ہے کہ ایک عقلمند کے لئے یہ دلیل ہی کافی ہے کہ دنیا کی مختلف قوموں کے لوگ، دور دراز علاقوں میں رہنے والے لوگ، جہاں تک سڑکیں بھی نہیں جاتیں، جہاں بجلی کی سہولت نہیں، جہاں پانی کی سہولت نہیں ہے، وہاں بھی آپ جائیں تو خلیفۂ وقت سے ایک پیار اور محبت کا اظہار ان لوگوں میں دیکھیں گے۔ پس یہ دلیل ہے اس بات کی کہ یہ دلوں میں جو پیار پیدا کیا ہے، یہ خدا تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور یہ خدا تعالیٰ کے انتخاب کی وجہ سے ہی ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ خلافت کے لئے اپنی تائیدات کے ذریعے نبی کے کام آگے بڑھاتا ہے اور آج جماعت احمدیہ پر کوئی یہ انگلی نہیں اُٹھا سکتا کہ نعوذ باللہ جماعت احمدیہ کی ترقی کی رفتار نہ صرف یہ کہ پیچھے کی طرف جا رہی ہے یا رُک گئی ہے بلکہ آج ہمارے مخالفین بھی یہ اعتراف کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی ترقی کی رفتار پہلے سے بڑھ کر ہے اور جماعت بڑھتی چلی جا رہی ہے اور دنیا میں پھیلتی چلی جا رہی ہے۔ پس یہ دلیل ہے اس بات کی کہ یہ انتخاب اللہ تعالیٰ کا ہوتا ہے۔

پھر تمام تر نامساعد حالات میں، مختلف ملکوں میں مختلف حالات آتے ہیں، خلافت کی چھاؤں میں لوگوں کو سکون اور امن ملتا ہے۔ اور اس کا اظہار بہت سی جگہوں پر مختلف جلسوں میں، فنکشنوں میں لوگ خود بھی کرتے ہیں۔ مجھے بیشمار خطوط آتے ہیں۔ اور یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ آپ میں سے بھی بہت سارے ہوں گے جن کو اس کا تجربہ ہوگا۔

اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خلیفۂ وقت اللہ تعالیٰ اور خدائے واحد کی عبادت کی طرف توجہ دلاتا ہے جو نبی کا مقصد ہے۔ جس مقصد کے لئے اس زمانے میں دین کی تجدید کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی بھیجا ہے۔ پس کبھی آپ یہ نہیں دیکھیں گے کہ خلیفۂ وقت کی طرف سے کوئی ایسا حکم آیا ہو کہ جس میں نعوذ باللہ خدائے واحد کی عبادت سے کمی کی طرف کسی بھی طرح کا اظہار کیا گیا ہو بلکہ لگاتار اور بار بار افرادِ جماعت کو یہی تلقین کی جاتی ہے کہ اپنی عبادتوں کے معیار بڑھاؤ اور یہی ایک بہت بڑا کام ہے۔ کیونکہ تمام طاقتوں کا سہارا، انسان کو پالنے والا، انعامات سے نوازنے والا خدا تعالیٰ ہی ہے اور اُس کی شکرگزاری کے طور پر بھی ہر ایک کو عبادت کرنی چاہئے۔ پس یہ بھی ایک وہ پہلو ہے جو خلیفہ کے خدا کی طرف سے ہونے کی تائید کرتا ہے۔ اور پھر دعاؤں کے نتیجے میں جو خلیفۂ وقت کی ہوتی ہیں، اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتی طور پر اللہ تعالیٰ کی تائیدات نظر آتی ہیں۔ پس یہ چیزیں ظاہر کرتی ہیں کہ خلافت کا انتخاب گو چند لوگوں کے ذریعے سے ہوتا ہے لیکن یہ انتخاب خدا تعالیٰ کا ہے جو دلوں میں ڈالتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کی تائیدات میں سے یہ بھی دیکھ لیں کہ خلافت کے مقابلے پر کوئی بھی شخصیت یا حکومت جب بھی کھڑی ہوئی تو خدا تعالیٰ کی فعلی شہادت یہ اعلان کرتی ہے کہ یہ بندہ بیشک کمزور ہے، کم علم ہے، کم طاقت ہے اور تمہاری نظر میں تقویٰ اور طہارت سے عاری ہے لیکن اب یہ میری پناہ میں ہے اور جو بھی اس کے مقابلے میں کھڑا ہوگا وہ تباہ ہو جائے گا۔ مَیں تو اللہ تعالیٰ کی پناہ اور تائیدات کے جلوے ہر روز بڑی شان سے پورے ہوتے دیکھتا ہوں اور نہ صرف مَیں بلکہ ہر احمدی جو ایمان سے پُر ہے اور دنیا کے کسی بھی حصے میں رہتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے جماعت کے لئے اور خلافت کی تائید کے لئے نظارے دکھاتا ہے اور نہ صرف مومنوں کے ایمانوں کو تازہ کرتا ہے بلکہ اب اس تائید و نصرت کے ذریعے سے پاک فطرت لوگوں کی رہنمائی بھی فرماتا ہے۔ آج جماعت احمدیہ پر طلوع ہونے والا ہر دن اس بات کی تائید کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ خلافت احمدیہ کے ساتھ ہے اس لئے کہ یہ خدا تعالیٰ کا انتخاب ہے۔ اس لئے کہ خدا تعالیٰ اپنے انتخاب کی غیرت رکھتا ہے۔

پس جماعت کی ترقی خلافتِ احمدیہ سے وابستہ ہے۔ لیکن یہ بھی یاد رہے کہ خلیفہ بھی انسان ہوتا ہے اس لئے قانونِ قدرت کے تحت ہر انسان نے اس دنیا سے رخصت ہونا ہوتا ہے۔ ایک جاتا ہے تو دوسرا آجاتا ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق ہے کہ خلافت اب دائمی ہے اور ہمیشہ قائم رہے گی۔ انسانوں کے ساتھ وعدہ نہیں، خلافت کے ساتھ وعدہ ہے۔ اور یہ وعدہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات لئے ہوئے ہے۔ اس لئے جماعت کی ترقی، اسلام کی ترقی اب اسی سے وابستہ ہے۔

خلافت کے اس دائمی نظام کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان مَیں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ ہمیشہ ہم سنتے ہیں، دوبارہ پیش کرتا ہوں۔ حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا کہ قائم رہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ اُس کو اُٹھانا چاہے گا، اُس کو اُٹھا لے گا۔ پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ پھر وہ قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا کہ وہ قائم رہے۔ (یہ شروع خلافت کا یعنی خلفائے راشدین کا ذکر ہے۔) پھر جب اللہ تعالیٰ اُس کو اُٹھانا چاہے گا، اُسے اُٹھا لے گا۔ پھر ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی۔ پھر وہ قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا کہ وہ قائم رہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ اُس کو اُٹھانا چاہے گا اسے اٹھا لے گا۔ پھر جابر بادشاہت ہو گی۔ پس وہ قائم رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا کہ وہ قائم رہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ اُس کو اُٹھانا چاہے گا اُٹھا لے گا۔ پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ اس کے بعد آپ خاموش ہو گئے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 6 صفحہ 285 مسند نعمان بن بشیرؓ حدیث 18596 دارالکتب العلمیۃ بیروت 1998ء)

اور یہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کے ساتھ شروع ہوئی۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ فرماتے ہیں کہ:

''یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور اُن کو غلبہ دیتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِی (المجادلہ: 22)۔ اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اُس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ اُن کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اُس کی تخم ریزی اُنہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔ لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے۔ اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں''۔

فرمایا: ''غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ (1) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے۔ (2) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا۔ اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور اُن کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی۔ اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا (سورۃ النور: 56)''۔

''سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنّت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو'' (اُس وقت آپ کو بعض اشارے ایسے ملے تھے جن کی وجہ سے آپ نے لوگوں کو اپنی واپسی کا بتایا تھا) ''اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی''۔

(رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305-304)

پس یہ دو قدرتیں ہیں۔ پہلی نبوت کی اور دوسری خلافت کی۔ اگر خلافت اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہے یا کسی وقت میں نہیں رہنی تھی تو پھر یہاں اللہ تعالیٰ کی قدرت کیسی ہوئی؟ پس یہ انکار کرنے والے یا شبہات میں ڈالنے والے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا بھی انکار کرتے ہیں۔

پھر فرماتے ہیں: ''مَیں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور مَیں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دُعا کرتے رہو''۔

(رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306)

پس جو سمجھتے ہیں کہ خلیفہ خدا نہیں بناتا، وہ خلافت کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ ہاں اپنی فکر کریں کیونکہ اس آیت میں خلافت کا وعدہ مومنین کی جماعت کے ساتھ ہے، فاسقوں کے ساتھ نہیں۔ پس قرآنِ کریم، حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات سب واضح کرتے ہیں کہ خلافت کا نظام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفائے راشدین کے ساتھ شروع ہوا تھا اور اُن کے بعد اب دوبارہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو کہ مہدی معہود اور خاتم الخلفاء بھی ہیں کے ذریعہ سے دنیا میں قائم ہونا ہے اور ہو گیا ہے اور وہ خلافتِ راشدہ ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے قائم کردہ ہے، اللہ تعالیٰ کی تائیدات لئے ہوئے ہے۔

جماعت احمدیہ کا آج دنیا کے دو سو ممالک میں قائم ہونا اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ خلافت احمدیہ ایک سچی خلافت ہے۔ جیسا کہ میں نے شروع میں کہا تھا اس وقت میں اس بارے میں زیادہ علمی بحث نہیں کرنا چاہتا۔ ہاں اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت کا کچھ ذکر کرنا چاہتا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ کے اپنے انتخاب کی تائید کا اظہار ہوتا ہے۔ اور میں نے چند واقعات لئے ہیں جو پرانے احمدیوں کے نہیں لئے بلکہ نومبائعین کے ہیں جن سے خلافت کی تائید و نصرت، قبولیتِ دعا، تسکینِ قلب اور ایمان میں پختگی کا اظہار ہوتا ہے۔

نائیجر کے ہمارے مبلغ لکھتے ہیں کہ برنی کونی شہر کے ایک سادہ لوح نوجوان محمد ثالث صاحب ایک بینک میں صفائی ستھرائی کا کام کرتے ہیں۔ اُنہوں نے ہمارے ساتھ نمازیں ادا کرنا شروع کر دیں اور کچھ عرصے بعد بیعت بھی کر لی۔ انہوں نے نہ کوئی زیادہ سوال و جواب کئے اور نہ ہی جماعت کے بارے میں کچھ پڑھا۔ بس جماعت کے نظام اور تربیتی پروگراموں سے ہی استفادہ کیا۔ ایک دن ان کے بینک کے افسران اور اُن کے ساتھیوں نے اُنہیں گھیر لیا اور تنگ کرنے لگ گئے کہ جماعت نے آپ کو کوئی بڑی رقم دی ہے جس کی وجہ سے آپ احمدی ہوئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے بڑا دکھ ہوا کہ یہ مجھ پر کیوں الزام لگا رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس رات میں نے جماعت کی سچائی کے حوالے سے اپنے اللہ سے بہت دعا کی کہ اللہ! مَیں زیادہ پڑھا لکھا نہیں ہوں، تُو خود ہی میری رہنمائی فرما۔ کہتے ہیں کہ اُسی رات خواب میں

باقی صفحہ نمبر 33 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر212

مکرم علی رجب ممتاز صاحب

مکرم رجب ممتاز صاحب کہتے ہیں:

میرا تعلق مصر سے ہے۔ میری عمر 35 سال ہے اور میں پیشہ کے اعتبار سے سکول ٹیچر ہوں۔ مصر کا معاشرہ مسلمانوں اور عیسائیوں کا ایک مخلوط معاشرہ سمجھا جاتا ہے جس میں دونوں مذاہب کے آپس میں عقائد کے اختلاف کی بنا پر بحث مباحثہ اور ٹکراؤ ہوتا رہتا ہے۔ پادری زکریا بطرس کا تعلق بھی مصر سے ہے۔ ''الحیاۃ'' چینل پر اسلام کے خلاف ایک منظّم حملہ سے قبل یہ پادری ایک اَور پرائیویٹ چینل سے اسلامی تعلیمات کے خلاف پروگرام کرتا تھا جس کی مشہوری شاید اس وقت صرف مصر تک ہی محدود تھی۔ اس وقت ہمارے ملک میں ڈش بھی اتنی عام نہیں ہوئی تھی یا کم از میرے پاس نہ تھی اس لئے میں اس کے بارہ میں سنتا تو تھا کہ ایک دریدہ دہن پادری آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآنی آیات کا استہزاء کرتا ہے لیکن خود کبھی اس کا پروگرام نہ دیکھا تھا۔ ہم اپنے ساتھی عیسائی اساتذہ کے سامنے اس پادری کو برا بھلا تو کہتے تھے لیکن محسوس کرتے تھے کہ عیسائی حضرات اندر ہی اندر اس بات سے خوش ہوتے ہیں کہ مصر کے باہر سے یہ پروگرام پیش کرنے کی وجہ سے کوئی اس کے خلاف کارروائی نہیں کرسکتا۔ جبکہ ہمارا موقف یہ ہوتا تھا کہ اگر پادری میں جرأت ہے تو کسی مسلمان عالم کے ساتھ مناظرہ کرلے۔

زخم اور اس کا مرہم

میری بڑی خواہش تھی کہ کبھی اس پادری کو دیکھوں اور سنوں لیکن ایسا نہ ہوسکا۔ پانچ سال کا عرصہ گزر گیا جس میں اس پادری کی خبریں بھی تقریباً معدوم ہوگئیں اور اس دوران میرے بھی حالات کچھ درست ہوگئے۔ میں نے ڈش لگوا لی اور ایک دن چینل بدل رہا تھا کہ ایک دن ''الحیاۃ'' نامی چینل دیکھا جس پر یہی پادری اپنا پروگرام ''أسئلہ عن الإیمان'' پیش کررہا تھا۔ یہ پروگرام سننے کے بعد میں غیظ وغضب اور شدید غصے سے بھر گیا اور بے اختیاری میں چینل تبدیل کرنے لگا۔ مجھے ایسا لگا کہ یہ پروگرام سن کر میری روح تک مجروح ہوگئی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اسی وقت مرہم بھی عطا فرمادیا۔ وہ اس طرح کہ اسی وقت جبکہ میں چینل تبدیل کررہا تھا مجھے ایم ٹی اے 2 مل گیا جس پر اس وقت پروگرام الحوار المباشر چل رہا تھا اور اس پر مسیح علیہ السلام کی صلیبی موت کے بارہ میں بات ہورہی تھی۔ میں اس گفتگو کو بھی بڑے شوق اور انہماک سے سننے لگا۔ مجھے اس پروگرام میں شریک علماء کا طرز گفتگو، اخلاق اور ٹھوس علمی دلائل بہت اچھے لگے۔ اور یوں میں یہ چینل نہ صرف خود دیکھنے لگا بلکہ اس کے بارہ میں اپنے ساتھیوں کو بھی بتانے لگا۔ میں ان پروگراموں میں مذکور معلومات کو لکھ کر یاد کرلیتا تھا تاکہ اگر کسی عیسائی سے بات ہوتو میں یہ دلائل استعمال کرسکوں۔

جماعت سے تعارف

ایم ٹی اے کو مسلسل دیکھنے سے مجھے پتہ چلا کہ یہ صرف اس دریدہ دہن پادری کے مزاعم کے ردّ کے لئے ہی وقف نہیں ہے بلکہ یہ تو اس سے بھی بڑی بات یعنی امام مہدیؑ کے ظہور اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ کا پرچار کرتا ہے۔ اور یہ پادری تو مسیح دجال کے مظاہر میں سے ایک مظہر ہے جسے مسیح موعود علیہ السلام نے آکر قتل کیا ہے۔ اور اس پادری کی تو کوئی حیثیت ہی نہیں ہے کیونکہ اسے تو مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کے ایک عالم مصطفیٰ ثابت صاحب نے ہی چت کردیا ہے۔ یوں پادری کے ردّ کو چھوڑ کر میں اب اس جماعت کے عقائد وافکار کے بارہ میں بھی تحقیق کرنے لگا۔

جماعت احمدیہ کے علم کلام کی قوت

جب میں نے ایم ٹی اے کا ذکر اپنے ایک ساتھی سے کیا تو اس نے مجھے جماعت احمدیہ اور اس کے عقائد سے دور رہنے کا مشورہ دیا۔ پھر جب میں نے مسیح کی صلیبی موت کے ردّ میں جماعت کے مضبوط دلائل بیان کئے تو کہنے لگا کہ یہ درست ہے کہ حیاتِ مسیح کا عقیدہ ایک خرافانہ سوچ ہے لیکن یہ بھی درست ہے کہ یہ جماعت گمراہ ہے۔ پھر اس نے یہ کہتے ہوئے میرے ساتھ بحث کرنے سے انکار کردیا کہ احمدی بحث ومباحثہ میں بہت تیز ہیں اور اپنے مدّمقابل کو قائل کرنے اور دھوکہ دہی سے اپنی بات منوانے کے ماہر ہیں۔ مَیں نے اس کی اس بات سے مثبت اثر ہی لیا۔ اور جماعت کے بارہ میں مزید معلومات لیتا رہا۔ اور ایم ٹی اے کے ذریعہ مختلف موضوعات کے بارہ میں دلائل یاد کرلینے کے باعث موقعہ کی تلاش میں رہتا کہ کہیں کسی مجلس میں ایسے موضوعات زیر بحث آئیں تو جماعت کا نقطۂ نظر اور دلائل بیان کروں جو عقل کے عین مطابق ہونے کی وجہ سے مقبول عام ہوجاتے تھے۔ ان مسائل میں ناسخ ومنسوخ کا مسئلہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کرنے کا جھوٹا واقعہ اور حضرت عائشہؓ کی عمر وغیرہ کے مسائل شامل ہیں۔

تقریباً دو سال تک میں ایم ٹی اے اور عربی ویب سائٹ کے ذریعہ جماعت احمدیہ کے عقائد کے بارہ میں تحقیق کرتا رہا اور رفتہ رفتہ میرے لئے جماعت کی سچائی واضح ہوتی چلی گئی۔

احمدیوں سے رابطہ اور بیعت کی خواہش

اسی عرصہ میں ایک روز میں مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب کی ویب سائٹ ''أجوبة عن الإیمان'' پر گیا اور پادری کے خلاف ان کے جہاد کے بارہ میں پسندیدگی کا اظہار کیا اور بیعت کرنے کا عندیہ بھی تحریر کردیا اور ساتھ اپنا فون نمبر بھی لکھ دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد مجھے ایک مصری احمدی دوست نے فون کیا اور کہا کہ مصطفیٰ ثابت صاحب آپ کو سلام کہتے ہیں۔ اور اس کے بعد میری خواہش پر بیعت کرنے کے طریق کے بارہ میں راہنمائی کی۔ مجھے میرے علاقہ کے ایک احمدی دوست کا پتہ بتادیا گیا جس کے ساتھ فون کے ذریعہ میرا رابطہ رہا۔ اس وقت ماہ رمضان تھا۔ میں نے کہا کہ اس کے بعد جاکر بیعت کرلوں گا۔

میرے لئے صداقت کا نشان

اس عرصہ میں ایک رات میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ''المسیح الناصری فی الھند'' (مسیح ہندوستان میں کا عربی ترجمہ) پڑھنا شروع کی۔ رات گئے تک میں نصف کتاب ہی مکمل کرپایا۔ سونے لگا تو میں خیال ہی خیال میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ اگر آپ خدا کی طرف سے سچے مبعوث ہیں تو میرے لئے آپ کے صدق کا کیا نشان ہے؟ پھر میرے یہی جذبات خدا تعالیٰ کے حضور دعا بن گئے۔ جس کے بعد میں ٹی وی بند کرکے سونے لگا تو اچانک دوسرے کمرے سے اپنی بیوی کی آواز سن کر چونک اٹھا، وہ کہہ رہی تھی: ''تم نے اسے مکمل کیوں نہیں کیا؟ تم نے اسے مکمل کیوں نہ کیا؟'' بار بار بآوازِ بلند اس کا یہ سوال سن کر میں بھاگ کر دوسرے کمرے میں گیا، اور اہلیہ کو جگا کر پوچھا کہ کیا ماجرا ہے؟ اس نے بتایا کہ میں نے خواب میں نہایت خوبصورت نقش ونگار اور رنگوں سے آراستہ ایک دیوار دیکھی تھی جس کے نصف حصہ پر یہ نقش ونگار ہوئے تھے اور باقی نصف حصہ خالی تھا جبکہ اس کے ساتھ رنگوں کا ڈبہ بھی پڑا ہوا تھا۔ یہ سوچ کر کہ کہیں بچے ان رنگوں کو خراب نہ کردیں میں نے تمہیں بلانا شروع کردیا کہ جلدی آؤ اور اس باقی رہ جانے والے نصف حصہ کی بھی آرائش مکمل کردو۔ دیوار پر اس طرح کے نقش ونگارا اور آرائش میں نے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی۔

میں نے اس خواب کی یہ تعبیر کی کہ اس مزین دیوار سے مراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ کتاب (مسیح ہندوستان میں) ہے جو میں نے آدھی ہی پڑھی تھی اور نشان مانگا تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے لئے یہ نشان ظاہر ہوا جس میں مجھے یہ کہا گیا تھا کہ باقی نصف کا مطالعہ بھی مکمل کرلو کیونکہ یہ کتاب بے نظیر ہے جو دلائل کے موتیوں سے آراستہ اور خوبصورت ودل موہ لینے والے حقائق سے مزین ہے۔

ایمان کی برکت اور بیعت

کچھ دنوں کے بعد ایک رات میری بیوی نے مجھے جگا کر بتایا کہ ہمارے بیٹے کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ اسے تیز بخار تھا۔ کیونکہ قبل ازیں میرا ایک بیٹا ایک سال کی عمر میں وفات پاچکا تھا اس لئے مجھے اس بیٹے کے بارہ میں ہمیشہ بہت فکر لاحق رہتی تھی۔ میں ابھی پوری طرح جاگ بھی نہ پایا تھا کہ ایسے محسوس ہوا جیسے میں کوئی خواب دیکھ رہا ہوں اور مجھے کوئی کہہ رہا ہے کہ: ''اے علی! گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہم تجھے رسوا نہیں ہونے دیں گے۔'' پھر دوسری دفعہ یہی آواز آئی کہ: ''گھبراؤ نہیں وہ ہماری حفاظت میں ہے۔'' میں یہ سب سن کر بہت مطمئن ہوگیا اور مجھے یقین ہوگیا کہ یہ سب کچھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان کی برکت سے ہے اور جب صبح ہوئی تو میرا بیٹا بالکل ٹھیک ہوچکا تھا۔

چنانچہ مَیں نے پہلی فرصت میں احمدی احباب کے ساتھ ملاقات کے لئے وقت مقرر کیا اور 2/اکتوبر 2009ء کو بیعت کرلی۔ بیعت کرکے واپس آتے ہوئے تمام راستے میں مَیں خدا تعالیٰ کی حمد وثنا اور اس کا شکر ادا کرتا رہا جس نے مجھے امام زمان کی بیعت کی توفیق عطا فرمائی۔

بیعت کے بعد تبلیغ اور مخالفت

بیعت کے بعد میں نے اپنے ساتھیوں کو ایم ٹی اے 3 کے بارہ میں بتانا شروع کردیا کہ اس چینل پر رسم ورواج اور بدعتوں سے مبرّا صحیح اسلامی تعلیمات پیش کی جاتی ہیں۔ ان میں سے بعض ایم ٹی اے دیکھتے اور پھر مختلف امور کے بارہ میں میرے ساتھ آکر بحث کرتے اور بالآخر تمام امور کو قبول کرنے کے باوجود بیعت کرنے کی جرأت نہ کرتے، نہ ہی دیگر دوستوں کے سامنے کلمہ حق کہنے کا حوصلہ دکھاتے۔ جبکہ کچھ دوستوں نے میری خفیہ طور پر مخالفت شروع کردی اور میرے خلاف معاشرہ میں غلط اور خلافِ حقیقت امور پھیلانا شروع کردیئے، مثلاً یہ کہ میں بہائیت کی طرح کسی نئے دین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نئے نبی کی پیروی کرنے لگ گیا ہوں۔ یہ باتیں اس کثرت سے پھیلائی گئیں کہ میں لوگوں کی نظر میں اسلامی تعلیمات سے منحرف اور مرتد سمجھا جانے لگا۔ میرے خلاف یہ پروپیگنڈہ اس حد تک پہنچ گیا کہ ایک عیسائی نے مجھے بتایا کہ اسے اس کے مسلمان پڑوسی سے میرے بارہ میں یہ معلوم ہوا ہے کہ مَیں عیسائی ہوگیا ہوں اور شعائرِ اسلام کو چھوڑ کر عیسائی فرقہ یہوواوٹنس میں شامل ہوگیا ہوں۔

بعض لوگ میرے ساتھ ہمدردی کے جذبات کا اظہار کرتے اور کہتے کہ تم اعلیٰ اخلاق کے مالک اور نہایت اچھے انسان ہو لیکن تمہارے احمدی ہوجانے کا بہت افسوس ہے۔ جبکہ بعض ابھی تک میری مخالفت کو عین ثواب اور قرب الٰہی کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

کچھ عرصہ گزرنے کے بعد میرے ساتھیوں نے مجھے کہا کہ یہ دیہاتی علاقہ ہے جہاں لوگوں کو بعض معمولی مسائل کے علاوہ اسلام کا کچھ علم نہیں ہے اس لئے تمہارا احمدیت کے بارہ میں باتیں کرنا انہیں تمہارے خلاف مزید اکساتا ہے۔ لہٰذا بہتر ہے کہ تم اپنے لئے جو طریق چاہو اپناؤ لیکن اس کی ترویج وتبلیغ نہ کرو۔ میں نے ایک شرط پر ان کی بات مان لی کہ میں خاموش رہوں گا لیکن اگر کوئی مجھ سے پوچھے گا یا میرے سامنے کوئی اعتراض کرے گا تو پھر میں مفصل جواب دوں گا۔ اس بات پر ابھی چند دن ہی گزرے تھے کہ میرا ایک رشتہ دار آیا اور کہنے لگا کہ میں نے سنا ہے کہ تم کافر ہوگئے ہو۔ میں نے سب کے سامنے عقائد جماعتِ احمدیہ کی وضاحت کی۔ وفاتِ مسیح کے بارہ میں دلائل دیئے تو اس نے کہا کہ یہ بات تو عقل کے زیادہ قریب ہے۔ وہ جماعت احمدیہ کی تعلیمات اور عقائد سے اس قدر متاثر ہوا کہ جاتے ہوئے مجھے کہنے لگا کہ تمہیں تو مسجدوں میں خطیب کے طور پر جاکر ان عقائد کی تصحیح کے لئے لیکچرز دینے چاہئیں۔

اچھے ساتھیوں کا ذکر

میرے ایک متعصب دوست نے میرے خلاف اس کلاس میں جسے مَیں بھی پڑھاتا تھا کہا کہ گویا میں کافر ہوگیا ہوں، جس کی بنا پر طلباء مجھے عجیب عجیب نظروں سے دیکھنے لگے۔ جب اس بات کا علم دیگر دوستوں کو ہوا تو ایک روز جبکہ میں سکول میں نماز ادا کررہا تھا میرا ایک دوسرا دوست اس کلاس میں گیا اور میری طرف اشارہ کرکے لڑکوں سے کہنے لگا کہ علی رجب صاحب کے بارہ میں جو پروپیگنڈہ کیا جارہا ہے وہ غلط ہے۔ وہ دیکھو وہ تو اسلامی تعلیمات کی پابندی کرتے ہوئے وقت پر نماز ادا کررہا ہے۔

اب یہ حالت ہے کہ جب کبھی ہماری دوستانہ مجالس میں کسی اسلامی موضوع کے بارہ میں بحث ہوتی ہے تو میرے دوست میری رائے کو درست اسلامی رائے کے طور پر لیتے ہیں۔ چنانچہ میں نہایت اطمینان اور دلیل وبرہان کے ساتھ جماعتی نقطۂ نظر بیان کرتا ہوں۔ یہ اسلوب لوگوں

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

متی کی انجیل پر ایک نظر

(سید میر محمود احمد ناصر۔ ربوہ)

قسط نمبر21

متی باب12

باب 12 کی آیت 1 تا 8 میں یسوع نے یہود کے اس اعتراض کا جواب دینے کی کوشش کی ہے کہ اس کے شاگردوں نے سبت کے دن وہ کام کیا ہے جو سبت کے دن کرنا روا نہیں۔

اس اعتراض کے جواب میں یسوع نے حضرت داؤد اور ان کے ساتھیوں کا نمونہ پیش کیا ہے اور توریت کے حوالہ جات سے اعتراض کا جواب دینے کی کوشش کی ہے۔ اگر جیسا کہ چرچ کا آج کا طریق عمل ہے کہ سبت کے بارہ میں ہدایات واجب العمل نہیں اور موسوی شریعت پر عمل کی ضرورت نہیں درست طریق ہوتا تو یسوع کو یہ کہنا چاہئے تھا کہ مَیں جو خدا کا بیٹا ہوں میری صلیبی موت پر ایمان لانا نجات کے لئے کافی ہے۔ شریعت کا دور تو ختم ہو چکا اب تمہارا یہ اعتراض کہ تم سبت کی بے حرمتی کرتے ہو بے معنی ہے۔ اب تو سبت کی حرمت کے احکامات واجب العمل ہی نہیں رہے۔ بلکہ چرچ کے موجودہ طریق عمل کے مطابق تو یہ کہنا چاہئے تھا کہ اب تو سبت کے بجائے اتوار احترام اور عبادت کا دن ہے۔ مگر یسوع کا سارا زور اس بات پر ہے کہ میرے شاگردوں نے ہرگز سبت کے حکم کو نہیں توڑا اور سبت کے احکامات انسان کے فائدہ کے لئے دیئے گئے ہیں نہ کہ انسان کو مشکل میں ڈالنے کے لئے۔

✲......**اس باب کی آیت 9 تا 14** میں وہ یہود کے اپنے پر اعتراض کا کہ انہوں نے سبت کے دن کام کرکے سبت کی بے حرمتی تو نہیں کی ہے؟ یہ جواب نہیں دیتے کہ اب سبت کے احکامات منسوخ کئے جاتے ہیں۔ بلکہ یہ کہتے ہیں کہ سبت کے دن نیکی کرنا روا ہے۔

✲......**اس کے بعد آیت15 ، 16** میں یسوع نے کچھ معجزات دکھانے کے بعد تاکید کی ہے کہ مجھے ظاہر نہ کرنا۔ اور یہ طریق یسوع کا مسلسل نظر آتا ہے کہ وہ خطرات کے موقعہ پر کہیں چلے جاتے ہیں اور چھپ جاتے ہیں۔ اگر یسوع خدا تھا، خدا کا حقیقی بیٹا تھا تو اس کا خدائی طاقت اور رعب اور جلال رکھتے ہوئے کمزور انسانوں کے ڈر سے چھپتے پھرنا کوئی معنے نہیں رکھتا۔ صاف ظاہر ہے کہ وہ اپنے آپ کو ہرگز خدائی طاقتوں کا مالک نہیں سمجھتے تھے بلکہ ایک کمزور انسان سمجھتے تھے جس کا انہوں نے اقرار بھی کیا ہے۔

✲......**آیت 17 تا 21** میں حضرت یسعیاہ کا ایک بیان یسوع پر چسپاں کیا گیا ہے۔ سرسری نظر سے پڑھنے سے شبہ پڑتا ہے کہ یسوع خود اپنے پر یسعیاہ کی پیشگوئی چسپاں کررہے ہیں۔ مگر غور سے دیکھیں تو واضح ہے کہ یہ انجیل نویس کا اپنا خیال ہے۔

بعد کے مسیحی عقیدہ کے مطابق یسعیاہ کا یہ حوالہ بھی یسوع پر چسپاں نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اس میں خدا تعالیٰ نے اس کو جس کے بارہ میں پیشگوئی ہے اپنا خادم (Servant) قرار دیا ہے اور یسوع کو Servant کہنا صریحاً موجودہ مسیحی عقیدہ کے مطابق نہیں۔ آج کا مسیحی چرچ تو بیٹے کو باپ کے برابر قرار دیتا ہے۔ جس لفظ کا ترجمہ یسعیاہ میں Servant کیا جاتا ہے اس کے لئے اصل عبرانی میں عبد کا لفظ ہے۔ اس حوالہ کے آخر میں غیر یہودی اقوام کے لئے اس کے وجود کو امیدگاہ بتایا گیا ہے حالانکہ یسوع نے صاف کہا کہ وہ اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کی طرف نہیں بھیجا گیا۔ یسعیاہ کے اس حوالہ میں بھی ذکر ہے (آیت20) کہ اس مامور کے ذریعہ انصاف کی فتح ہوگی۔ یہ علامت بھی یسوع کی زندگی میں پوری ہوتی نظر نہیں آتی کیونکہ یسوع صرف 120 اشخاص کو اپنا مرید بنا کر موجودہ مسیحی عقیدہ کے مطابق آسمان کی طرف اٹھایا گیا اور کسی قسم کی فتح اس کو حاصل نہ ہوئی۔

✲......**متی باب 12 آیت 22 تا 29** میں یسوع کے ایک مناظرہ کا ذکر ہے جو فریسیوں سے ہوا۔ یسوع کے ایک گونگے سے بدروح نکالنے پر فریسیوں نے کہا کہ یسوع بدروحوں کے سردار بعل زبول (یعنی شیطان) کی مدد سے بدروحوں کو نکالتا ہے۔ اس پر جو جواب یسوع نے دیا اس میں یہ فقرہ بھی ہے:

’اگر میں بعل زبول کی مدد سے بدروحوں کو نکالتا ہوں تو تمہارے بیٹے کس کی مدد سے نکالتے ہیں۔ پس وہی تمہارے منصف ہوں گے‘۔

✲......**متی باب 12 آیت 27** یسوع خود اقرار کرتے ہیں کہ جس طرح یسوع بدروحوں کو نکالتا ہے اسی طرح یہود کے بیٹے بھی نکالتے ہیں۔ مگر مسیحی منّاد تو بڑے زور سے یسوع کے ان معجزات کو ان کی صداقت اور الوہیت کا ثبوت بناتے ہیں۔ تو کیا چرچ جو ان معجزات کو یسوع کی الوہیت کا ثبوت قرار دیتا ہے ان مخالف یہود کے بیٹوں کو بھی خدا قرار دے گا؟

✲......**باب 12 کی آیت31 ، 32** میں اس بات کے خلاف جو ابن آدم کے خلاف کہی جائے اور اس بات کے خلاف جو روح القدس کے خلاف کہی جائے یہ فرق کیا گیا ہے کہ ابن آدم کے خلاف جو بات کہی جائے وہ معاف ہوسکتی ہے مگر روح القدس کے خلاف کہی جانے والی بات دونوں جہان میں معاف نہیں ہوسکتی۔ یہاں ابن آدم جس سے ہر جگہ حضرت مسیح اپنی ذات مراد لیتے ہیں اور روح القدس جو عیسائی عقیدہ کے مطابق تثلیث کے 3 اقانیم میں سے ایک اقنوم ہے کہ مقام میں فرق کیا گیا ہے۔ حالانکہ مسیحی عقیدہ کے مطابق تینوں اقنوم باپ، بیٹا، روح القدس برابر درجہ رکھتے ہیں۔ اس لئے بعض عیسائی مفسر یہاں ابن آدم سے مراد عام انسان لیتے ہیں حالانکہ بہت سی جگہ پر یہ لفظ بیٹے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

✲......**باب 12 آیت 33** میں حضرت مسیح نے ایک ایسا اصول پیش کیا ہے جو موازنہ مذاہب کے لئے کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔ حضرت مسیح کہتے ہیں: ’یا تو درخت کو بھی اچھا کہو اور اس کے پھل کو بھی اچھا یا درخت کو بھی برا کہو اور اس کے پھل کو بھی برا کیونکہ درخت پھل ہی سے پہچانا جاتا ہے‘۔ (متی باب 12 آیت33)

اس بیان میں حضرت مسیح نے یہ اصول پیش کیا ہے کہ کسی مذہب کی اصل تعلیم کو سچے دل سے اور اس مذہب کی تعلیم کے مطابق ماننے والے لازماً وہ عمل کریں گے اور وہ نشان دکھائیں گے جو اس مذہب کی تعلیم کے مطابق ہو۔ اس اصول کے مطابق حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے امرتسر کے مباحثہ میں جو 1893ء میں ہوا اور مسیحیوں نے تین شخص پیش کئے جن میں سے ایک اندھا، ایک ٹانگ کٹا اور ایک گونگا تھا اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مطالبہ کیا کہ آپ چونکہ مسیح ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور آپ کا یہ بھی کہنا ہے کہ خدا آپ کے ہاتھ پر معجزات دکھاتا ہے۔ اس لئے آپ تینوں کو اچھا کرکے دکھا دیں۔ اس پر حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواباً فرمایا:۔

’’قرآن کریم میں تو نجات یا بندہ کی نشانیاں لکھی ہیں جن نشانوں کے مطابق ہم دیکھتے ہیں کہ اس مقدس کتاب کی پیروی کرنے والے نجات کو اسی زندگی میں پا لیتے ہیں۔ مگر آپ کے مذہب میں حضرت عیسیٰؑ نے جو نشانیاں نجات یابندوں یعنی حقیقی ایمانداروں کی لکھی ہیں وہ آپ میں کہاں موجود ہیں۔ مثلاً جیسے کہ مرقس16، 17 میں لکھا ہے۔ اور وے جو ایمان لائیں گے اُن کے ساتھ یہ علامتیں ہوں گی کہ وہ میرے نام سے دیووں کو نکالیں گے اور نئی زبانیں بولیں گے سانپوں کو اُٹھالیں گے اور اگر کوئی ہلاک کرنے والی چیز پیئیں گے اُنہیں کچھ نقصان نہ ہوگا۔ وے بیماروں پر ہاتھ رکھیں گے تو چنگے ہو جائیں گے۔ تو اَب میں بادب التماس کرتا ہوں اور اگر ان الفاظ میں کچھ درشتی یا مرارت ہو تو اُسکی معافی چاہتا ہوں کہ یہ تین بیمار جو آپ نے پیش کئے ہیں یہ علامت تو بالخصوصیّت مسیحیوں کے لئے حضرت عیسیٰؑ قرار دے چکے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اگر تم سچے ایماندار ہو تو تمہاری یہی علامت ہے کہ بیمار پر ہاتھ رکھو گے تو وہ چنگا ہو جائے گا۔ اب گستاخی معاف اگر آپ سچّے ایماندار ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں تو اِس وقت تین بیمار آپ ہی کے پیش کردہ موجود ہیں آپ اُن پر ہاتھ رکھ دیں اگر وہ چنگے ہوگئے تو ہم قبول کرلیں گے کہ بیشک آپ سچّے ایماندار اور نجات یافتہ ہیں ورنہ کوئی قبول کرنے کی راہ نہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح تو یہ بھی فرماتے ہیں کہ اگر تم میں رائی کے دانہ برابر بھی ایمان ہوتا تو اگر تم پہاڑ کو کہتے کہ یہاں سے چلا جا تو وہ چلا جاتا۔ مگر خیر میں اس وقت پہاڑ کی نقل مکانی تو آپ سے نہیں چاہتا کیونکہ وہ ہماری اِس جگہ سے دُور ہیں۔ لیکن یہ تو بہت اچھی تقریب ہوگئی کہ بیمار تو آپ نے ہی پیش کردیئے۔ اَب آپ ان پر ہاتھ رکھو اور چنگا کرکے دکھلاؤ ورنہ ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہاتھ سے جاتا رہے گا۔ مگر آپ پر یہ واضح رہے کہ یہ الزام ہم پر عائد نہیں ہوسکتا کیونکہ اللہ جلّ شانہ، نے قرآن کریم میں ہماری یہ نشانی نہیں رکھی کہ بالخصوصیّت تمہاری یہی نشانی ہے کہ جب تم بیماروں پر ہاتھ رکھو گے تو اچھے ہوجائیں گے۔ ہاں یہ فرمایا ہے کہ میں اپنی رضا اور مرضی کے موافق تمہاری دُعائیں قبول کروں گا اور کم سے کم یہ کہ اگر ایک دُعا قبول کرنے کے لائق نہ ہو اور مصلحتِ الٰہی کے مخالف ہو تو اس میں اطلاع دیجائے گی۔ یہ کہیں نہیں فرمایا کہ تم کو یہ اقتدار دیا جائے گا کہ تم اقتداری طور پر جو چاہو وہی کر گذرو گے۔ مگر حضرت مسیح کا تو یہ حکم معلوم ہوتا ہے کہ وہ بیماروں وغیرہ کے چنگا کرنے میں اپنے تابعین کو اختیار بخشتے ہیں جیسا کہ متی 10 باب 1 میں لکھا ہے۔ پھر اُس نے بارہ شاگردوں کو پاس بلا کے انہیں قدرت بخشی کہ ناپاک رُوحوں کو نکالیں اور ہر طرح کی بیماری اور دُکھ درد کو دُور کریں۔ اب یہ آپ کا فرض اور آپ کی ایمانداری کا ضرور نشان ہوگیا کہ آپ ان بیماروں کو چنگا کرکے دکھلا دیں یا یہ اقرار کریں کہ ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی ہم میں ایمان نہیں۔ اور آپ کو یاد رہے کہ ہر ایک شخص اپنی کتاب کے موافق مؤاخذہ کیا جاتا ہے۔

ہمارے قرآن کریم میں کہیں نہیں لکھا کہ تمہیں اقتدار دیا جائے گا بلکہ صاف فرمادیا کہ قُلْ اِنَّمَا الْآيَاتُ عِنْدَ اللّٰهِ (الانعام:110) یعنی ان کو کہہ دو کہ نشان اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں۔ جس نشان کو چاہتا ہے اُسی نشان کو ظاہر کرتا ہے۔ بندہ کا اُس پر زور نہیں ہے کہ جبر کے ساتھ اُس سے ایک نشان لیوے۔ یہ جبر اور اقتدار تو آپ ہی کی کتابوں میں پایا جاتا ہے۔ بقول آپ کے مسیح اقتداری معجزات دکھلاتا تھا اور اُس نے شاگردوں کو بھی اقتدار بخشا۔ اور آپ کا یہ عقیدہ ہے کہ اب بھی حضرت مسیح زندہ حیّ قیّوم قادر مطلق عالم الغیب دن رات آپ کے ساتھ ہے جو چاہو وہی دے سکتا ہے۔ پس آپ حضرت مسیح سے درخواست کریں کہ ان تینوں بیماروں کو آپ کے ہاتھ رکھنے سے اچھا کر دیویں تا نشانی ایمانداری کی آپ میں باقی رہ جاوے۔ ورنہ یہ تو مناسب نہیں کہ ایک طرف اہل حق کے ساتھ بحیثیت سچے عیسائی ہونے کے مباحثہ کریں اور جب سچے عیسائی کے نشان مانگے جائیں تب کہیں کہ ہم میں استطاعت نہیں۔ اس بیان سے تو آپ اپنے پر ایک اقبالی ڈگری کراتے ہیں کہ آپ کا مذہب اس وقت زندہ مذہب نہیں ہے۔

لیکن ہم جس طرح پر خدا تعالیٰ نے ہمارے سچے ایماندار ہونے کے نشان ٹھہرائے ہیں اس التزام سے نشان دکھلانے کو تیار ہیں۔ اگر نشان نہ دکھلاسکیں تو جو سزا چاہیں دے دیں اور جس طرح کی چُھری چاہیں ہمارے گلے میں پھیر دیں۔ اور وہ طریق نشان نمائی کا جس کے لئے ہم مامور ہیں وہ یہ ہے کہ ہم خدا تعالیٰ سے جو ہمارا سچا اور قادر خدا ہے اس مقابلہ کے وقت جو ایک سچے اور کامل نبی کا انکار کیا جاتا ہے تضرع سے کوئی نشان مانگیں تو وُہ اپنی مرضی سے، نہ ہمارا محکوم اور تابع ہو کر، جس طرح سے چاہے گا نشان دکھلائے گا۔

آپ خوب سوچیں کہ حضرت مسیح بھی باوجود آپ کے اس قدر غلو کے اقتداری نشانات کے دکھلانے سے عاجز رہے۔ دیکھئے مرقس باب8، 11و 12 آیت میں یہ لکھا ہے۔ تب فریسی نکلے اور اس سے حجت کر کے یعنی جس طرح اب اس وقت مجھ سے حجت کی گئی اس کے امتحان کے لئے آسمان سے کوئی نشان چاہا۔ اُس نے اپنے دل سے آہ کھینچ کے کہا کہ اس زمانہ کے لوگ کیوں نشان چاہتے ہیں۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اس زمانہ کے لوگوں کو کوئی نشان دیا نہ جائے گا اَب دیکھئے کہ یہودیوں نے اسی طرز سے نشان مانگا تھا۔ حضرت مسیح نے آہ کھینچ کر نشان دکھلانے سے انکار کردیا۔

پھر اس سے بھی عجب طرح کا ایک اور مقام دیکھئے کہ جب مسیح صلیب پر کھینچے گئے تو تب یہودیوں نے کہا کہ اُس نے اَوروں کو بچایا پر آپ کو نہیں بچا سکتا۔ اگر اسرائیل کا بادشاہ ہے تو اب صلیب سے اُتر آوے تو ہم اس پر ایمان لاویں گے۔ اب ذرا نظر غور سے اس آیت کو سوچیں کہ یہودیوں نے صاف عہد اور اقرار کرلیا تھا کہ اب صلیب سے اُتر آوے تو وہ ایمان لاویں گے۔ لیکن حضرت مسیح اُتر نہیں سکے۔

ان تمام مقامات سے صاف ظاہر ہے کہ نشان دکھلانا اقتداری طور پر انسان کا کام نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ جیسا کہ ایک اور مقام میں حضرت مسیح فرماتے ہیں یعنی متی باب12 آیت38 کہ اس زمانہ کے بد اور حرامکار لوگ نشان ڈھونڈتے ہیں پر یونس نبی کے نشان کے سوا کوئی نشان دکھلایا نہ جائے گا۔ اب دیکھئے کہ اِس جگہ حضرت مسیح نے اُن کی درخواست کو منظور نہیں کیا بلکہ وہ بات پیش کی جو خدا تعالیٰ کی طرف سے اُن کو معلوم تھی۔ اِسی طرح مَیں بھی وہ بات پیش کرتا ہوں جو خدا تعالیٰ کی

باقی صفحہ نمبر 19 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

خدا تعالیٰ کے حکموں پر چلنا ایک انسان کو حقیقی عبدیت کے زمرہ میں شامل کرتا ہے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے بیشمار احکام اتارے ہیں جن پر چلنے کی انسان کو کوشش کرنی چاہیئے

ہم خوش قسمت ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں سے بنایا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن تمام احکامات کا جو قرآنِ کریم کی صورت میں آپ پر اترے ہیں ایک عملی نمونہ بنا دیا، ایک ایسا عملی نمونہ جو کامل تھا، جس نے آپ کو عبدِ کامل بنا دیا۔
لیکن آپ کی اُمّت میں سے ہونے اور مسلمان ہونے کے فیض ہم تبھی اُٹھا سکتے ہیں جب ہم آپؐ کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کریں۔
جب ہم اُن احکامات کو اپنے اوپر لاگو کرتے ہوئے اس طرح بجالانے کی کوشش کریں جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کرکے دکھایا۔

یہ عبدِ کامل تھا جس نے ہر معاملہ میں کامل نمونہ دکھا کر ایک انقلاب اُس زمانے کے جاہل لوگوں میں پیدا کر دیا اور اُنہیں با خدا انسان بنا دیا۔
پس آج بھی اگر ہم نے ان برکات سے فائدہ اُٹھانا ہے جو آپ کی اُمّت میں آنے سے وابستہ ہیں اور عبد بننے کا حق ادا کرنا ہے
تو اپنے آپ کو اس اسوہ پر چلانا ہوگا تا کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بن کر ہم اپنی دنیا و عاقبت سنوار سکیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ سے مختلف مثالوں کا تذکرہ اور اس حوالہ سے افراد جماعت کو نہایت اہم نصائح

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 17/اگست 2012ء بمطابق 17 ظہور 1391 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا (سورۃ الاحزاب: 22)

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ۔ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (آل عمران: 32)

ان آیات کا ترجمہ یہ ہے۔ پہلی آیت سورۃ احزاب کی ہے کہ یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول میں نیک نمونہ ہے ہر اس شخص کے لئے جو اللہ اور یومِ آخرت کی امید رکھتا ہے اور کثرت سے اللہ کو یاد کرتا ہے۔

دوسری آیت آل عمران کی ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ تُو کہہ دے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضلوں، احسانوں اور انعاموں کا وارث بننے کے لئے ہمیں بتایا کہ میرا عبد بنو۔ میرے وہ بندے بنو جو میرے حکموں پر چلتے ہیں۔ گزشتہ خطبہ میں یہی ذکر ہو رہا تھا کہ خدا تعالیٰ کے حکموں پر چلنا ایک انسان کو حقیقی عبدیت کے زمرہ میں شامل کرتا ہے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے بیشمار احکام اتارے ہیں جن پر چلنے کی انسان کو کوشش کرنی چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ (البقرۃ: 187) (کہ پس چاہئے کہ وہ میری بات پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں) کا مصداق بن کر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث ایک مومن بن سکے۔ اللہ تعالیٰ کا حقیقی عبد بنے۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے والا ہو۔ دعاؤں کی قبولیت کے نظارے دیکھنے والا ہو۔ اللہ تعالیٰ کے ارشادات، احکامات تو قرآنِ کریم میں ہیں جن کو پڑھتے ہیں، سنتے ہیں لیکن انسان کی فطرت اللہ تعالیٰ نے ایسی رکھی ہے کہ وہ عملی نمونوں سے عموماً پڑھنے اور سننے کی نسبت زیادہ متاثر ہوتا ہے۔ ایک شوق اور لگن اُس میں پیدا ہوتی ہے۔ اور جب کسی سے محبت کا دعویٰ ہو تو محبوب کی ہر ادا اور ہر عمل کو ایک انسان خود بھی اپنانے کی کوشش کرتا ہے اور عمل کا رنگ پھر کچھ اور ہی ہو جاتا ہے۔ لیکن جب محبت کا اظہار اور اس محبت کی وجہ سے محبوب کو اپنے لئے نمونہ بنانا ایمان بھی شمار ہونے لگ جائے تو پھر ایک مومن کی اس سے بڑھ کر کوئی خواہش نہیں ہوتی اور نہیں ہونی چاہئے کہ وہ محبوب کی خوشی کے ساتھ اپنے ایمان کو بھی سلامت رکھے اور اس میں ترقی کرے۔

ہم خوش قسمت ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں سے بنایا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن تمام احکامات کا جو قرآنِ کریم کی صورت میں آپ پر اترے ہیں ایک عملی نمونہ بنا دیا، ایک ایسا عملی نمونہ جو کامل تھا، جس نے آپ کو عبدِ کامل بنا دیا۔ یہ آیات جو میں نے تلاوت کی ہیں ان میں اسی بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے بلکہ حکم دیا گیا ہے کہ ایک مسلمان کا، ایک ایمان لانے کا، دعویٰ کرنے والے کا ایمان اُس وقت مکمل ہوگا، وہ تب خدا تعالیٰ کا قرب پا سکے گا جب میرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر چلے گا۔ اس کے بغیر ایمان ادھورا ہے۔ اُس اُسوہ پر چلے بغیر آخرت کی نعماء کی امید فضول ہے۔ اُس اُسوہ پر چلے بغیر نیکی، نیکی نہیں کہلا سکتی۔ اس اسوہ پر چلے بغیر اللہ تعالیٰ کی عبادت، عبادت نہیں ہے۔ اس اُسوہ پر چلے بغیر اللہ تعالیٰ کی یاد اور اُس کا ذکر وہ مقام نہیں دلا سکتا جو اللہ تعالیٰ کا قرب دلائے۔ اس اُسوہ پر چلے بغیر گناہوں سے نجات ممکن نہیں ہے۔ اس اُسوہ پر چلے بغیر تم اللہ تعالیٰ کی رحیمیت سے وہ حصہ نہیں پا سکتے جس کے لئے تم اللہ تعالیٰ کو پکار رہے ہو۔ اُس اُسوہ پر چلے بغیر اللہ تعالیٰ کی محبت کو حاصل کرنے والے نہیں بن سکتے کہ یہ خدا تعالیٰ کا محبوب ترین بندہ ہے۔ اگر اُس کی پیروی نہیں کی تو اللہ تعالیٰ کی محبت بھی نہیں ملے گی۔

پس جیسا کہ مَیں نے کہا کہ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم مسلمان ہیں لیکن آپ کی اُمّت میں سے ہونے اور مسلمان ہونے کے فیض ہم تبھی اُٹھا سکتے ہیں جب ہم آپؐ کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کریں۔ جب ہم اُن احکامات کو اپنے اوپر لاگو کرتے ہوئے اس طرح بجالانے کی کوشش کریں جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کر کے دکھایا۔ اَلْاِمَامُ جُنَّةٌ (صحیح البخاری کتاب الجهاد والسير باب يقاتل من وراء الامام و يتقى به حديث 2957) کہہ کر ہمیں اس آیت کی یاد دہانی کروا دی کہ میرے نمونے تمہیں شیطان سے بچا کر حقیقی عبد بنا سکتے ہیں نہ کہ تمہاری کوششیں۔ میری ڈھال کے پیچھے رہو تو شیطان سے بچے رہو گے۔ عبادت کا سوال ہے تو یہ نہ سمجھو کہ ایسے عمل کر کے جو مَیں نے نہیں کئے تم عبادت کا حق ادا کر سکو گے یا اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کر سکو گے۔ نہیں، یہ نہیں ہو سکتا۔ اس زمانے میں ہم پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا احسان ہے جو آپؐ کے عاشقِ صادق ہیں کہ ہمیں آپؐ کے حقیقی اُسوہ اور اس کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی طرف رہنمائی فرمائی ہے۔ عبادتوں کے لئے جو نئے نئے ذکر اور محفلیں منعقد کرنے کی بدعات

رواج پا گئی ہیں آپ نے فرمایا کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ سے ثابت نہیں ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ کا قرب کبھی نہیں دلاسکتیں۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 3 صفحہ 162۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

پس قرب کے حصول کے لئے اُسوہ پر عمل کرنا ضروری ہے۔

اس وقت مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ کی، آپ کے عملی نمونے کی چند مثالیں پیش کروں گا۔ لیکن اس سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادات اور دوسرے اخلاق کے نمونے پیش کروں گا جو ہمارے لئے رہنما ہیں جن کے کرنے سے ہم اللہ تعالیٰ کا حقیقی عبد بن سکتے ہیں اور اُس کا پیار حاصل کرنے والا بن سکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپؐ کے بارے میں جو کچھ بیان فرمایا ہے، اس حوالے سے آپ کی نظر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو مقام ہے اور جو ہمارے سامنے آپ نے پیش فرمایا ہے وہ مَیں پہلے بیان کروں گا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’ قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِہِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ۔ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا (الزمر:54)......یعنی کہہ اے میرے غلامو! جنہوں نے اپنے نفسوں پر زیادتی کی ہے کہ تم رحمتِ الٰہی سے نا امید مت ہو۔ خدا تعالیٰ سارے گناہ بخش دے گا‘‘۔ فرماتے ہیں کہ ’’اب اس آیت میں بجائے قُلْ یَا عِبَادَ اللّٰہ کے، جس کے یہ معنے ہیں کہ کہہ اے خدا تعالیٰ کے بندو! یہ فرمایا کہ قُلْ یٰعِبَادِی یعنی کہہ اے میرے غلامو۔ اس طرز کے اختیار کرنے میں بھید یہی ہے کہ یہ آیت اس لئے نازل ہوئی ہے کہ خدا تعالیٰ بے انتہا رحمتوں کی بشارت دیوے اور جو لوگ کثرت گناہوں سے دل شکستہ ہیں اُن کو تسکین بخشے۔ سو اللہ جلّشانہٗ نے اس آیت میں چاہا کہ اپنی رحمتوں کا ایک نمونہ پیش کرے اور بندہ کو دکھلاوے کہ مَیں کہاں تک اپنے وفادار بندوں کو انعامات خاصہ سے مشرّف کرتا ہوں‘‘۔ (وہ لوگ جو گناہوں کی وجہ سے بالکل مایوس ہوگئے ہیں اُن کو بتائے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کس قدر وسیع ہے اور کس طرح انعامات سے نوازتا ہے۔) فرمایا ’’سو اس نے قُلْ یٰعِبَادِی کے لفظ سے یہ ظاہر کیا کہ دیکھو یہ میرا پیارا رسول، دیکھو یہ برگزیدہ بندہ کہ کمال طاعت سے کس درجہ تک پہنچا کہ اب جو کچھ میرا ہے وہ اس کا ہے۔ جو شخص نجات چاہتا ہے وہ اس کا غلام ہوجائے۔ یعنی ایسا اس کی طاعت میں محو ہوجاوے کہ گویا اس کا غلام ہے۔ تب وہ گو کیسا ہی پہلے گنہگار تھا بخشا جائے گا‘‘۔ فرمایا کہ ’’جاننا چاہئے کہ عَبْد کا لفظ لغتِ عرب میں غلام کے معنوں پر بھی بولا جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ جلّشانہ فرماتا ہے وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَیْرٌ مِّنْ مُّشْرِکٍ (البقرۃ:222)۔ اور اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو شخص اپنی نجات چاہتا ہے وہ اس نبی سے غلامی کی نسبت پیدا کرے۔ یعنی اس کے حکم سے باہر نہ جائے اور اس کے دامن طاعت سے اپنے تئیں وابستہ جانے جیسا کہ غلام جانتا ہے‘‘۔ (یعنی اس طرح اطاعت کرو اس نبی کی جس طرح ایک غلام اپنے مالک کی اطاعت کرتا ہے) ’’تب وہ نجات پائے گا‘‘۔ فرمایا ’’اس مقام میں ان کوربا طن نام کے موحّدوں پر افسوس آتا ہے‘‘ (بعض لوگ کہتے ہیں کہ بعض نام نہیں رکھنے چاہئیں) ’’کہ جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یاں تک بغض رکھتے ہیں کہ ان کے نزدیک یہ نام کہ غلام نبی، غلام رسول، غلام مصطفٰے، غلام احمد، غلام محمد شرک میں داخل ہیں‘‘۔ فرمایا کہ ’’اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ مدار نجات یہی نام ہیں‘‘۔ (یعنی اگر محبت سے اور حقیقت میں ان ناموں کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے عمل ٹھیک کئے یا اپنے ناموں کو اُن صفات کا حامل بنایا تو پھر اس سے نجات بھی حاصل ہوتی ہے۔ ورنہ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ نام رکھنے سے نجات مل جائے گی کہ نام رکھ لیا اور پھر جتنی مرضی برائیاں کرتے رہے تو انسان نجات پا جائے گا۔ یہ نہیں ہے۔ یہ جو فرمایا کہ حکم سے باہر نہ جائے گا۔ جو احکامات ہیں اُس سے باہر نہ جائے، یہ جو فقرہ ہے یہ خاص طور پر بڑا ضروری ہے۔ اس فقرہ پر بھی غور کرنا چاہئے۔)

پھر آپ مزید فرماتے ہیں ’’اور چونکہ عَبْد کے مفہوم میں یہ داخل ہے کہ ہر ایک آزادگی اور خودرَوی سے باہر آ جائے‘‘ (یعنی عبدیت اُس وقت ہوتی ہے جب نہ اپنی آزادی رہے، نہ خود اپنے بارے میں فیصلے کر کے خود ہی جو چاہے کرتا رہے، اس سے باہر آئے) ’’اور پورا متبع اپنے مولیٰ کا ہو۔ اس لئے حق کے طالبوں کو یہ رغبت دی گئی کہ اگر نجات چاہتے ہیں تو یہ مفہوم اپنے اندر پیدا کریں۔ اور درحقیقت یہ آیت اور یہ دوسری آیت قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ (آل عمران: 32)۔ ازروئے مفہوم کے ایک ہی ہیں‘‘۔ (جو پہلی آیت پڑھی گئی تھی اور یہ آیت، فرمایا کہ مفہوم دونوں کا ایک ہے) ’’کیونکہ کمال اتباع اس محویت اور اطاعت تامہ کو مستلزم ہے‘‘ (یعنی جو کسی کی پیروی کا اور اتباع کا جو انتہا ہے، وہ مکمل طور پر اطاعت کے لئے لازمی ہے، اطاعت ہوگی تو اتباع ہوگی، پیروی ہوگی) فرمایا کہ ’’جو عبد کے مفہوم میں پائی جاتی ہے‘‘۔ (پورا فقرہ یوں بنے گا کہ) ’’کیونکہ کمال اتباع اس محویت اور اطاعت تامہ کو مستلزم ہے جو عبد کے مفہوم میں پائی جاتی ہے۔ یہی سِر ہے کہ جیسے پہلی آیت میں مغفرت کا وعدہ بلکہ محبوبِ الٰہی بننے کی خوشخبری ہے گویا یہ آیت کہ قُلْ یٰعِبَادِی دوسرے لفظوں میں اس طرح پر ہے کہ قُلْ یَا مُتَّبِعِی۔ یعنی اے میری پیروی کرنے والو جو بکثرت گناہوں میں مبتلا ہو رہے ہو، رحمتِ الٰہی سے نومید مت ہو کہ اللہ جلّشانہٗ بہ برکت میری پیروی کے تمام گناہ بخش دے گا۔ اور اگر عباد سے صرف اللہ تعالیٰ کے بندے ہی مراد لئے جائیں تو معنے خراب ہو جاتے ہیں کیونکہ یہ ہرگز درست نہیں کہ خدا تعالیٰ بغیر تحقق شرط ایمان اور بغیر تحقق شرط پیروی تمام مشرکوں اور کافروں کو یونہی بخش دیوے‘‘۔ یعنی اگر ایمان میں کامل نہیں ہے اور پیروی اور اتباع میں کامل نہیں ہے تو بخشا نہیں جا سکتا، پھر تو اللہ تعالیٰ مشرکوں کو اور کافروں کو یونہی بخش دے گا۔ فرمایا ’’ایسے معنے تو نصوص بیّنہ قرآن سے صریح مخالف ہیں‘‘۔

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 189 تا 193)

پس یہ خوشخبری ہر اُس شخص کے لئے ہے جو کہ کامل اطاعت کرتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتا ہے کہ اس کامل پیروی سے شدید ترین گناہ بھی دھل جاتے ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا اب مَیں اُسوہ کے نمونے پیش کروں گا۔ اس رمضان میں خدا تعالیٰ نے جو ایسا ماحول پیدا فرمایا ہے اور ہر سال جب رمضان آتا ہے تو جو ماحول پیدا ہوتا ہے اور نیکیوں اور عبادتوں کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے اور اب بھی ہوئی ہے تو اگر حقیقت میں خدا تعالیٰ کا عبد اور پیارا بننا ہے تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ کی پیروی کو جاری رکھنا بھی ضروری ہے۔ یہی نہیں کہ ایک دفعہ عمل کر لیا۔ آپؐ کا عمل یا نمونہ کسی ایک چیز کے بارے میں نہیں تھا، نہ ہی رمضان کے لئے مخصوص تھا بلکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بقول کَانَ خُلُقُہٗ اَلْقُرْآن تھا اور تمام زندگی پر حاوی تھا۔ آپ کا خلق قرآن عظیم تھا۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو فرمایا کہ اس سے گناہوں سے دل شکستوں کو امید کی کرن دکھائی دیتی ہے تو وہ تبھی ہے جب اس اُسوہ پر عمل کا مصمّم ارادہ ہو اور پھر نہ صرف ارادہ ہو بلکہ عمل بھی ہو اور پھر باقاعدگی بھی ہو۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ ماحصل اس آیت کا یہ ہے‘‘ (اس آیت کا خلاصہ یہ بنے گا یا اصل مضمون یہ بنے گا، مقصد یہ بنے گا) ’’کہ جو لوگ دل و جان سے تیرے، یا رسول اللہ! غلام بن جائیں گے۔ ان کو وہ نورِ ایمان اور محبت اور عشق بخشا جائے گا کہ جو اُن کو غیر اللہ سے رہائی دے دے گا اور وہ گناہوں سے نجات پا جائیں گے اور اسی دنیا میں ایک پاک زندگی ان کو عطا کی جائے گی، اور نفسانی جذبات کی تنگ و تاریک قبروں سے وہ نکالے جائیں گے‘‘۔ (اب رمضان کا ایک مقصد خدا تعالیٰ کی رضا چاہنا، اُس کا بننا، اُس کی عبادت کرنا بھی ہے۔ اور یہی غیر اللہ سے نجات ہے تو اس کو پورا کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ کی پیروی ضروری ہے۔ فرمایا کہ) ’’اور اسی دنیا میں ایک پاک زندگی ان کو عطا کی جائے گی اور نفسانی جذبات کی تنگ و تاریک قبروں سے وہ نکالے جائیں گے‘‘۔ (جو یہ پیروی کریں گے) ’’اسی کی طرف یہ حدیث اشارہ کرتی ہے۔ اَنَا الْحَاشِرُ الَّذِیْ یُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی قَدَمِیْ یعنی میں وہ مُردوں کو اٹھانے والا ہوں جس کے قدموں پر لوگ اٹھائے جاتے ہیں‘‘۔ (قدموں پر اٹھائے جانے کا یہی مطلب ہے کہ میری پیروی کرنے والے ہیں، میرے نقشِ قدم پر چلنے والے ہیں) فرماتے ہیں ’’واضح ہو کہ قرآن کریم اس محاورہ سے بھرا پڑا ہے کہ دنیا مر چکی تھی اور خدا تعالیٰ نے اپنے اس نبی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج کر نئے سرے دنیا کو زندہ کیا۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِہَا (الحدید: 18) یعنی اس بات کو سن رکھو کہ زمین کو اس کے مرنے کے بعد خدا تعالیٰ زندہ کرتا ہے۔ پھر اسی کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے حق میں فرماتا ہے وَاَیَّدَہُمْ بِرُوْحٍ مِّنْہُ (سورۃ المجادلہ: 23) یعنی ان کو روح القدس کے ساتھ مدد دی۔ اور روح القدس کی مدد یہ ہے کہ دلوں کو زندہ کرتا ہے اور روحانی موت سے نجات بخشتا ہے اور پاکیزہ قوتیں اور پاکیزہ حواس اور پاک علم عطا فرماتا ہے اور علوم یقینیہ اور براہین قطعیہ سے خدا تعالیٰ کے مقام قرب تک پہنچا دیتا ہے‘‘۔

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 193 تا 195)

روحانی موت سے نجات کیا ہے؟ یہ دنیاوی خواہشات کو قربان کرنے کا نام ہے۔ یہ اپنے نفس کو قربان کرنے کا نام ہے، جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں بار بار توجہ دلائی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم کرنے کا نام ہے۔ پس صحابہ رضوان اللہ علیہم نے یہ سب کچھ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں کو روحانی زندگی عطا فرمائی۔ اُن کو پاکیزہ قوتیں عطا فرمائیں جن سے انہوں نے شیطان کا مقابلہ کیا۔ اُن کی سوچوں کو پاک کیا۔ اُن کو قرآن کا علم عطا فرمایا جس نے اُن کے یقین اور ایمان کو انتہائی مدارج تک پہنچا دیا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر اُن کو عین الیقین ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے نظارے اُنہوں نے خود دیکھ لئے جس نے اُنہیں اللہ تعالیٰ کا قرب عطا فرمایا۔ یہ سب کچھ اُنہیں اپنے آقا و مطاع صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے کی وجہ سے ملا اور اُنہیں اللہ تعالیٰ کے اس حکم کہ وَالَّذِیْنَ جَاہَدُوْا فِیْنَا لَنَہْدِیَنَّہُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت:70) کہ اور جو لوگ ہمیں ملنے کی کوشش کرتے ہیں ہم ضرور اُنہیں اپنے راستوں کی طرف رہنمائی کرتے ہیں، اس کا مزید ادراک حاصل ہوا اور یہ سب کچھ جیسا کہ مَیں نے کہا اُن کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ پر چلنے کی کوشش سے ہوا۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’اور یہ علوم جو مدارِ نجات ہیں یقینی اور قطعی طور پر بجز اُس حیات کے حاصل نہیں ہو سکتے جو بتوسّط روح القدس انسان کو ملتی ہے اور قرآن کریم کا بڑے

زور شور سے یہ دعویٰ ہے کہ وہ حیات روحانی صرف متابعت اس رسول کریمؐ سے ملتی ہے''۔ یعنی یہ جو علوم کا ذکر ہوا ہے کہ روحانی عملوں سے نجات ہوتی ہے، پاکیزہ قوتیں عطا ہوتی ہیں، پاکیزہ حواس عطا ہوتے ہیں، پاک علم عطا ہوتا ہے۔ فرمایا یہ جو مدارِ نجات ہیں، نجات کا باعث بننے والے علوم ہیں، یہ صرف اس طرح حاصل نہیں ہوسکتے کہ خود اس زندگی میں انسان کوشش کرلے بلکہ انسان کو یہ روح القدس سے ملتے ہیں۔ اور فرمایا کہ ''قرآنِ کریم کا بڑے زور شور سے یہ دعویٰ ہے کہ حیاتِ روحانی صرف متابعت اس رسول کریمؐ سے ملتی ہے''۔ (یہ جسمانی زندگی نہیں ہے، روحانی زندگی ہے جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ پر چلنے اور آپ کی پیروی سے ملتی ہے۔) ''اور تمام وہ لوگ جو اس نبی کریمؐ کی متابعت سے سرکش ہیں وہ مُردے ہیں''۔ فرمایا ''تمام وہ لوگ جو اس نبی کریمؐ کی متابعت سے سرکش ہیں وہ مُردے ہیں جن میں اس حیات کی'' (یعنی یہ روحانی حیات کی) ''روح نہیں ہے''۔ پھر فرمایا ''اور حیاتِ روحانی سے مراد انسان کے وہ علمی اور عملی قویٰ ہیں جو روح القدس کی تائید سے زندہ ہوجاتے ہیں۔ اور قرآن کریم سے ثابت ہوتا ہے کہ جن احکام پر اللہ جلّشانہٗ انسان کو قائم کرنا چاہتا ہے وہ چھ سو ہیں۔ ایسا ہی اس کے مقابل پر جبرائیل علیہ السلام کے پَر بھی چھ سو ہیں۔ اور بیضۂ بشریت جب تک چھ سو حکم کو سر پر رکھ کر جبرائیل کے پروں کے نیچے نہ آوے اس میں فنافی اللہ ہونے کا بچہ پیدا نہیں ہوتا''۔ (یعنی مثال دی گئی ہے کہ انسان کا جو خول ہے، پیدائش کا جو انڈہ ہے، جب تک انسان ان چھ سو احکامات کو اپنے اوپر طاری نہ کرے، لاگو نہ کرے اُس وقت تک وہ فنافی اللہ نہیں ہوسکتا۔ وہ بچہ پیدا نہیں ہوسکتا جس سے انسان اللہ تعالیٰ کے قریب ترین ہوجائے۔ فرمایا ''اور انسانی حقیقت اپنے اندر چھ سو بیضہ کی استعداد رکھتی ہے''۔ یہ نہیں ہے کہ کوئی مشکل چیز ہے۔ انسان کی فطرت میں اللہ تعالیٰ نے یہ طاقت دی ہے کہ اگر وہ چاہے اور کوشش کرے تو ان احکامات کو اپنے اوپر طاری کرنے کی طاقت رکھتی ہے، استعداد رکھتی ہے۔ فرمایا ''پس جس شخص کا چھ سو بیضۂ استعداد جبرائیلؑ کے چھ سو پر کے نیچے آگیا وہ انسان کامل اور یہ تولّد اس کا تولّدِ کامل اور یہ حیات حیاتِ کامل ہے''۔ یعنی یہ چیزیں حاصل ہو جائیں تو تبھی حقیقی روحانی پیدائش بھی ہوتی ہے اور حقیقی روحانی زندگی بھی ملتی ہے۔ پس ان چھ سو احکامات کو اپنے اوپر لاگو کرنے کی کوشش کرو۔ فرمایا کہ ''اور غور کی نظر سے معلوم ہوتا ہے کہ بیضۂ بشریت کے روحانی بچے جو روح القدس کی معرفت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کی برکت سے پیدا ہوئے وہ اپنی کمیّت اور کیفیت اور صورت اور نوع اور حالت میں تمام انبیاء کے بچوں سے اتم اور اکمل ہیں''۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے انسان کے اندر جو یہ روحانی بچے پیدا ہوئے ہیں، جو روحانی صفات پیدا ہوئی ہیں وہ اپنی کمیّت کے حساب سے بھی، اپنی کیفیت کے حساب سے بھی، اپنی شکل صورت کے حساب سے بھی، اپنی نوع اور قسم کے حساب سے بھی، ہر حالت میں دوسرے انبیاء کے ذریعے سے جو روحانی انقلاب آیا اُس سے بہت بڑھ کر ہیں۔ اور فرماتے ہیں ''اسی کی طرف اشارہ ہے جو اَللّٰہ جَلَّ شَانُہٗ فرماتا ہے۔ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (آل عمران:111) یعنی تم سب اُمّتوں سے بہتر ہو جو لوگوں کی اصلاح کے لئے پیدا کئے گئے ہو''۔ (آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 195 تا 197)

جب خیرِ اُمّت قرار دیا گیا، جیسا کہ اکثر ہم تقریروں میں ''خیرِ اُمّت'' سنتے ہیں تو اس خیر اُمّت بننے کے لئے ضروری ہے کہ اپنے اندر وہ تمام روحانی انقلاب پیدا کرنے کی کوششیں کی جائیں، وہ حالتیں طاری کرنے کی کوشش کی جائیں جن کی ہمیں تعلیم دی گئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کا ذکر فرمایا۔ قرآنِ کریم میں جن کا ذکر ہے۔ اور پھر جب اس طرح اپنی اصلاح ہوگی، جب اس مقام پر انسان پہنچے گا تو پھر ہی دوسروں کی اصلاح کا کام کرسکتے ہیں۔ اور یہ اصلاح کا کام پھر بارآور ہوتا ہے۔ تبھی یہ پھل لگاتا ہے جب اس اسوہ رسول پر ہم چلنے کی کوشش کریں گے، اپنی زندگیاں اس کے مطابق ڈھالیں گے، اپنے جائزے ہر وقت لیتے رہیں گے، اپنی روحانی ترقی کی طرف قدم بڑھاتے رہیں گے یا بڑھانے کی کوشش کرتے رہیں گے۔ یہ دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جو احکامات دیئے ہیں ہم کہاں اور کن معاملات میں اور کس طرح اور کس حد تک اُن پر عمل کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔ تو تبھی ہم اپنے اندر بھی انقلاب پیدا کریں گے۔ تبھی ہم اسلام کا حقیقی پیغام بھی دنیا تک پہنچا سکیں گے۔ پس بیشک گنہگار بھی اللہ تعالیٰ کا ایک عبد بن سکتا ہے۔ لیکن اسوہ رسول پر چلنے سے اور اس کے لئے کوشش کرنے سے اور اپنی تمام تر طاقتوں سے اس کی کوشش کرنے سے اس کے تمام گناہ معاف ہوسکتے ہیں۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مختلف پہلو ہیں۔ آپ کا اُسوہ ہے جس کی پیروی کا خدا تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے اور جس کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بیان فرمایا ہے کہ کس طرح اور کس حد تک انسان حاصل کرسکتا ہے۔ اور اس اُسوہ پر چلنے سے پھر اللہ تعالیٰ کی محبت بھی ملتی ہے جس سے بندہ اپنے پیار کرنے والے خدا کی آغوش میں آجاتا ہے۔

سب سے پہلے ہم دیکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے محبت، اُس کی شکر گزاری اور اس کی عبادت کے کیا نمونے آپؐ نے قائم فرمائے ہیں۔ وہ عظیم نبی جو تمام دن حکومتی معاملات اور اپنے ماننے والوں کی اصلاح اور تربیت اور اُن کو روحانی ترقی کی راہیں دکھانے میں مصروف رہتا تھا۔ عام دنوں میں بھی آپ کی مصروفیت ہوتی تھی اور جنگوں میں اور ہنگامی حالات میں تو دن کی مصروفیت کے ساتھ ساتھ آپ کی جسمانی مشقت کی بھی انتہا ہوجاتی تھی۔ لیکن ہمیں نہ آپ کی دن کی عبادتوں میں اور نہ ہی رات کی عبادتوں میں کوئی رخنہ نظر آتا ہے۔ رات کو عبادت کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو پاؤں سوج جاتے تھے۔ (صحیح البخاری کتاب التفسیر باب قولہ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک...... حدیث 4836)

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ رات کو عبادت کرو۔ آپ کی رات کی عبادت نصف رات سے بڑھ کر بھی تھی اور نصف رات کی بھی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّ نَاشِئَۃَ الَّیْلِ ھِیَ اَشَدُّ وَطْئًا وَّاَقْوَمُ قِیْلًا (المزمل:7) کہ رات کو جاگنا یقیناً نفس کو پاؤں تلے کچلنے کے لئے شدید اور قولی لحاظ سے زیادہ مضبوط ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک دفعہ عرض کی کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ تو پہلے ہی خدا تعالیٰ کے مقرب ہیں۔ آپ اپنے نفس کو اتنی تکلیف میں کیوں ڈالتے ہیں؟ فرمایا اے عائشہ! اَفَلَا اَکُوْنَ عَبْدًا شَکُوْرًا۔ (صحیح مسلم کتاب صفات المنافقین و احکامھم باب اکثار الاعمال...... حدیث 7125)

کہ اگر مَیں اللہ تعالیٰ کا مقرب ہوں اور اللہ تعالیٰ نے اتنے فضل فرمائے ہیں تو پھر کیا میرا یہ فرض نہیں بنتا کہ اس کا شکرگزار بندہ بن جاؤں۔ شکر تو احسان کے مقابلے پر ہوا کرتا ہے۔ اور آپ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور احسانوں کو یاد کرتے تھے اور شکر ادا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا ہم پر یہ احسان ہے کہ نہ صرف ہمیں مسلمان بنایا بلکہ آپؐ کے غلامِ صادق کو آپؐ کا سلام پہنچانے کی توفیق بھی عطا فرمائی ہے۔ یہی احسان اتنا بڑا ہے کہ اس کا ہم شکر ادا نہیں کرسکتے۔ ایک احمدی اس کا بھی شکر ادا نہیں کرسکتا۔ جو بھی کوشش ہو تب بھی ہم اس کا شکر ادا نہیں کرسکتے۔

پس ہر احمدی کی یہ کوشش ہونی چاہئے کہ ہم اپنی اپنی بساط اور استعداد کے مطابق اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں۔ رمضان میں جو نفلوں کی عادت ڈالی ہے تو یہ عارضی عادت نہ ہو اور ہمارے دنیوی مقاصد کے لئے نہ ہو بلکہ خدا تعالیٰ کی شکرگزاری کا اکثر حصہ اس میں ہو اور پھر اس عبادت کا اثر ہمارے قول وفعل کی سچائی پر بھی ظاہر ہو۔ ہم خیرِ اُمّت بن کر جب دنیا کی اصلاح کی کوشش کریں گے تو ہماری باتوں میں بھی تبھی اثر ہوگا جب ہماری یہ حالت ہوگی۔ جیسا کہ میں نے کہا یہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ اُسوہ ہے جو نفلوں کے بارے میں بیان ہوا ہے کہ کس طرح رات کو عبادت کرتے تھے۔ فرض نمازوں کی پابندی کا بھی آپ کو کتنا خیال تھا۔ سخت شدید بیماری میں بھی جبکہ نمازیں بیٹھ کر اور لیٹ کر اور گھر میں پڑھنے کی اجازت ہے، آپ سہارے لے کر مسجد میں باجماعت نماز کی ادائیگی کے لئے تشریف لاتے تھے۔

(صحیح البخاری کتاب الاذان باب انما جعل الامام لیؤتم بہ حدیث 687)

لیکن ان سب باتوں کے باوجود کہ عبادت کے بارے میں اتنی سختی ہے، اتنی شدت ہے، اور آپ نے عبادت کو اتنی اہمیت دی ہے۔ لیکن عبادت کے بارے میں آپ کو تصنع اور بناوٹ پسند نہیں تھی۔ جب آپؐ نے گھر میں رسّی لٹکی ہوئی دیکھی اور اُس کا مقصد پوچھا تو پتہ چلا کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب عبادت کرتے کرتے تھک جاتی ہیں تو اس رسّی کے سہارے کھڑی ہوجاتی ہیں تو آپؐ نے یہ ناپسند فرمایا اور فرمایا جتنی دیر خوشی سے، بشاشت سے، آسانی سے عبادت ہوسکے کرو۔ جب تھک جاؤ تو بیٹھ جاؤ۔

(صحیح البخاری کتاب التھجد باب ما یکرہ من التشدید فی العبادۃ حدیث 1150)

آپؐ کو تو خدا تعالیٰ نے اتنی طاقت عطا فرمائی تھی کہ پاؤں متورم ہوجائیں تب بھی کھڑے رہیں لیکن دوسروں کے لئے آپ نے سہولت بھی دی ہے۔ لیکن اس سہولت کا یہ مطلب بھی نہیں ہے جیسا کہ بعض لوگوں کو عادت ہوجاتی ہے کہ صرف بیٹھ کر نمازیں پڑھتے ہیں۔ بعضوں کو عادت ہے کہ صبح فجر کی نماز پر اُٹھے، بغیر وضو کے بستر پر ہی لیٹے لیٹے تیمّم کیا اور بیٹھے بیٹھے نماز پڑھ لی، یہ چیزیں بھی غلط ہیں۔ اس طرح سے ناجائز فائدہ بھی نہیں اُٹھانا چاہئے کیونکہ پھر یہ عبادت نہیں ہے۔ اپنی طاقتوں اور استعدادوں کو انتہا تک پہنچانے کی ضرورت ہے۔ اپنی طاقتوں کے مطابق ہر بندہ اندازہ لگائے، ہر شخص اندازہ لگائے اور جب یہ ہوگا تو تب ہی ہر شخص کہہ سکتا ہے کہ مَیں اُسوۂ حسنہ پر چلنے کی کوشش کررہا ہوں۔ عبادتوں اور شکرگزاری کے معیار ہم نے دیکھے جس کے نمونے آپ نے ہمارے سامنے قائم فرمائے، اور جو مَیں نے بیان کئے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ایک موقع پر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ کوئی شخص اپنے عملوں سے

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

جنت میں داخل نہیں ہوگا۔تو حضرت ابو ہریرہؓ نے پوچھا کہ یارسول اللہ! کیا آپؐ بھی اپنے اعمال سے جنت میں داخل نہیں ہوں گے؟ آپؐ تو ساری ساری رات عبادت کرنے والے ہیں۔ایسی فنا کی حالت ہوتی ہے کہ پاؤں متورم ہوجاتے ہیں۔آپؐ نے فرمایا۔ہاں مَیں بھی اپنے اعمال کے زور سے جنت میں داخل نہیں ہوسکتا۔ہاں خدا تعالیٰ کا فضل اور اُس کی رحمت ہی مجھے جنت میں داخل کرے گی۔

یہ کیا ہی خوف اور خشیت کی حالت ہے۔وہ لوگ جو ذرا ذرا سی نیکی پر اِتراتے پھرتے ہیں اُن کے لئے کس قدر خوف کا مقام ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی مغفرت کی اور فضل کی چادر میں ڈھانپے رکھے اور ہمیں حقیقت میں عبادت کا حق ادا کرنے کی توفیق دے اور عاجزی اور انکساری کی بھی توفیق دے۔

آپؐ نے فرمایا:''اپنے کاموں میں نیکی اختیار کرو اور خدا تعالیٰ کے قرب کی راہیں تلاش کرو''۔فرمایا کہ''کوئی شخص موت کی خواہش نہ کیا کرے کیونکہ اگر وہ نیک ہے تو نیکیوں میں بڑھے گا اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث ہوگا اور اگر بد ہے تو توبہ کی توفیق مل جائے گی''۔(صحیح البخاری کتاب المرضی باب تمنی المریض الموت حدیث5673)

یہ توبہ کی توفیق بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے ہی ملتی ہے۔اس کے لئے بھی دعا کرنی چاہئے ورنہ دنیا میں اکثریت تو ایسے لوگوں کی ہے جو برائیوں میں مبتلا ہیں اور اس میں بڑھتے چلے جاتے ہیں۔یہ جو آپ نے فرمایا یہ مومنوں کے لئے فرمایا اور ان معمولی بدیوں کے بارے میں فرمایا کہ پھر اپنی کمزوریاں دور کرنے کی توفیق ملے گی۔پس رمضان میں بھی انسان کوشش کرتا ہے کہ اپنی کمزوریاں دور کرے، بدیوں کو دور کرے،تو اس لئے بھی اس کوشش میں بڑھنا چاہئے اور پھر اس کو جاری بھی رکھنا چاہئے۔آپؐ کا یہ فرمانا اُن لوگوں کے لئے ہے جو توبہ کی طرف توجہ کریں اور پھر توجہ کرکے نیکیوں میں بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں اور یہ دعا کرتے ہیں کہ موت تو مقدر ہے لیکن اُس وقت آئے جب اے اللہ! تو راضی ہو۔آپ نے فرمایا کہ اپنی صلاحیتوں اور اللہ تعالیٰ کے انعامات کا صحیح استعمال نہ کرنا بھی گستاخی ہے۔اور ان صلاحیتوں کا صحیح استعمال جو ہے وہ اب عبادت میں ہے۔یا کہہ سکتے ہیں کہ ان صلاحیتوں کا صحیح استعمال جو ہے وہ بھی عبادت ہے۔اللہ تعالیٰ نے جو اعضاء دیئے ہیں،کان، آنکھ،زبان، ہاتھ، پاؤں وغیرہ ان سے نیکی کے کام کرنا بھی عبادت بن جاتا ہے۔کانوں سے نیکی کی باتیں سننا اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا بناتا ہے۔لیکن لوگوں کی غیبتیں اور چغلیاں سننا گناہ ہے۔لیکن اگر کوئی اپنے کان اس لئے بند کرلے اور مستقل بند رکھے کہ میں برائی کی باتیں نہ سنوں تو یہ بھی اُن کا صحیح استعمال نہیں ہے بلکہ ایک طرح کی گستاخی بن جاتی ہے۔اسی طرح آنکھ ہے،زبان ہے، ہاتھ ہیں اور باقی اعضاء ہیں اُن کے استعمال کا بھی یہی حال ہے۔

آجکل ہم رمضان سے گزر رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ سحری کھاؤ اور افطاری کرو۔آپ نے اپنے عمل سے ہمیں یہ کرکے دکھایا کہ اگر کوئی سوائے مجبوری کے اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر نہیں چلتا تو یہ بھی گستاخی اور گناہ ہے۔بعض مجبوریاں ہوجاتی ہیں جب آدمی کو فوری طور پر افطاری بھی نہیں ملتی یا سحری نہیں کھائی جاسکتی۔اور اگر پھر کوئی صحت کے باوجود روزہ نہیں رکھتا تو یہ بھی گستاخی اور گناہ ہے۔گویا خدا تعالیٰ کی نعمتوں کا جو کسی بھی صورت میں مہیا ہیں، خدا تعالیٰ کے حکم سے فائدہ اُٹھانا اور جائز طریق سے فائدہ اُٹھانا نیکی بن جاتی ہے اور اُن کا ناجائز استعمال یا بے وقت استعمال گناہ ہے۔اور یہی آپؐ نے ہمیں اپنے عمل سے کرکے دکھایا۔

آپؐ کا تحمل بھی انتہا کو پہنچا ہوا تھا۔شراب کی حرمت سے پہلے ایک صحابی نے نشہ میں آپ کو بہت کچھ کہہ دیا۔آپ خاموشی سے سنتے رہے۔اُسے کچھ نہیں کہا۔(ماخوذ از صحیح البخاری کتاب المساقاۃ باب بیع الحطب و الکلأ حدیث2375)

جب آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے بادشاہت بھی عطا فرمادی۔مدینہ آگئے،حکومت بھی قائم ہوگئی تو اس وقت بھی اس تحمل کی اعلیٰ مثالیں ہمیں ملتی ہیں۔دنیا میں تو ہم دیکھتے ہیں کہ کسی کے پاس چار پیسے آجائیں یا تھوڑا سا عہدہ مل جائے تو ناک پر مکھی نہیں بیٹھنے دیتا۔طبیعت کے خلاف کوئی بات ہوجائے تو ناک منہ چڑھانے لگ جاتا ہے۔لیکن آپ کا رویہ کیا ہوتا تھا؟ ایک مرتبہ ایک یہودی آیا اور آکر آپؐ سے بحث شروع کردی اور دورانِ بحث بار بار اے محمد(صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ کر بات کرتا تھا۔وہ تو صرف اے محمد ہی کہتا تھا۔یہ وہ زمانہ تھا جب آپؐ نہ صرف مدینہ کے حاکم تھے بلکہ اردگرد اور دور تک آپ کی بادشاہت اور حکومت پھیل چکی تھی۔صحابہ کو یہودی کا یہ طرزِ گفتگو پسند نہیں آیا کیونکہ صحابہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو 'یا رسول اللہ' کہہ کر مخاطب کیا کرتے تھے۔اور جو غیر مسلم تھے وہ آپ کو آپ کی کنیت ابوالقاسم سے پکارتے تھے۔تو یہودی کے اس طرح بار بار''اے محمد'' کہنے پر صحابہ نے اُسے غصہ سے ٹوکا کہ اگر رسول اللہ نہیں کہہ سکتے تو آپ کی کنیت سے پکارو اور ابوالقاسم کہو۔یہودی نے کہا کہ مَیں تو اسی نام سے بلاؤں گا جو آپ کے ماں باپ نے آپ کا رکھا ہے۔اس پر آپؐ مسکرائے اور فرمایا یہ ٹھیک کہتا ہے میرے ماں باپ نے میرا نام محمد ہی رکھا ہے۔اسی طرح اس کو مخاطب کرنے دو اور غصہ نہ کرو۔(ماخوذ از صحیح مسلم کتاب الحیض باب بیان صفۃ منی الرجل و المرأۃ......حدیث716)

بعض دفعہ ایسا ہوتا کہ لوگ آپ کا ہاتھ پکڑ کر کھڑے ہوجاتے۔بسا اوقات آپ کے ضروری کاموں میں روک پیدا ہو رہی ہوتی، آپ کا وقت ضائع ہو رہا ہوتا لیکن بڑے صبر اور تحمل سے آپؐ اُن کی باتیں سنتے اور اُن کی حاجتیں پوری فرماتے۔(صحیح مسلم کتاب الفضائل باب قرب النبی ﷺ من الناس......حدیث6044)

انصاف کے معیار کا یہ حال تھا کہ اگر کسی نے جرم کیا ہے تو یہ نہیں دیکھنا کہ امیر ہے یا غریب ہے یا اعلیٰ خاندان کا ہے یا عام آدمی ہے۔جب ایک امیر عورت نے کسی دوسرے کے مال کو ہتھیانے کی کوشش کی اور اُس پر قبضہ کیا تو اُس کو سزا ہوئی۔تو ان کے جو قبائل تھے اُن میں سے بعضوں میں، خاص طور پر اُن لوگوں میں جو اس کے قریبی تھے،اس سے بڑی بے چینی پیدا ہوگئی کہ یہ بڑے خاندان کی عورت ہے، اس کو کیوں سزا ہوئی ہے؟ آپؐ کی خدمت میں اُسامہؓ کو سفارش کے لئے بھیجا گیا کہ اس کی سزا معاف کردیں۔آپ نے یہ سنا تو غصہ کا اظہار فرمایا۔حالانکہ آپ وہ ہستی تھے جو سراپا شفقت اور عفو سے کام لینے والے تھے،خوش اخلاقی سے بات کرنے والے تھے اور آپؐ کو کبھی غصہ نہیں آتا تھا لیکن اس موقع پر آپؐ کو غصہ آیا کہ میرے پاس خدائی حکم کے مخالف سفارش کرنے آئے ہو۔فرمایا پہلی قومیں اس لئے تباہ ہوئیں کہ بڑوں کا لحاظ کرتی تھیں اور چھوٹوں پر ظلم کرتی تھیں۔اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا۔خدا کی قسم! اگر میری بیٹی فاطمہ بھی جرم کرتی تو مَیں اُسے سزا دیئے بغیر نہ چھوڑتا۔(صحیح البخاری کتاب احادیث الانبیاء باب52/54 حدیث3475)

آجکل ہم دیکھتے ہیں کہ انصاف مسلمانوں میں مفقود ہے اور یہی ان کے زوال کا سبب بن رہا ہے۔پس ہمیں بھی بہت زیادہ اس بارے میں احتیاط کرنی چاہئے۔ہمارے عہدیداروں کو بھی انصاف کے تقاضے پورے کرنے چاہئیں اور ایسے معیار قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے کیونکہ یہ بہت خطرناک چیز ہے جو زوال کا باعث بنتی ہے۔

پھر دشمن سے انصاف کا قرآنی حکم ہے۔تو اس کا کیا نمونہ دکھایا؟ اس کی بھی ایک مثال دیتا ہوں۔آپؐ نے صحابہ کو مکّہ کی طرف کسی جگہ خبر رسانی کے لئے بھجوایا۔جب یہ حرم کی حدود میں پہنچے تو وہاں ان کو کچھ آدمی مل گئے جو ان کو جانتے تھے یا ان کو شک ہوا کہ یہ لوگ مکّہ والوں کو جاکر خبر کردیں گے۔چنانچہ اس بنا پر اُن صحابہ نے اُن پر حملہ کردیا اور اُن میں سے ایک کو قتل کردیا۔جب یہ صحابہ مدینہ واپس پہنچے تو پیچھے پیچھے مکہ والوں کی طرف سے بھی ایک وفد شکایت لے کر آگیا کہ اس طرح حرم کی حدود میں انہوں نے قتل کیا ہے۔اُن کو جواب دیا جاسکتا تھا کہ تم نے جو مسلمانوں پر اتنے ظلم کئے ہیں اور حرم کی حدود میں بھی جرم کئے ہیں وہ بھول گئے ہو؟ لیکن آپؐ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے،شاید ان لوگوں نے ان صحابہ کا اس وجہ سے مقابلہ نہ کیا ہو کہ حرم میں پناہ لے لیں گے اور ان کی جان محفوظ ہوجائے گی۔ہمارے آدمیوں سے زیادتی ہوئی ہے۔اور آپؐ نے ان کو فرمایا کہ ٹھیک ہے تمہیں اس کا خون بہا دیا جائے گا۔چنانچہ عرب کے رواج کے مطابق اُن کا خون بہا ادا کیا گیا۔(ماخوذاز السیرۃ الحلبیہ جلد3 صفحہ 217تا 221 باب سرایاہ ﷺ و بعوثہ، سریۃ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ......دارالکتب العلمیہ بیروت2002ء)

پس یہ وہ انصاف کے معیار تھے جو مُنصفِ اعظم نے ہر جگہ قائم فرمائے۔

دوسروں کے جذبات کے احترام کی بھی انتہا دیکھیں۔ایک یہودی آپ کے پاس شکایت کرتا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرا دل دکھایا ہے اور کہا ہے کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰ سے افضل بنایا ہے۔اس بات کو سن کر یہودی نے کہا مجھے تکلیف پہنچی ہے۔اب یہ حقیقت بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء سے افضل ہیں۔قرآنِ کریم اس کی گواہی دیتا ہے۔لیکن آپ نے حضرت ابوبکرؓ کو بلا کر جب پوچھا اور انہوں نے بتایا کہ ابتدا اس شخص نے کی تھی اور کہا تھا کہ مَیں موسیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کو خدا نے تمام دنیا پر فضیلت دی ہے۔تو آپ نے فرمایا کہ پھر بھی ایسا نہیں کرنا چاہئے۔دوسروں کے جذبات کا احترام کرنا چاہئے۔(ماخوذ ازشرح العلامۃ الزرقانی علیٰ المواھب اللدنیۃ جزء8 صفحہ288-287 النوع الأول فی ذکر آیات......مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت1996ء)

پس یہ تھا دوسروں کے جذبات کا احترام۔

بنی نوع انسان کی خدمت کرنے والوں کا کس طرح آپ احترام فرماتے تھے،روایات میں آتا ہے جب طئی قبیلے کے لوگوں نے مسلمانوں سے لڑائی کی اور ان میں سے کچھ لوگ گرفتار ہوئے تو اُن میں حاتم جو مشہور سخی عرب گزرا ہے اُس کی بیٹی بھی تھی۔آپ کو جب علم ہوا تو اس سے حسنِ معاملہ کیا اور اس کی سفارش پر اُس کی قوم کی سزاؤں کو بھی معاف کردیا۔

پس یہ تھا محسنِ انسانیت کا انسانیت کی خدمت کرنے والوں کے ساتھ عزت و احترام کا سلوک۔

آپ نے عورتوں کی عزت و احترام کس طرح قائم فرمائی؟ عرب اپنے رواج کے مطابق عورتوں کو مار پیٹ دیا کرتے تھے، آپؐ کو پتہ چلا تو آپ نے فرمایا۔عورتیں خدا کی لونڈیاں ہیں،تمہاری لونڈیاں نہیں۔
(سنن ابی داؤد کتاب النکاح باب فی الضرب النساء حدیث 2145)

ایک صحابی نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ بیویوں کے ہم پر کیا حق ہیں؟ تو آپؐ

نے فرمایا جو خدا تمہیں کھانے کے لئے دے اُسے کھلاؤ اور جو تمہیں پہننے کے لئے دے، اُسے پہناؤ۔ اور اُس کو تھپڑ نہ مارو اور اُسے گالیاں نہ دو اور اُسے گھر سے نہ نکالو۔ (ماخوذ از سنن ابی داؤد کتاب النکاح باب فی حق المرأة علی زوجها حدیث 2142)

آجکل بھی اس طرح کے واقعات ہوتے ہیں بعض شکایتیں آتی ہیں، ایسے لوگوں کو غور کرنا چاہئے۔ ایک طرف تو اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگتے ہیں۔ دوسری طرف ان حکموں کی خلاف ورزی بھی کر رہے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ حسنِ سلوک میں سب سے بہتر ہے۔ اور مَیں تم سب سے بڑھ کر یہ حسنِ سلوک کرنے والا ہوں۔ (سنن الترمذی کتاب المناقب باب فضل ازواج النبیؐ حدیث 3895)

جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ آپ حکومتی اور تربیتی مصروفیات کی وجہ سے انتہائی معمور الاوقات تھے۔ عبادات کی مصروفیت تھی لیکن اس کے باوجود گھر کے کام کاج اور ذمہ داریوں کو باحسن انجام فرماتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جتنا وقت آپ گھر میں ہوتے، گھر والوں کی مدد اور خدمت میں مصروف رہتے۔ (صحیح البخاری کتاب الایمان باب من کان فی حاجة اهله حدیث 676)

آپ کی دوسری ذمہ داریاں گھریلو کاموں میں حارج نہیں ہوتی تھیں۔ کپڑوں کو پیوند لگا لیتے تھے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 8 صفحہ 313 مسند عائشةؓ حدیث 25855)

بکری کا دودھ دوہ لیتے تھے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 8 صفحہ 797 مسند ابوبصرة الغفاریؓ حدیث 27768)

اگر دیر سے گھر تشریف لاتے تو کھانا یا دودھ خود ہی تناول فرما لیتے تھے اور گھر والوں کو نہیں جگاتے تھے۔ (صحیح مسلم کتاب الاشربة باب اکرام الضیف و فضل ایثاره حدیث 5362)

پس یہ اُن لوگوں کے لئے اسوہ حسنہ ہے جو سمجھتے ہیں کہ اگر ہم گھر کا کام کر لیں گے تو گناہ ہو جائے گا۔ اگر لیٹ گھر آئے ہیں تو بیوی کا فرض ہے کہ ضرور اُٹھ کے ہمیں کھانا گرم کر کے دے۔ اگر نہیں کریں گے تو گھر والوں پر ہمارا رعب جاتا رہے گا۔ جب تک ایسے لوگ بیویوں پر چیخم دھاڑ نہ کر لیں اُن کو چین نہیں آتا۔

بعض لوگ ایسے ہیں جن کے بارے میں شکایات آتی ہیں کہ باہر جماعتی کام بھی کر رہے ہوتے ہیں۔ ان کا باہر تو بڑا اچھا سلوک ہوتا ہے لیکن گھروں میں بیویوں پر ایسی سختیاں ہیں کہ جن کا سُن کے بھی انسان حیران رہ جاتا ہے کہ یہ انسان باہر کیا ہے اور اندر کیا ہے؟ یہ دوعملی ہے۔ پھر بعض مردوں کو اُن کے قریبی، بہنیں ہیں، مائیں ہیں، خراب کرنے والی ہوتی ہیں۔ اگر کسی مہمان کے لئے کوئی مرد چائے بنا کر لے آیا ہے تو کہا جاتا ہے کہ بیوی کا غلام ہو گیا یا یہ کیا ہو گیا؟ اس کی بیوی کیسی ہے کہ ہمارے بھائی سے یا بیٹے سے کام کروا رہی ہے۔ 'بیچارہ بھائی'، 'بیچارہ بیٹا' گھر کے کام کر رہا ہے اور یوں خاوندوں کا، لڑکوں کا دماغ خراب ہو جاتا ہے۔ ایسے لوگ پھر بیویوں پر سختیاں شروع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ وہ لوگ یہ کام کر کے 'بیچارے' نہیں ہیں۔ یہ تو اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس پر عمل کر کے وہ ثواب کما رہے ہیں، اپنی عاقبت سنوار رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کا حقیقی عبد بننے کی کوشش کر رہے ہیں۔ 'بیچارے' تو یہ اُس وقت ہوں گے جب بیویوں پر ظلم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں آئیں گے۔ جب اُن سے پوچھا جائے گا کہ کیا یہ اعلیٰ اخلاق تم نے ایمان کا دعویٰ کر کے اپنائے ہیں؟ یہ اظہار کیا ہے تم نے؟ ایک طرف یہ دعویٰ اور ایک طرف یہ اظہار؟ پس ایسے مردوں کو بھی اپنی فکر کرنی چاہئے۔

آپؐ کا بچوں سے محبت اور شفقت کا کیا نمونہ ہے؟ اس بارہ میں ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ اپنے بچوں اور ساتھ رہنے والے بچوں کے لئے یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ! میں ان سے محبت کرتا ہوں تُو بھی ان سے محبت کر۔ (صحیح البخاری کتاب فضائل اصحاب النبیؐ باب ذکر اسامة بن زید حدیث 3735)

بچوں کو کبھی سزا نہیں دی، ہمیشہ محبت اور دعا کے ذریعہ سے تربیت کی۔ حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ جب بھی کوئی پہلا پھل آتا تو پھلوں میں برکت کی دعا کرتے اور پھر پہلے وہ پھل مجلس میں موجود سب سے چھوٹے بچے کو عنایت فرماتے۔ (صحیح مسلم کتاب الحج باب فضل المدینة و دعاء النبیؐ ......حدیث 3334)

بچوں سے کھیلنے کا ذکر بھی روایات میں ملتا ہے۔ اکثر ماں باپ اپنے بچوں سے تو پیار کرتے ہیں لیکن بعض ایسے بھی ہیں جو بچوں کو بلاوجہ سزا دیتے ہیں۔ ابھی چند دن پہلے ہی مجھے ایک نوجوان ملا جس نے کہا کہ مَیں ہر وقت خوفزدہ رہتا ہوں اور ڈپریشن کا مریض ہوں، (وہ نفسیاتی مریض بن گیا تھا۔) اس لئے کہ میرا باپ مجھے ہر وقت مارتا رہتا تھا۔ اور جب اُسے کسی نے پوچھا کہ کیوں بعض دفعہ بلاوجہ مارتے ہو تو کہتا ہے کہ بچوں پر رعب ڈالنے کے لئے ضروری ہے۔ تو یہ بھی بعض والدین کا حال ہے۔ ایسے بھی ظالم باپ ہوتے ہیں۔ بلکہ یہاں تو ہم دیکھتے ہیں کہ آجکل خبروں میں کچھ زیادہ ہی ایسے واقعات آنے لگ گئے ہیں کہ ایسے ماں باپ بھی ہیں جو اپنی ذاتی عیاشیوں کے لئے اپنے بچوں کو قتل کر دیتے ہیں۔ پھر ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنے بچوں کو تو پیار کر لیتے ہیں لیکن دوسروں کے بچے اُن کو برداشت نہیں ہوتے، اُن کو پیار نہیں کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوہ ہر بچہ کے ساتھ پیار اور شفقت کا تھا۔

ہمسایوں سے حسنِ سلوک کا اگر قرآنِ کریم میں حکم ہے تو اس کے بھی اعلیٰ نمونے آپ نے قائم فرمائے اور بار بار اپنے ماننے والوں کو اس کی نصیحت فرمائی ہے۔ ایک دفعہ آپ تشریف فرما تھے۔ فرمایا خدا کی قسم وہ ہرگز مومن نہیں، وہ ہرگز مومن نہیں ہے، وہ ہرگز مومن نہیں ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کون مومن نہیں ہے؟ فرمایا وہ جس کا ہمسایہ اُس کے ضرر اور بدسلوکی سے محفوظ نہیں ہے۔ (صحیح البخاری کتاب الادب باب اثم من لا یأمن جاره بوائقه حدیث 6016)

پس یہ چند باتوں کا مَیں نے ذکر کیا ہے۔ رشتہ داروں سے حسنِ سلوک ہو یا تعاونِ باہمی کا معاملہ ہو یا چشم پوشی کا معاملہ ہو یا تجسس سے بچنے کا معاملہ ہو۔ نیک ظنی کا معاملہ ہو یا کسی بھی اعلیٰ اخلاق کا، آپؐ کے نمونے اور آپ کی نصائح ہمیں ہر جگہ ملتی ہیں۔ پس یہ عبدِ کامل تھا جس نے ہر معاملہ میں کامل نمونہ دکھا کر ایک انقلاب اُس زمانے کے جاہل لوگوں میں پیدا کر دیا اور اُنہیں باخدا انسان بنا دیا۔ پس آج بھی اگر ہم نے ان برکات سے فائدہ اُٹھانا ہے جو آپ کی امت میں آنے سے وابستہ ہیں اور عبد بننے کا حق ادا کرنا ہے تو اپنے آپ کو اس اسوہ پر چلانا ہو گا تا کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بن کر ہم اپنی دنیا و عاقبت سنوار سکیں۔ اس لئے آج بھی اور رمضان کے جو بقیہ دو تین دن ہیں اُن میں بھی دعائیں کریں کہ دعاؤں کی قبولیت کا مہینہ ہے اور زندگی بھر دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی مومن بنائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ پر ہم چلنے والے ہوں۔

آخر میں مَیں پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کے بعض اقتباسات رکھتا ہوں۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ ''خداوند تعالیٰ مسلمانوں کو حکم کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونے پر چلیں اور آپ کے ہر قول اور فعل کی پیروی کریں۔ چنانچہ فرماتا ہے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (سورة الاحزاب: 22)۔ پھر فرماتا ہے اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران:32)۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور افعال عیب سے خالی نہ تھے تو کیوں ہم پر واجب کیا کہ ہم آپؐ کے نمونے پر چلیں''۔ (ریویو آف ریلیجنز جلد 2 نمبر 6 صفحہ 246-245 بابت ماہ جون 1903ء)

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ کی محبت کامل طور پر انسان اپنے اندر پیدا نہیں کر سکتا جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اور طرزِ عمل کو اپنا رہبر اور ہادی نہ بناوے۔ چنانچہ خود اللہ تعالیٰ نے اس کی بابت فرمایا ہے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران:32)۔ یعنی محبوبِ الٰہی بننے کے لئے ضروری ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی جاوے۔ سچی اتباع آپؐ کے اخلاق فاضلہ کا رنگ اپنے اندر پیدا کرنا ہوتا ہے''۔ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 62۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

فرمایا: ''نجات اپنی کوشش سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہوا کرتی ہے۔ اس فضل کے حصول کے لئے خدا تعالیٰ نے جو اپنا قانون ٹھہرایا ہوا ہے وہ اُسے کبھی باطل نہیں کرتا۔ وہ قانون یہ ہے اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران:32) اور وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ (آل عمران:86)''۔ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 518۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

یعنی پہلے یہ اعلان کروایا کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت چاہتے ہو تو میری پیروی کرو تو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔ اور دوسری آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو کوئی اسلام کے سوا کسی دین کو اختیار کرنا چاہتا ہے پس وہ کبھی اُس سے قبول نہیں کیا جائے گا۔ اسلام ہی ایک دین ہے جس پر چلنا چاہئے۔ اور اسلام کیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر قول و فعل۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس حقیقت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ رمضان ہمیں اس بات کا صحیح ادراک دلا کر رخصت ہو اور آئندہ آنے والے رمضان تک ہم اس اُسوہ پر چلتے ہوئے نئی منزلیں طے کرنے والے بن جائیں۔

......☆......☆......☆......☆......☆......

بقیہ: مصالح العرب از صفحہ نمبر 3

کو اچھا لگتا ہے کیونکہ وہ بلند آواز اور چرب زبانی اور شور و غوغا سے تنگ آ چکے ہیں۔ لہٰذا میں نے دیکھا ہے کہ دھیمے لہجے میں کی گئی حق بات کی طرف لوگوں کے دل کھنچے چلے آتے ہیں۔

دوسری جانب میری مخالفت بھی جاری ہے، لوگوں کے ساتھ بحث ومباحثہ بھی جاری ہے اور میرے خلاف مخالفین کی کارروائیاں بھی جاری ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر شر سے محفوظ رکھے، ثبات قدم عطا فرمائے، حجت و برہان کی نعمت سے مالا مال فرما دی اور اس نعمت یعنی قبول احمدیت پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین۔

(باقی آئندہ)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ جرمنی 2012ء

عرب ممالک سے تعلق رکھنے والے اور البانیہ، کوسووو، مونٹی نیگرو، ترکی، تاجکستان، لیتھوانیا، بوزنیا، سلووینیا، میسیڈونیا اور بلغاریہ سے جلسہ سالانہ پر آنے والے وفود کی حضور انور ایدہ اللہ سے الگ الگ ملاقاتوں کا ایمان افروز احوال۔ جرمنی کے رکن پارلیمنٹ کی حضور انور سے ملاقات۔

18 نکاحوں کا اعلان اور خطبہ نکاح میں اہم نصائح۔ فیملی ملاقاتیں، نماز جنازہ، لائبریری کا معائنہ اور اہم ہدایات، قادیان میں جو کتب شائع ہو چکی ہیں وہ بھی منگوا کر لائبریری میں رکھیں۔ باقاعدہ ایک کمیٹی بنائیں جو لائبریری کے لئے کتب کا انتخاب کیا کرے۔ اس کمیٹی میں مختلف فیلڈز کے لوگ ہوں۔

آخن میں ورود مسعود اور استقبال۔ مسجد منصور کا سنگ بنیاد۔ آخن شہر کے میئر کا ایڈریس اور مسجد کے سنگ بنیاد کی تقریب کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ کا خطاب۔ آخن شہر کے ٹاؤن ہال کا وزٹ۔ بیلجیئم کے لئے روانگی اور بیت السلام برسلز میں ورود و استقبال۔

(جرمنی میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

(رپورٹ مرتبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر۔ لندن)

بقیہ: 4 جون 2012ء بروز سوموار

عربوں کی ملاقات

بعد ازاں گیارہ بجکر 45 منٹ پر مختلف ممالک سے آنے والے عرب احباب مرد و خواتین نے حضور انور سے ملاقات کی سعادت پائی۔

✿......ایک دوست نے بتایا کہ ہم حضور انور سے دوسری بار مل رہے ہیں۔ ہمیں بڑی خوشی ہوئی ہے۔ حضور انور نے فرمایا مجھے بھی آپ لوگوں سے مل کر بڑی خوشی ہوئی ہے۔

✿......ایک دوست نے بتایا کہ میں نے کل بیعت کی ہے۔ مجھے جلد کا کینسر ہے۔ حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔

✿......ایک خاتون جو پہلے مسلمان تھیں پھر یہووا وِٹنس والوں کے ساتھ جا ملیں اور اس کے بعد پھر احمدیت قبول کی۔ یہ بھی اس موقعہ پر موجود تھیں اور سپین سے جلسہ پر آئی ہوئی تھیں۔ حضور انور نے فرمایا اب پکّی احمدی ہو چکی ہیں؟ موصوفہ نے اپنے میاں، بیٹے اور خاندان کے لئے دعا کی درخواست کی۔ ان کے میاں مسلمان ہیں لیکن ابھی احمدیت قبول نہیں کی۔

✿......**اس سوال پر کہ سیریا (Syria) کے واقعات کو حضور انور کس طرح دیکھتے ہیں۔** حضور انور نے فرمایا حکومت کو قائم رکھنے کی کوشش میں حکومت کی طرف سے ظلم ہو رہا ہے۔ علویوں اور سنیوں میں لڑائی ہے۔ علویوں کو ساتھ ملا کر ظلم ہو رہا ہے۔ دوسری طرف سُنّی بھی ظلم کر رہے ہیں۔ معیشت اور اخلاقیات تباہ ہو رہی ہیں۔ ظلم ہو رہا ہے جب اتنا ظلم ہو جائے تو دیکھیں خدا کی تقدیر کیا ظاہر کرتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: مغربی طاقتیں مسلمانوں کی آپس میں لڑائی کی وجہ سے فائدہ اٹھا رہی ہیں اور یہ لوگ ان مغربی طاقتوں کو خود موقع فراہم کر رہے ہیں کہ آؤ اور مداخلت کرو اور اپنے مفاد حاصل کرو۔

حضور انور نے فرمایا: احمدیوں کے پاس کوئی طاقت تو نہیں ہے۔ احمدی ان کو حکمت کے ساتھ سمجھا سکتے ہیں اور دعا ہی کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں احمدیت کی برکت عطا کی ہے۔ ہم اپنا حصہ دین کی خدمت میں ڈالیں۔ خدا تعالیٰ ہمیں زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے۔

✿......ایک خاتون نے عرض کیا کہ حضور کو سامنے دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہے۔ موصوفہ نے کہا کہ بعض خواتین کے حجاب اور وضو کے بارہ میں آبزرویشن ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا مجھے علم ہے کہ بعض کے حجاب صحیح نہیں ہیں۔ بال ننگے ہوتے ہیں۔ میک اپ کے ساتھ منہ ننگا ہوتا ہے۔ کوٹ لمبا نہیں ہوتا۔ لباس صحیح نہیں ہوتا۔ میک اپ کی وجہ سے وضو بھی صحیح نہیں کر رہی ہوتیں۔ حضور انور نے فرمایا میں لجنہ کو اپنے خطابات میں سمجھاتا رہتا ہوں، نصیحت کرتا رہتا ہوں، اللہ کرے ان کو سمجھ آجائے۔ نصیحت کرنے کا ہی حکم ہے، ڈنڈے کا تو حکم نہیں ہے۔

✿......ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ نیل پالش اور ناخن کے درمیان کوئی خلا نہیں ہوتا۔ اصل چیز صفائی ہے۔ وضو ہو جاتا ہے۔ لیکن چہرے پر میک اَپ کی وجہ سے وضو نہ کرنا یہ غلط طریق ہے۔ وضو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق ہونا چاہئے۔ جو اس پر عمل نہیں کرتا تو اس کی یہ کمزوری ہے۔ اگر یہ کمزوریاں پیدا نہ ہوتیں تو خدا تعالیٰ قرآن کریم میں نصیحت کرنے کا حکم نہ دیتا۔ اس لئے میں تو نصیحت کرتا رہتا ہوں۔

حضور انور نے فرمایا: پرانی احمدی عورتیں آپ کے لئے اُسوہ نہیں ہیں۔ آپ کے لئے اُسوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی ازواج ہیں اور وہ مومن عورتیں ہیں جن کا ذکر قرآن کریم نے کیا ہے اور صحابیات ہیں جو آسمان کے ستاروں کی مانند ہیں۔ ان کے پیچھے چلیں گی تو ہدایت پا جائیں گی۔

حضور انور نے فرمایا: یہ خود پرانی احمدیوں کے لئے نمونہ بن جائیں گی، یہ دین کی صحیح تعلیم پھیلانے کا باعث بن جائیں گی اور نئی آنے والیوں کے لئے بھی نمونہ بنیں گی۔ خدا کی کسی سے رشتہ داری نہیں ہے جو صحیح چلے گا وہی لیڈر رہے گا۔

اس خاتون نے کہا مَیں شکوہ کی وجہ سے نہیں کہہ رہی۔ مجھے احمدی ہونے کی وجہ سے جو غیرت ہے اس وجہ سے کہہ رہی ہوں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ ہمارے لئے نمونہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، صحابیات ہیں۔ اس زمانے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ہیں اور آپ کے خلفاء ہیں جو وہ کر کے دکھاتے ہیں اور جو وہ کہتے ہیں بس اس کے پیچھے چلیں۔

✿......ایک خاتون نے عرض کیا کہ عرب ملکوں میں بچوں کی تربیت کی بہت ضرورت ہے۔ شادی کے بارہ میں بھی مسائل ہیں۔ ہم اپنی نسلوں کو احمدی ماحول میں تربیت کرنا چاہتی ہیں۔ پرورش کرنا چاہتی ہیں۔ خاتون نے بتایا کہ میں تیونس سے ہوں لیکن جرمنی میں رہتی ہوں۔ حضور انور نے فرمایا ان ملکوں میں آپ کو ایک جہاد کرنا پڑے گا۔ یہاں کے مسائل ہیں اور یہاں کے خاص حالات ہیں۔ بچوں کی نگرانی رکھیں۔ جماعت کے نظام سے تعلق رکھیں اور مسجد سے پختہ تعلق رکھیں۔

✿......ایک شخص نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے اپنی انگوٹھی متبرک کروائی۔

✿......ایک عرب دوست نے عرض کیا کہ میں نے قریباً ڈیڑھ گھنٹہ قبل خواب دیکھا ہے کہ مَیں حضور انور کی پیشانی کو بوسہ دے رہا ہوں۔ مَیں آج حضور انور کی پیشانی کو چومنا چاہتا ہوں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا جب ملاقات ہوگی تو ہو جائے گا۔

بعد میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بچوں کو چاکلیٹ عطا فرمائی اور تمام مرد احباب نے حضور انور سے شرف مصافحہ حاصل کیا اور تمام لوگوں نے اور فیملیز نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت بھی پائی۔ وہ نوجوان بھی ملا جس نے خواب میں حضور انور کی پیشانی کو چوما تھا۔ اس نے معانقہ کرتے ہوئے حضور انور کی پیشانی کو چوما اپنی خواب کو حقیقت کا روپ دے دیا۔ زہے قسمت، زہے نصیب۔

عرب احباب کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یہ ملاقات بارہ بجکر پچیس منٹ تک جاری رہی۔

البانیا، کوسووو اور مونٹی نیگرو کے وفود کی ملاقات

اس کے بعد ملک البانیا (Albania)، کوسووو (Kosovo) اور مونٹی نیگرو (Montenegro) سے آنے والے وفود نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ملاقات کی سعادت پائی۔ اس وفد میں Kosovo سے تین، البانیا سے دو اور مونٹی نیگرو سے ایک دوست شامل ہوئے۔

✿......مونٹی نیگرو (Montenegro) سے آنے والے دوست شفقت Luca صاحب نے اپنا تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ ان کے خاندان میں بہت سے امام ہوئے ہیں اور روایتی طور پر ان کے خاندان کو، ان کی سرزمین میں تبلیغ اسلام کا موقع ملا۔ جلسہ کا ذکر کرتے ہوئے موصوف نے بتایا کہ جلسہ کا ماحول اس قدر جاذب اور روحانیت سے بھرپور تھا کہ ان کے پاس الفاظ نہیں کہ بیان کر سکیں۔ ہم نے سنا تھا کہ نماز باجماعت میں خدا کے زیادہ قریب ہو جاتے ہیں۔ یہ جلسہ ایسا تھا کہ بہت زیادہ خدا کے قریب ہو گیا ہوں۔ حضور کی ہر حرکت، سکون میں، مجھے ایسے لگ رہا تھا کہ یہ کسی لیڈر کی نہیں بلکہ ایک باپ کی حرکت و سکون تھی۔

موصوف نے بتایا کہ جلسہ کے پہلے دن جب وہ حضور انور کا خطبہ جمعہ سن رہے تھے ان کے ساتھ ایک عجیب واقعہ ہوا۔ وہ خطبہ سننے میں مشغول تھے کہ اچانک ان پر ایک بیہوشی کی سی حالت ظاہر ہوئی۔ گویا تمام حواس ایک لمحہ کے لئے معطل ہو گئے۔ ان کے سامنے ایک بزرگ سفید لباس میں نمودار ہوئے جن کا چہرہ ان کو یاد نہیں۔ اس بزرگ نے ان کو شفقت کے ساتھ اپنے گلے لگایا اور بوسہ دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد جب یہ حالت ختم ہوئی تو ان کے سامنے حضور انور کا چہرہ تھا۔ جبکہ حضور خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے۔ یہ واقعہ بتاتے ہوئے جذبات سے ان کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

حضور انور نے فرمایا آپ نے نشان تو دیکھ لیا جو آپ کے دل کی پاکیزگی اور تقویٰ کو بھی ظاہر کرتا ہے۔ خدا اس کے نیک اثرات قائم رکھے۔ خدا کے حضور دعا کریں تو امید ہے انشاء اللہ راہنمائی ہوگی۔

✿......بعد ازاں البانیا سے آنے والے دوست سلوان رامائے (Silvan Ramai) نے اپنا تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ وہ قانون کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ قبل ازیں 2008ء کے جلسہ میں آئے تھے۔ حضور انور نے فرمایا کہ اب جو جلسہ دیکھا ہے اس میں اور 2008ء کے جلسہ میں کیا فرق دیکھا ہے۔ اس پر موصوف نے بتایا کہ جلسہ کے تمام انتظامات ہر لحاظ سے مکمل تھے۔ میں ایک ایسے ماحول سے آیا ہوں جو دہریہ ہے۔ روحانی ماحول نہیں ہے۔ یہاں مجھے روحانی ماحول ملا ہے۔

حضور انور کے اختتامی خطاب کے بعد مختلف زبانوں میں ترانے سن کر اور حاضرین جلسہ کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر ایک عجیب روحانی کیفیت کا احساس ہوا۔ احمدی رضاکار ہر لمحہ نہایت اخلاص اور خندہ پیشانی کے ساتھ خدمات میں مصروف رہے اور ان کی ہر ضرورت کو پورا کرنے پر ہمہ تن تیار رہے۔ مبلغ سلسلہ نے عرض کیا کہ ان کے والد احمدی ہیں اور گزشتہ سال جلسہ پر آئے تھے اور حضور سے ملے تھے۔ حضور انور نے اس نوجوان کو فرمایا کہ دین کے معاملہ میں اپنے والد صاحب کے دکھائے ہوئے راستہ پر چلیں۔

✿......البانیا سے آنے والے ایک دوست Endri Pulaha صاحب نے بتایا کہ وہ ایک لادینی ماحول سے آئے ہیں۔ ان کے لئے جلسہ ایک نہایت ہی ناقابل فراموش روحانی تجربہ تھا جس کو الفاظ میں بیان کرنا ان کے لئے ممکن نہ تھا۔

حضور انور نے موصوف کو فرمایا سب سے قبل آپ

ایک خدا پر ایمان لائیں جب آپ خدا پر ایمان لائیں گے تو اس تک پہنچنے کے لئے کسی مذہب کو اختیار کرنا ہوگا۔ چنانچہ آج اسلام ہی وہ مذہب ہے جو ہر لحاظ سے کامل اور خداتعالیٰ تک پہنچانے والا ہے۔

......مُلک Kosovo سے مقامی معلم Alban Zeqiraj صاحب بھی آئے ہوئے تھے۔ موصوف واقف زندگی ہیں اور بطور معلم خدمات بجالا رہے ہیں۔

Kosovo کے سابق صدر جماعت اور معلم موسیٰ رستمی صاحب مرحوم کی بہن Xhulsime Arifi صاحبہ بھی جلسہ جرمنی پر آئی ہوئی تھیں۔ موصوفہ نے بتایا کہ انہوں نے 2000ء میں بیعت کی تھی اور سب سے پہلا جماعت کا جمعہ انہی کے گھر پڑھا گیا تھا۔

مکرم موسیٰ رستمی صاحب مرحوم کی اہلیہ بھی جلسہ پر آئی ہوئی تھیں۔ ان کی چھوٹی بیٹی دل کے عارضہ سے بیمار ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بچیوں کی تعلیم اور صحت سے متعلق دریافت فرمایا۔ اس پر موصوفہ نے بتایا کہ ڈاکٹرز نے بتایا ہے کہ یہ بیماری بسا اوقات ساری زندگی چلتی ہے۔ مگر انسان کی صحت پر بد اثر نہیں ڈالتی۔ آخر پر ان تینوں ممالک کے وفود کے ممبران نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

جرمنی کے رکن پارلیمنٹ کی ملاقات

اس کے بعد جرمنی کی نیشنل اسمبلی کے ایک ممبر پارلیمنٹ Nuripur صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی سعادت پائی۔ موصوف ایرانی نژاد ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے موصوف سے مختلف امور پر گفتگو فرمائی۔ پاکستان کے موجودہ حالات کے حوالہ سے بات ہوئی تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پاکستان میں کوئی لاء آف آرڈر نہیں ہے۔ لاء آف جنگل ہے۔ جو احمدی نہیں ہیں وہ بھی بہت زیادہ تکالیف برداشت کر رہے ہیں۔ مُلّاں نے حکومت پر بہت زیادہ پریشر بڑھایا ہے۔ اب ہماری مساجد سے بڑے شہروں میں بھی کلمہ مٹایا جا رہا ہے۔ خدا اور اس کے رسول کا نام مٹایا جا رہا ہے۔ خداتعالیٰ کی صفات لکھی ہوئی ہیں وہ بھی مٹا رہے ہیں۔ لاہور کی ہماری بڑی مسجد سے پولیس نے آکر مٹایا ہے۔ اب پریشر ڈالا جا رہا ہے کہ مینارے ختم کریں، گنبد ختم کریں۔ میناروں اور گنبد سے یہ مسجد لگتی ہے اور اس سے ہماری دلآزاری ہوتی ہے۔ ہم برداشت نہیں کر سکتے۔ تو ملک میں تو کوئی قانون نہیں ہے۔ کوئی عدل نہیں ہے۔ اس لئے مُلّاں مفاد حاصل کر رہے ہیں۔

پاکستان کو ملنے والی مدد کے بارہ میں بات ہوئی تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو امداد کیش کی صورت میں ملتی ہے وہ تو Swiss بینکوں میں چلی جاتی ہے اور عوام کو اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔

ممبر پارلیمنٹ کی حضور انور سے یہ ملاقات ایک بجکر دس منٹ تک جاری رہی۔

ترکی کے وفد کی ملاقات

اس کے بعد ترکی (Turkey) سے آنے والے وفد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کا شرف پایا۔

......ایک دوست نے بتایا کہ جلسہ دیکھا، بہت مزا آیا، بہت اچھا تھا۔ جو دیکھا تھا اور جو سنا تھا اس میں بڑا فرق پایا۔ یہاں بہت بڑھ کے دیکھا۔ بہت بڑا اور اچھا انتظام تھا۔

......ایک بچی جو نئی احمدی ہوئی ہے اس نے درخواست کی کہ میری والدہ کے لئے دعا کریں۔ والدہ کی طرف سے مخالفت ہے۔ حضور انور کے دریافت فرمانے پر بچی نے بتایا کہ والدہ کو بتا کر اور اجازت لے کر آئی تھی۔ یہ بچی قریباً تین صد میل سے زائد کا سفر کر کے آئی تھی۔

......ایک خاتون نے سوال کیا کہ ترکش لجنہ کس طرح تبلیغ کر سکتی ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ ترکش کمیونٹی میں تبلیغ کریں۔ نئے راستے نکالیں۔ اب یہ آپ کا کام ہے کہ کس طرح نئے راستے نکال سکتی ہیں۔ اگر آپ کو کوئی ضرورت ہے تو مجھے بتائیں۔ اپنے سرکل میں دعوتی پروگرام بڑھائیں۔

......ایک ترک احمدی دوست کو حضور انور نے فرمایا آپ کی شکل پاکستانی کی طرح لگتی ہے۔ اس پر موصوف نے بتایا کہ بیوی پاکستانی ہے۔ حضور انور نے ازراہ شفقت فرمایا لگتا ہے بیوی نے پاکستانی بنا دیا ہے۔ جس پر موصوف نے کہا کہ پاکستان ترکی کا ہمسایہ ملک ہے اور دوست ملک ہے۔ اس بات پر حضور انور نے فرمایا کہ سب احمدیوں کا دل ایک ہے چاہے وہ ترکی ہوں، پاکستانی ہوں یا جرمن ہوں۔ اس دوست نے عرض کیا کہ مَیں جب سے احمدی ہوا ہوں خداتعالیٰ نے مجھے خاص خوشی عطا فرمائی ہے۔ حضور دعا کریں کہ خداتعالیٰ ہماری یہ خوشی دائمی کر دے۔

......ایک ترک دوست نے عرض کیا کہ جلسہ میں شامل ہوا۔ مَیں اپنے آپ کو بہت خوش نصیب سمجھتا ہوں کہ جلسہ میں شامل ہوا اور بہت خوش قسمت ہوں کہ حضور سے ملا ہوں۔ کل مَیں نے بیعت کر لی تھی۔ جبکہ مَیں تو صرف جلسہ دیکھنے آیا تھا۔

حضور انور کے دریافت فرمانے پر کہ بیعت کیوں کی؟ موصوف نے بتایا کہ میرے دل میں بڑے زور سے خیال آیا کہ آج روحانی جماعت یہی ہے مجھے فوراً اس میں شامل ہو جانا چاہئے اس لئے میں اٹھ کر بیعت کرنے والوں میں بیٹھ گیا اور بیعت کر لی اور ساتھ ساتھ الفاظ دوہراتا رہا۔ میں خوش قسمت ہوں۔ اب اللہ تعالیٰ مجھے جتنی توفیق دے گا میں جماعت کی خدمت کرتا رہوں گا۔

......جس ترک بچی کا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ جرمنی کے تیسرے روز کے اپنے خطاب میں ذکر فرمایا تھا کہ اس نے خواب میں حضور انور کا ہاتھ پکڑا تھا اور کہا تھا کہ میں خواب میں ہی اپنے آپ کو احمدی خیال کرتی تھی۔ یہ بچی بھی آئی ہوئی تھی۔ بچی نے بتایا کہ میں نے اپنے والدین کو بتایا ہے اور ان کی مخالفت کا سامنا کیا ہے۔ بچی نے اپنے والدین کے لئے دعا کی درخواست کی۔

ایک دوست نے عرض کیا کہ مَیں 15 سال سے احمدی ہوں۔ میرے چار بچے ہیں۔ بیگم احمدی نہیں ہیں۔ دعا کریں کہ بیگم احمدی ہو جائے۔ حضور انور نے معلم سے فرمایا کہ ان کی بیگم کو تبلیغ کریں۔ ان کی بیگم نقشبندی ہیں تو اب آپ نے اپنے نقش، احمدیت کے نقش، زیادہ قائم کرنے ہیں۔

......ایک خاتون نے عرض کیا کہ مَیں احمدی ہونے کی وجہ سے بہت خوش ہوں۔ حضور انور نے میرے لئے دعائیں کی ہیں۔ مَیں حضور کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ میرے باپ اور بھائی کے لئے بھی دعا کریں۔ میری تعلیم کے لئے بھی دعا کریں۔ مَیں نے اب ٹیچر بننا ہے۔

جس بچی کا حضور انور نے خطاب میں ذکر فرمایا تھا اس نے آخر پر دوبارہ عرض کیا کہ مجھے میرے چچا نے بے دین کہہ کر مخاطب کیا جس کا مجھے بڑا دکھ ہوا۔ حضور انور نے اسے فرمایا تمہیں تو خوش ہونا چاہئے کہ بے دین ہو کر پانچوں نمازیں پڑھتی ہو اور وہ دیندار ہو کر نمازیں نہیں پڑھتا۔ اس پر اس نومبائع بچی نے کہا کہ میں نے اسے یہ جواب دیا تھا کہ اگر احمدیت قبول کرنا بے دینی ہے تو میں اس بے دینی پر بہت خوش ہوں۔ فرمایا: بس خوش رہو۔

آخر پر وفد کے تمام ممبران نے باری باری حضور انور کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت پائی۔ حضور انور نے تعلیم حاصل کرنے والی بچیوں کو قلم عطا فرمائے۔

ترکش وفد کی حضور انور سے ملاقات کا پروگرام ایک بجکر چالیس منٹ پر ختم ہوا۔

تاجکستان اور لتھوانیا کے وفد کی ملاقات

اس کے بعد تاجکستان (Tajikistan) اور لتھوانیا (Lithuania) سے آنے والے وفد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کا شرف پایا۔

......تاجکستان سے جماعت کے صدر عزت اللہ امان صاحب آئے ہوئے تھے۔ موصوف تاجکستان کے پہلے احمدی ہیں۔ آپ کے ذریعہ ہی اس ملک میں احمدیت کا آغاز ہوا۔ موصوف اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے مل رہے تھے۔ حضور انور کے دریافت فرمانے پر عزت اللہ صاحب نے بتایا کہ جلسہ بہت اچھا تھا۔ میں الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔ جو سوچ کر آیا تھا اس سے بہت زیادہ دیکھا اور میرے وہم و گمان سے بھی بہت بڑھ کر ہے۔ موصوف نے بتایا کہ اللہ کے فضل سے میرے بیوی بچے احمدی ہیں اور میرے سب رشتے دار بھی احمدی ہیں اور اب ہماری جماعت کی تعداد یکصد سے بڑھ چکی ہے۔ سب احباب جماعت نے السلام علیکم کہا ہے۔

جماعتی مشن ہاؤس کے قیام کے بارہ میں حضور انور نے بعض انتظامی ہدایات دیں۔

......ملک لتھوانیا (Lithuania) سے تین افراد پر مشتمل وفد آیا تھا۔ ایک خاتون Aukse Ahiyad جس کے خاوند پاکستانی احمدی ہیں سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کے شوہر کیسے ہیں۔ خاتون نے بتایا کہ بہت اچھے ہیں۔ مَیں بہت مطمئن ہوں۔ نمازیں پڑھتے ہیں۔ حضور انور نے خاتون کو فرمایا کہ آپ زیادہ اچھی بنیں باقاعدہ نمازیں پڑھیں اور بچی کی اچھی تربیت کریں تاکہ آپ کا شوہر آپ کی پیروی کرے۔

......Aukse Ahiyad صاحبہ کی ایک لتھوینین سہیلی بھی وفد میں شامل تھی۔ حضور انور نے ان کی ساتھی کترینہ سے دریافت فرمایا تو اس نے بتایا کہ مجھے جلسہ بہت اچھا لگا۔ بڑا منظّم تھا اور اچھے انتظامات تھے۔ دوستانہ ماحول تھا۔ بہت ساری قوموں کے لوگ ایک جگہ جمع تھے اور سب پیار و محبت سے ایک دوسرے سے ملتے تھے۔ آخر پر وفد کے ممبران نے حضور انور کے ساتھ تصاویر بنوائیں۔ یہ ملاقات ایک بجکر پچاس منٹ تک جاری رہی۔

بعد ازاں مکرم محمود ناصر ثاقب صاحب امیر جماعت و مبلغ انچارج مالی (Mali) نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے دفتری ملاقات کا شرف پایا۔

بوزنیا کے وفد کی ملاقات

اس کے بعد پروگرام کے مطابق بوزنیا (Bosnia)، سلووینیا (Slovenia) اور میسیڈونیا (Mecedonia) سے آنے والے وفود نے ملاقات کی سعادت پائی۔

بوزنیا (Bosnia) سے آٹھ افراد پر مشتمل وفد جلسہ جرمنی میں شامل ہوا۔

......حضور انور کے دریافت فرمانے پر وفد کے ایک ممبر Smajo Muftich صاحب نے بتایا کہ جلسہ ہر لحاظ سے منفرد تھا۔ تمام انتظامات بہت اچھے تھے۔ میرا تعلق بوزنیا میں ایک اسلامک کمیونٹی سے رہا ہے لیکن انہوں نے اسلام کے نام پر تجارت شروع کی ہے۔ اب یہاں آکر مجھے حقیقی اسلام کا علم ہوا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ مولویوں نے آج اسلام کی جو حالت بگاڑی ہوئی ہے یہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پوری ہوئی ہے۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے ہیں۔

......ایک بوزنین نوجوان نے بتایا کہ مَیں پہلی دفعہ آیا ہوں۔ جلسہ ہر لحاظ سے بہت اچھا لگا۔ مَیں نے کل بیعت کر لی ہے۔ جب مَیں حضور انور کا خطاب سن رہا تھا تو میرے آنسو نکل رہے تھے۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ میرے یہ جذبات کیسے بن گئے ہیں۔

......ایک بوزنین شخص کمال صاحب نے بتایا کہ یہ میرا دوسرا جلسہ سالانہ ہے۔ مَیں نے پوری کوشش کی کہ جلسہ کی تمام تقاریر کو سنوں۔ مجھے ایک عجیب قسم کا روحانی سرور ملا ہے۔ موصوف نے حضور انور کی خدمت میں اپنے ہاتھ سے بنایا ہوا ایک مینارہ بھی پیش کیا۔

......ایک بوزنین خاتون نے عرض کیا کہ مَیں جلسہ پر پہلی دفعہ آئی ہوں۔ مَیں نے دیکھا کہ لوگ پوری توجہ سے جلسہ سن رہے تھے۔ مجھے بہت اچھا لگا۔ مَیں ہر لحاظ سے مطمئن ہوں۔

......ایک بوزنین خاتون نے بتایا کہ مَیں بوزنین احمدی خاتون سسٹر فہریہ کی سہیلی ہوں۔ مجھے جلسہ بہت اچھا لگا۔ سب لوگ ایک ہی طرح کے تھے۔ باہمی پیار و محبت سے ایک دوسرے سے ملتے تھے۔ محبت، بھائی چارہ کی یہ روح دیکھ کر دل کو ایک عجیب تسکین ملی تھی۔

......ایک نومبائع دوست نے کہا کہ مَیں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ لیکن اس وقت میرے جذبات اور میری کیفیت ایسی ہے کہ میں کچھ کہنے کی ہمت نہیں پاتا۔

سلووینیا کے وفد کی ملاقات

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سلووینیا (Slovenia) سے آئے ہوئے ایک مہمان Lakozic Jure سے ان کے تاثرات کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ موصوف نے بتایا کہ وہ Law کے طالبعلم ہیں اور اپنے والد کے ساتھ پہلی مرتبہ جلسہ میں شامل ہوئے ہیں۔ ان کے والد وکیل ہیں۔ مجھے میرے والد نے جلسہ میں شامل ہونے کی تحریک کی تھی۔ جلسہ پر آکر مجھے احمدیت کے بارہ میں معلومات ملی ہیں۔ آپ کا ماٹو ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'' بہت اچھا لگا۔ لیکن یہ عبارت صرف لکھی ہوئی نہیں تھی بلکہ آپ لوگوں میں اس کا عملی نمونہ نظر آ رہا تھا۔ اگر سب لوگ اس پر عمل کریں تو یہ دنیا جنت نما جگہ بن جائے۔ دنیا کے تمام مسائل کا حل آپ کے پاس ہے۔ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو یہاں آنا چاہئے۔

میسیڈونیا کے وفد کی ملاقات

......ملک میسیڈونیا (Mecedonia) سے 41 افراد پر مشتمل وفد قریباً دو ہزار کلومیٹر سے زائد کا سفر طے کر کے جرمنی پہنچا تھا۔ اس وفد میں 23 عیسائی احباب تھے اور 18 مسلمان تھے۔

میسیڈونیا سے آنے والے ایک نوجوان Stojanco Pacemski صاحب نے جلسہ کے تأثرات بیان کرتے ہوئے بتایا کہ وہ پہلی بار جلسہ میں شامل ہوئے ہیں۔ انہوں نے یہاں اسلام کی بہت اچھی تصویر دیکھی ہے۔ حقیقی اسلام یہیں پایا ہے۔ میں میسیڈونیا میں جماعت کی جو بھی مدد کر سکا کروں گا اور اگلے سال جلسہ

میں بعض حکومتی شخصیات کولانے کی کوشش کروں گا۔

میسیڈونیا سے آنے والے افراد تعلیم یافتہ تھے۔ بعض انجینئرز تھے۔ بعض ٹیچرز، بینک آفیسرز اور بعض پرائیویٹ فرموں میں کام کرنے والے تھے۔ جبکہ بعض طالبعلم تھے۔

✿......ایک خاتون Ermina Redjepova صاحبہ نے کہا کہ وہ ایک NGO کی ڈائریکٹر ہیں ان کے پانچصد ممبر ہیں۔ انہیں لوگوں کے ساتھ کام کرنے کا تجربہ ہے۔ پانچ سو افراد کو ایک نکتہ پر اکٹھا کرنا مشکل ہوتا ہے لیکن میں حیران ہوں کہ آپ نے کس طرح تیس ہزار کی تعداد کا رخ ایک سمت میں موڑ لیا ہے۔ گویا سب کی سوچوں کا دھارا ایک ہی سمت میں بہہ رہا ہے۔ میں جماعت کے نظام سے بہت متأثر ہوئی ہوں۔ ان کے خاوند Zenil Redjepova جماعت کے پیغام سے بہت متأثر ہوئے۔ حضور انور سے ملاقات کر کے ان میں بہت تبدیلی پیدا ہوئی۔ کہنے لگے کہ میں احمدیت کا پیغام اپنے ساتھ لے کر جا رہا ہوں۔ اب اس پیغام کو مَیں وہاں پھیلاؤں گا اور یہاں جلسہ سالانہ اور حضور انور کے ساتھ ملاقات کی یادیں سال بھر ہمارے ساتھ رہیں گی۔

✿......ایک خاتون نے عرض کیا کہ مَیں نے اپنے بیٹے کو منع کیا ہوا ہے کہ جماعت سے باہر رشتہ نہیں کرنا۔ جماعت کے اندر سے رشتہ کرنا ہے۔ دعا کریں کہ ہمیں جماعت کے اندر سے رشتہ مل جائے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔

✿......ایک خاتون نے عرض کیا کہ میں پہلی دفعہ آئی ہوں۔ میرا دل جذبات سے بھرا ہوا ہے۔ میں اپنے جذبات کا، احساسات کا اظہار نہیں کرسکتی، مَیں اب جلسہ چھوڑ نہیں سکتی۔ مَیں دوبارہ آؤں گی۔

✿......ایک شخص نے عرض کیا کہ مَیں گزشتہ 20 سال سے احمدی ہوں پہلے میں حضور انور کو TV سکرین پر دیکھا کرتا تھا۔ اب اپنے خلیفہ کو براہ راست دیکھ کر اپنا مقصد پالیا ہے۔ مجھے بہت خوشی ہوئی ہے کہ میں حضور سے ملا ہوں اور باتیں کی ہیں۔

✿......ایک دوست نے عرض کیا کہ مجھے جلسہ بہت اچھا لگا۔ جب مَیں واپس جاؤں گا تو اپنے دوستوں کو کہوں گا کہ وہ ضرور جلسہ میں شامل ہوں۔ مَیں ان کو لے کر آؤں گا۔ مجھے جلسہ نے بے حد متأثر کیا ہے۔

✿......ایک دوست نے بتایا کہ مَیں نے تمام تقاریر سنی ہیں۔ مَیں پہلی دفعہ آیا ہوں مجھے بہت لطف آیا ہے۔ میں نے یہاں بہت کچھ سیکھا ہے اور یہاں سے انرجی حاصل کی ہے۔ اب ساتھ لے کر جاؤں گا اور وہاں پھیلاؤں گا اور کوشش کروں گا کہ یہ سارا سال میرے ساتھ رہے۔

✿......میسیڈونیا کی ایک خاتون امینہ نے کہا جلسہ میں پہلی مرتبہ شامل ہوئی ہوں۔ ہر لحاظ سے مطمئن ہوں۔ تقاریر سے بہت متأثر ہوئی ہوں امید رکھتی ہوں کہ آئندہ سال دوبارہ شامل ہوں گی۔ اس پر حضور انور نے فرمایا اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

✿......ایک صاحب نے بتایا کہ مَیں جلسہ میں پہلی دفعہ آیا ہوں۔ عیسائی ہوں مجھے یہاں آکر مذہب کے بارہ میں بہت اچھا تجربہ ہوا ہے۔ پہلے سنا سنایا اسلام تھا۔ اب پتہ چلا ہے کہ اصل اسلام تو یہاں ہے۔ جو یہاں آکر سنا ہے۔

✿......ایک دوست نے عرض کیا کہ جن لوگوں نے جلسہ کے موقع پر بیعت کی ہے میں ان سب کو مبارکباد دیتا ہوں۔ جلسہ ہر لحاظ سے اپنے انتہاء پر تھا۔ ہر سال میسیڈونیا سے ایک گروپ جلسہ پر آتا ہے۔ پہلے ہم ایک شہر سے آیا کرتے تھے اب امسال مختلف شہروں سے آئے ہیں۔ اس لئے اب ہمارے واپس جانے کے بعد زیادہ علاقوں میں احمدیت کا پیغام پھیلے گا اور ہر سال نئے لوگ جلسہ میں شامل ہوا کریں گے۔

✿......ایک دوست نے کہا کہ مَیں پہلی دفعہ آیا ہوں۔ حضور کے چہرہ مبارک کو دیکھ رہا ہوں۔ مجھے میں ہمت نہیں ہے کہ حضور سے بات کرسکوں۔ بس میں حضور کو دیکھ رہا ہوں اور برکت پا رہا ہوں۔

✿......ایک دوست نے بتایا مَیں بھی پہلی دفعہ آیا ہوں۔ جلسہ میں ہر طرف امن ہی امن تھا۔ کسی نے کسی عورت کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا۔ کسی سے انہیں خوف محسوس نہیں ہوا۔ سب پیار و محبت سے ملتے تھے۔ یہ جماعت یقیناً دنیا میں کامیاب ہوگی۔

ان وفود کی حضور انور کے ساتھ ملاقات کا یہ پروگرام دو بجکر پچیس منٹ تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور نے بڑے بچوں کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹے بچوں کو ازراہ شفقت چاکلیٹ عطا فرمائیں اور پھر ہر ایک نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔ بعد ازاں حضور انور نے نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔

18 نکاحوں کا اعلان
اور خطبۂ نکاح میں اہم نصائح

نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 18 نکاحوں کا اعلان فرمایا۔

تشہد، تعوذ و خطبہ نکاح کی مسنونہ آیات کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس وقت مَیں کچھ نکاحوں کے اعلان کروں گا۔ ماشاء اللہ کافی تعداد میں نکاح ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ سب نکاح مبارک کرے اور ان نئے قائم ہونے والے رشتوں کو ان بنیادوں پر استوار کرنے کی توفیق دے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والے راستے ہیں۔

تقویٰ ایک بنیادی شرط ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے ہر مومن کو حکم دیا ہے اور نکاح کے موقع پر خاص طور پر جو عربی کا خطبہ پڑھا جاتا ہے اس میں بار بار تقویٰ پر چلنے کی تلقین کی گئی ہے اور تقویٰ پر چلتے ہوئے کہا گیا ہے کہ تم دیکھو کہ تم نے کل کے لئے کیا آگے بھیجا ہے۔ ایک یہ کہ تمہارے یعنی نئے قائم ہونے والے رشتوں کے اپنے عمل ایسے ہونے چاہئیں کہ ان کی نظر صرف اس دنیا پر نہ ہو بلکہ کل پر بھی ہو اور پھر یہ کہ انشاء اللہ ان رشتوں کے قائم ہونے سے جو نسل آگے چلے گی اس کی بھی ایسی اعلیٰ تربیت ہو کہ وہ آگے نیکیاں بجالانے والے ہوں اور صحیح اسلامی تعلیم پر چلنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم رکھنے والے ہوں۔

پس یہ بنیادی چیز ہے جو رشتے قائم ہوتے ہوئے ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے اور اگر یہ چیز قائم ہو جائے تو پھر رشتے اللہ تعالیٰ کے فضل سے نبھتے ہیں۔ نہ صرف نبھتے ہیں بلکہ مثالی رشتے قائم ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان کی بنیاد خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول پر ہوتی ہے۔ ان کی بنیاد اپنی نسلوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا بنانے پر ہوتی ہے۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہوتے ہیں۔ دنیاوی خواہشات ان کا مطمح نظر نہیں ہوتیں۔

پس یہ بات ہر احمدی کو بھی اور خاص طور پر ہر نئے قائم ہونے والے رشتہ کو بھی یاد رکھنی چاہئے۔ اگر یہ چیز یاد رکھیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی شادیاں کامیاب ہوں گی۔

خطبہ نکاح کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا۔

1۔ مکرمہ عطیۃ الاول صاحبہ بنت مکرم مبارک احمد تنویر صاحب کا نکاح مکرم سعید احمد عارف صاحب ابن مکرم مبارک احمد صاحب کے ساتھ طے پایا۔

2۔ مکرمہ نداء الظفر ملیحہ صاحبہ بنت مکرم مبارک احمد صاحب کا نکاح مکرم رضوان خان صاحب ابن مکرم مبشر خان صاحب کے ساتھ طے پایا۔

3۔ مکرمہ ثمر اقبال صاحبہ بنت مکرم مظہر اقبال صاحب کا نکاح مکرم فاروق علی صاحب ابن مکرم عمر علی صاحب کے ساتھ طے پایا۔

4۔ مکرمہ ملیحہ سہیل صاحبہ بنت مکرم حق نواز صاحب کا نکاح مکرم اطہر سہیل صاحب ابن مکرم طارق سہیل صاحب کے ساتھ طے پایا۔

5۔ مکرمہ صدف بٹ صاحبہ بنت مکرم نعیم احمد بٹ صاحب کا نکاح مکرم عمران احمد خالد صاحب ابن طاہر احمد خالد صاحب کے ساتھ طے پایا۔

6۔ مکرمہ امۃ القیوم صاحبہ بنت مکرم محمد اشفاق انور صاحب کا نکاح مکرم ظفر احمد صاحب ابن مکرم صدیق احمد صاحب کے ساتھ طے پایا۔

7۔ مکرم طیبہ احمد صاحبہ بنت مکرم امتیاز احمد صاحب کا نکاح مکرم ثمر احمد البریخٹ محمود صاحب ابن احیاء الدین صاحب کے ساتھ طے پایا۔

8۔ مکرمہ عائزہ مشعل سیٹھی صاحبہ بنت مقصود احمد سیٹھی صاحب کا نکاح مکرم لقمان احمد راجپوت صاحب ابن ناصر احمد راجپوت صاحب کے ساتھ طے پایا۔

9۔ مکرمہ رابعہ منصورہ چوہدری صاحبہ بنت مکرم ناصر احمد ڈوگر صاحب کا نکاح مکرم عطاء المنعم رزاق صاحب ابن مکرم عبدالرزاق صاحب کے ساتھ طے پایا۔

10۔ مکرمہ سارہ عباسی صاحبہ بنت مکرم شاہد حمید عباسی صاحب کا نکاح مکرم ارسلان احمد قیصرانی صاحب ابن مکرم فیروز احمد قیصرانی صاحب کے ساتھ طے پایا۔

11۔ مکرمہ طاہرہ رقیہ یوسف صاحبہ بنت مکرم محمد یوسف صاحب مرحوم کا نکاح مکرم مظفر احمد صاحب ابن مکرم چوہدری ارشاد احمد وڑائچ صاحب کے ساتھ طے پایا۔

12۔ مکرمہ نعیمہ کنول احمد صاحبہ بنت مکرم نصیر احمد صاحب کا نکاح مکرم عطاء الٰہی مرزا صاحب ابن مکرم راشد مرزا صاحب کے ساتھ طے پایا۔

13۔ مکرمہ مہوش طارق صاحبہ بنت مکرم طارق احمد صاحب کا نکاح مکرم حمود الرحمان صاحب ابن مکرم ملک بشارت الرحمان صاحب کے ساتھ طے پایا۔

14۔ مکرمہ خضراء انجم صاحبہ بنت مکرم انجم تنویر صاحب کا نکاح مکرم عثمان احمد صاحب ابن مکرم اعجاز احمد صاحب کے ساتھ طے پایا۔

15۔ مکرمہ خدیجہ منہاس صاحبہ بنت مکرم شبیر احمد ضیاء صاحب کا نکاح مکرم مسرور احمد منہاس صاحب ابن مکرم مبشر احمد منہاس صاحب کے ساتھ طے پایا۔

16۔ مکرمہ مدیحہ انعام صاحبہ بنت مکرم انعام اللہ طیب صاحب کا نکاح مکرم سجاد حیدر عتیق صاحب ابن مکرم ناصر احمد عتیق صاحب کے ساتھ طے پایا۔

17۔ مکرمہ مسعودہ رانا صاحبہ بنت مکرم شبیر احمد ضیاء صاحب کا نکاح مکرم اسد رانا صاحب ابن مکرم صلاح الدین صاحب کے ساتھ طے پایا۔

18۔ مکرمہ باسلہ احمد صاحبہ بنت مکرم ارشاد احمد صاحب مرحوم کا نکاح مکرم Bartlomiej Kosmala صاحب کے ساتھ طے پایا۔

نکاحوں کا اعلان فرمانے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تمام فریقین کو شرف مصافحہ سے نوازا۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

بلغاریہ کے وفد کی ملاقات

پروگرام کے مطابق ساڑھے چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیت السبوح کے مردانہ ہال میں تشریف لائے جہاں ملک بلغاریہ (Bulgaria) سے آئے وفد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

بلغاریہ سے امسال 80 افراد پر مشتمل وفد جلسہ سالانہ جرمنی میں شرکت کے لئے آیا تھا۔ اس وفد میں چند احمدی احباب کے علاوہ باقی تمام احباب مہمان تھے اور ان میں سے بھی زیادہ تعداد ایسے احباب کی تھی جو پہلی مرتبہ جلسہ سالانہ میں شریک ہو رہے تھے۔

حضور انور نے فرمایا جو مہمان آئے تھے وہ بتائیں کہ جلسہ کیسے دیکھا، ان کے تأثرات کیا ہیں۔ اس پر ایک احمدی بلغارین خاتون البینہ صاحبہ نے اردو زبان میں چند جملے بول کر اپنے تأثرات بیان کرتے ہوئے کہا کہ میں اپنی طرف سے شکریہ ادا کرتی ہوں۔ میں بہت متأثر ہوئی ہوں۔ بہت منظّم جلسہ تھا اور ہر لحاظ سے غیر معمولی تھا۔ تین سال پہلے بھی جلسہ میں شریک ہوئی تھی۔ لیکن امسال جلسہ کے انتظامات پہلے سے بہت بہتر ہیں۔

✿......ایک عیسائی خاتون نے کہا کہ پہلی مرتبہ یہاں آئی ہوں اور یہ دیکھا ہے کہ آپ اپنے نیک مقصد کو لے کر آگے چل رہے ہیں اور کام کر رہے ہیں۔

✿......ایک دوست نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ پہلی دفعہ شامل ہو رہا ہوں۔ بہت زیادہ متأثر ہوا ہوں۔ مجھے پہلی دفعہ پتہ چل رہا ہے کہ حقیقی مسلمان آپ ہیں اور حقیقی اسلام یہاں ہے۔ میرے پاس الفاظ نہیں ہیں کہ میں بیان کرسکوں۔

✿......ایک نوجوان نے بتایا کہ میں ٹیکنیکل کالج میں پڑھتا ہوں۔ میں احمدی ہوں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: **احمدی بچوں کو پڑھائی میں بہت آگے آنا چاہئے۔** حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ میرے ماننے والے علم و معرفت میں ترقی کریں گے۔

✿......ایک دوست نے عرض کیا کہ بلغارین زبان میں لٹریچر کم ہے۔ جب لوگوں سے بات کرتے ہیں تو مشکل ہوتی ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ لٹریچر تو ملے گا۔ شائع ہوگا۔ ہم کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن بلغاریہ میں بعض مشکلات ہیں اور احمدیوں کو تبلیغ کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

حضور انور نے فرمایا یہی حال پاکستان میں ہے۔ وہاں بھی احمدیوں کی تبلیغ پر پابندی ہے۔ نماز پر پابندی ہے۔ کلمہ پڑھنے اور لکھنے پر پابندی ہے۔ قرآن کریم کی آیات لکھنے پر پابندی ہے۔ اذان، تبلیغ کرنے پر پابندی ہے۔ دینی شعار اختیار کرنے پر پابندی ہے۔ مسلمانوں کی طرح اسلامی اظہار نہیں کرسکتے۔ تو وہاں تو لٹریچر کا سوال ہی نہیں لیکن اس کے باوجود احمدیت کا پیغام پھیل رہا ہے۔ پس اصل چیز دعا ہے۔ دعا کریں کہ خدا تعالیٰ آپ کے حالات بدلے اور آپ کو تبلیغ کرنے کی اجازت مل جائے۔

حضور انور نے فرمایا کہ احمدیت کی سچائی کی یہ بڑی دلیل ہے کہ ہمارے مقابلہ میں احمدیت کی بات کرنے سے

ڈرتے ہیں۔ ہمارے دلائل کا جواب نہیں دے سکتے۔

❁......ایک خاتون نے عرض کیا کہ میرے لئے بہت دعا کریں۔ میرے دونوں بچے ادھر بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا۔ اللہ فضل فرمائے۔

❁......ایک خاتون نے عرض کیا کہ میری والدہ عیسائی ہیں ان سے احمدیت کی بات کرتی رہتی ہوں۔ حضور ان کے لئے دعا کریں۔ حضور انور نے فرمایا آپ کوشش کرتی رہیں۔ جب قائل ہوں گی تو قبول کریں گی۔

❁......ایک مہمان جو اپنی اہلیہ کے ساتھ پہلی مرتبہ جلسہ میں شریک ہوئے انہوں نے روتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو بتایا کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے شادی کے کئی سال بعد اولاد سے نوازا۔ لیکن لمبی بیماری کے بعد اپریل 2012ء میں 6 سال کی عمر میں وہ بچی وفات پاگئی۔ ہمارے لئے دعا کریں۔ حضور انور نے فرمایا اللہ تعالیٰ فضل کرے۔ نیز حضور انور نے اس فیملی کو فرمایا کہ ملاقات کے بعد مجھے آفس میں بھی آکر ملیں۔

❁......ایک عیسائی دوست روسن صاحب نے کہا میں سارے وفد کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں نیز یہ کہ ہر مسلمان جب کوئی کام کرتا ہے تو کیا اللہ سے ڈر کر کرتا ہے؟ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ ہمارے دنیاوی مقاصد تو کوئی نہیں ہیں۔ جس مقصد کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آئے تھے وہ یہ تھا کہ انسان کو اس کے پیدا کرنے والے سے ملانا اور بنی نوع انسان کی خدمت کرنا اور یہ کہ ایک انسان دوسرے انسان کے حقوق ادا کرے۔

حضور انور نے فرمایا ہم افریقہ میں رہنے والوں کی خدمت کررہے ہیں۔ ریموٹ ایریا میں اور جنگلوں میں ان کو پانی اور بجلی مہیا کررہے ہیں۔ طبی اور تعلیمی سہولتیں دے رہے ہیں اور بلالحاظ مذہب وملت ہر ایک کو دے رہے ہیں۔ اس خدمت سے ہماری کوئی دنیاوی غرض نہیں ہے۔ بلکہ مقصد انسانیت کی خدمت کرنا ہے اور انسانی قدروں کا خیال رکھنا ہے۔ اب یہ مہمان یہاں آئے ہیں کیا ہم نے ان سے کوئی دنیاوی مقصد حاصل کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ ہم تو دل سے انسانیت کی خدمت کا درد رکھتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق جو اپنے لئے پسند کرتے ہیں وہی دوسرے کے لئے پسند کرتے ہیں۔

بلغارین وفد کے ساتھ ملاقات کا یہ پروگرام سات بجکر بیس منٹ تک جاری رہا۔ آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت طلباء اور طالبات کو جو وفد میں شامل تھیں قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔ تمام مہمانوں اور فیملیز نے باری باری حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

فیملی ملاقاتیں

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لے گئے اور پروگرام کے مطابق فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

آج جرمنی کی 31 جماعتوں کے علاوہ بوزنیا، پاکستان، کینیڈا، نائیجیریا، فن لینڈ، چائنا، گیمبیا، فرانس اور مسقط سے آنے والے احباب اور فیملیز نے بھی ملاقات کی سعادت پائی۔

مجموعی طور پر 35 فیملیز کے 153 افراد نے ملاقات کا شرف پایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت اس بلغارین فیملی کو بھی ملاقات کا شرف عطا فرمایا جن کی بچی کی وفات ہوئی تھی۔ حضور انور نے ان سے تفصیل کے ساتھ تمام حالات دریافت فرمائے اور دوائی بھی تجویز فرمائی اور یہ بھی نصیحت فرمائی کہ مجھے دعا کے لئے لکھتے رہیں۔ ملاقات کے بعد اس فیملی نے تصویر بنوانے کا بھی شرف پایا۔ ملاقات کے بعد جب دونوں میاں بیوی کمرے سے باہر نکلے تو کافی دیر تک روتے رہے اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہتے جارہے تھے کہ آج تک ہم بلغاریہ کے مفتی سے بھی نہیں مل سکے اور آج اللہ تعالیٰ نے ہمیں دنیا کے روحانی بادشاہ سے نہ صرف ملنے کا موقع عطا فرمایا بلکہ امام جماعت احمدیہ نے جس طرح ہم سے پیار کا سلوک کیا ہے اس نے ہمارے تمام غم ہلکے کردیئے ہیں۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام نو بجکر دس منٹ تک جاری رہا۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پروگرام کے مطابق جامعہ احمدیہ یوکے کے ایک طالبعلم ارباب احمد کی دعوت ولیمہ میں شرکت فرمائی۔ اس تقریب کا انتظام بیت السبوح کے ہی ایک ہال میں تھا۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نماز مغرب وعشاء کی ادائیگی کے لئے تشریف لائے۔

نماز جنازہ

نمازوں کی ادائیگی سے قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل دو حاضر جنازے پڑھائے۔

1۔ مکرمہ نصرت بیگم صاحبہ اہلیہ ریاض حسین باجوہ صاحب۔ مرحومہ نے مختصر علالت کے بعد 4 جون 2012ء کو لانگن شہر میں وفات پائی تھی۔

2۔ مکرم محمد صدیق صاحب مرحوم نے برین ہیمرج کی وجہ سے 2 جون 2012ء کو Langen جرمنی میں وفات پائی۔

دونوں مرحومین موصی تھے۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز مغرب وعشاء جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ دس بجے اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

5 جون 2012ء بروز منگل

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چار بجکر بیس منٹ پر تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

آج پروگرام کے مطابق بیت السبوح فرینکفرٹ سے جرمنی کے شہر آخن (Achen) اور پھر وہاں سے برسلز (بیلجیئم) کے لئے روانگی تھی۔

لائبریری کا معائنہ اور اہم ہدایات

صبح سوا دس بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور لائبریری کے معائنہ کے لئے تشریف لے گئے۔ لائبریری کے ایک حصہ کو گزشتہ سال آگ نے اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے دھوئیں نے نقصان پہنچایا تھا۔ اب نیا پینٹ، رنگ وروغن ہوا تھا اور Smoke الارم لگائے گئے تھے۔ حضور انور نے ان امور کا جائزہ لیا۔

حضور انور نے لائبریری کے مختلف سیکشن دیکھے اور بعض کتب ملاحظہ فرمائیں اور ساتھ ساتھ ہدایات سے نوازا کہ **قادیان میں جو مزید کتب شائع ہوچکی ہیں وہ بھی منگوا کر یہاں رکھیں۔**

حضور انور نے فرمایا: **باقاعدہ ایک کمیٹی بنائیں جو لائبریری کے لئے کتب کا انتخاب کیا کرے اس کمیٹی میں مختلف فیلڈز کے لوگ ہوں۔**

لائبریری میں ایک سیکشن تاریخ کی کتب پر مشتمل تھا۔ جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز یہاں کھڑے ہوئے اور کتب دیکھیں تو بے ساختہ یہ شعر پڑھا۔

اٹھ کہ اب بزم جہاں کا اور ہی انداز ہے
مشرق و مغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے

اب اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہ دور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دور ہے۔ قدرت ثانیہ کا دور ہے۔ احمدیت کا دور ہے۔ اب اسی دور کی تاریخ لکھی جائے گی اور پڑھی جائے گی۔

آخن کے لئے روانگی

لائبریری کے معائنہ کے بعد ساڑھے دس بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے باہر تشریف لاکر اجتماعی دعا کروائی اور اس موقع پر موجود احباب وخواتین کو السلام علیکم کہا اور قافلہ آخن کے لئے روانہ ہوا۔ قریباً 260 کلومیٹر کا سفر طے کرنے کے بعد دوپہر پونے ایک بجے مکرم صدیق احمد ڈوگر صاحب کے گھر تشریف آوری ہوئی۔

دوپہر کا کھانا

پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق دوپہر کے کھانے کا انتظام مکرم صدیق احمد ڈوگر صاحب نے اپنے ہاں کیا ہوا تھا۔ مکرم صدیق احمد ڈوگر صاحب جماعت کے انتہائی مخلص اور فدائی کارکن ہیں اور جماعت آخن کے پرانے ممبران میں سے ہیں اور یہاں جماعت کی بنیاد اور قیام اور ابتدائی انتظامی سیٹ اپ میں ان کا بڑا حصہ ہے یہ خود جماعت کے ابتدائی صدر بھی رہے ہیں۔

نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کا انتظام بھی یہیں کیا گیا تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک بجکر پچاس منٹ پر گھر کے بیرونی لان میں نماز ظہر وعصر جمع کرکے پڑھائیں۔

مسجد منصور کا سنگ بنیاد

نمازوں کی ادائیگی کے بعد دو بجکر پانچ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ''مسجد منصور'' کے سنگ بنیاد کے لئے روانہ ہوئے۔ یہ قطعہ زمین آخن شہر کے ایک معروف حصہ میں ہے۔

اس جگہ پر پہنچنے سے قریباً ڈیڑھ فرلانگ قبل آخن پولیس کے چھ گھڑسوار دستہ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا استقبال کیا۔ ان میں سے تین گھوڑے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی گاڑی کے آگے چل پڑے اور تین حضور انور کی گاڑی کے پیچھے تھے۔ اس طرح یہ حضور انور کو اس جگہ تک لے کر گئے جہاں مسجد کے سنگ بنیاد کی تقریب منعقد ہونی تھی۔ وہاں پہنچ کر ان گھڑسواروں نے سلامی بھی دی۔

جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی گاڑی اس جگہ پہنچی تو احباب جماعت کی ایک بڑی تعداد مرد وزن اور بچوں نے اپنے پیارے آقا کا بڑے والہانہ انداز میں استقبال کیا۔ احباب نے نعرے بلند کئے اور بچوں، بچیوں نے استقبالیہ، خیر مقدمی گیت پیش کئے۔

صدر جماعت آخن، ریجنل مربی سلسلہ آخن اور ریجنل امیر صاحب نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور شرف مصافحہ حاصل کیا۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مارکی میں تشریف لے آئے جہاں دو بجکر پچیس منٹ پر تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم حارث رفیق صاحب نے کی اور اس کا اردو ترجمہ سہیل احمد خان صاحب اور اس کا جرمن ترجمہ سلمان احمد یحییٰ صاحب نے پیش کیا۔

امیر صاحب جرمنی کا ایڈریس

بعدازاں مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت جرمنی نے اپنا تعارفی ایڈریس پیش کیا اور بتایا کہ آخن شہر صوبہ ویسٹ فالن میں واقع ہے اور اس شہر کی آبادی 2 لاکھ 60 ہزار ہے۔ یہ جرمنی کا سب سے زیادہ مغرب میں واقع شہر ہے۔ ہالینڈ اور بیلجیئم کی سرحد پر واقع ہے۔ گندھک ملے گرم پانی کے چشمے یہاں پائے جاتے ہیں۔ قریباً تین ہزار قبل مسیح سے اس علاقہ میں آبادی کے آثار ملتے ہیں۔ پہلی مرتبہ تحریری طور پر اس کا ذکر 765ء میں ملتا ہے۔

اس علاقہ میں 1977ء میں احمدی آکر آباد ہونے شروع ہوئے اور 1978ء میں باقاعدہ جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ اب دو صد لوگوں پر مشتمل جماعت قائم ہے۔ احمدی طلباء مختلف یونیورسٹیز میں تعلیم حاصل کررہے ہیں۔ یہاں کی جماعت عید ملن پارٹیز، ریلیجنس فاؤنڈرز ڈے اور قرآن کریم کی نمائشوں کا انعقاد کرتی ہے۔ چرچ میں بھی نمائش لگائی تھی اور وہاں نماز جمعہ بھی ادا کی۔ اس شہر سے 70 کے قریب جرمن احباب نے جلسہ سالانہ کا وزٹ کیا تھا۔

جو قطعہ زمین خریدا گیا ہے اس کا رقبہ 2 ہزار 680 مربع میٹر ہے۔ یہ 22 مارچ 2012ء کو خریدا گیا۔ لوکل اتھارٹیز نے اس میں بہت مدد کی ہے۔ آج انشاء اللہ اس کا سنگ بنیاد رکھا جائے گا۔

آخن شہر کے میئر کا ایڈریس

امیر صاحب جرمنی کے تعارفی ایڈریس کے بعد Aachen شہر کی میئر Dr. Margrethe Schmeer نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔

موصوفہ نے کہا سب سے قبل میں حضور انور کو خوش آمدید کہتی ہوں۔ آج ہمارے آخن شہر کے لئے ایک بہت اچھا اور خوشکن دن ہے اور آج کا موسم بھی اسی مناسبت سے اچھا ہے۔ آج کا دن بہت اہم ہے اور جشن کا دن بھی ہے۔ آج احمدیوں کی ایک مسجد کا سنگ بنیاد رکھا جارہا ہے اور یہ سب کچھ بغیر کسی بحث وتمحیص اور بغیر میڈیا میں خبریں ابھرنے کے اور بغیر کسی لڑائی جھگڑے کے ہوا۔ آج علامتی طور پر یہ جگہ آپ کی ہوگئی ہے اور اس پر تعمیر کرنے کی اجازت بھی آپ کو جلد مل جائے گی۔

میئر نے کہا کہ جب کوئی گھر تعمیر کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ یہاں ایک لمبا عرصہ رہنا چاہتا ہے۔ احمدیوں کی مسجد کی تعمیر سے معلوم ہوتا ہے کہ احمدی یہاں اس شہر میں مستقل طور پر رہنا چاہتے ہیں۔ اس مقصد کے لئے جماعت احمدیہ نے شہر کے حکومتی حکام کو بھی دعوت دی ہے اور اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ احمدی اس شہر کا حصہ ہیں اور ان کی مسجد ہر ایک کے لئے کھلی ہے اور وہ اپنے پڑوسیوں اور شہر کے لوگوں سے اچھا تعلق رکھنا چاہتے ہیں۔ پہلے ادھر صرف عیسائی ہوا کرتے تھے اب وقت کے ساتھ ساتھ مختلف ممالک کے لوگ اور مختلف مذاہب کے لوگ یہاں آباد ہیں اور یہ شہر ہمیشہ اسی طرح رہے گا۔

میئر نے کہا کہ یہ بات بہت اہم ہے کہ ہمارے Democratic اصولوں پر عمل کیا جائے۔ جیسا کہ آج کی سنگ بنیاد کی تقریب بھی یہی بتارہی ہے کہ ہم ادھر ایک Constitutional State میں رہ رہے ہیں جس میں سب مذاہب کو آزادی ہے۔ خواہ اس کے ماننے والے تعداد میں کم ہوں یا زیادہ، سب آزاد ہیں اور یہ اصول انسانی حقوق کے لئے بڑا اہم ہے۔ آخر پر میئر نے کہا کہ یہ مسجد ایک عبادت کی جگہ، مذہبی تعلیم کی جگہ اور اکٹھے ہونے کی جگہ ہو اور ایک ایسی جگہ بھی ہو جہاں مختلف لوگ آکر ایک دوسرے سے ملنے والے ہوں اور ایک دوسرے کا خیال رکھنے والے ہوں اور آپس میں دوست بننے والے ہوں۔ خدا کا

فضل آپ کے ساتھ اور اس کا امن ہمارے ساتھ بھی ہو۔

حضور انور کا خطاب

میئر کے اس ایڈریس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب فرمایا۔

تشہد، تعوذ اور تسمیہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

الحمدللہ کہ آج اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ جرمنی کو ایک نئی مسجد کی بنیاد رکھنے کا ایک اور موقع عطا فرما رہا ہے۔ میرا تأثر یہی تھا کہ جماعت چھوٹی ہے اس لئے شاید مسجد کی تعمیر میں مشکل پیش آرہی ہے۔ لیکن جب معلومات ملیں تو پتہ لگا کہ جماعت تو کافی تعداد میں ہے اور اس سے چھوٹی جماعتوں نے مساجد بنالی ہیں۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے یہاں کی جماعت کو توفیق دی کہ مسجد کے لئے زمین کے حصول کی کوشش کریں اور اب وہ زمین ان کو مل بھی گئی ہے۔ اب اگلا مرحلہ مسجد کی تعمیر کا ہے۔ اللہ کرے کہ جلد تعمیر کی منظوری ہو جائے تاکہ ہم جلد یہاں ایک خوبصورت مسجد دیکھ سکیں اور علاقے کے لوگوں کو دکھا سکیں کہ جماعت احمدیہ کا قول اور فعل ایک ہے کہ جو وہ کہتی ہے وہ کرتی ہے۔ ہماری مساجد جب تعمیر ہوتی ہیں تو اس وقت ہمارے پروگراموں اور باتوں سے علاقہ کے لوگوں کو اسلام کی حسین تعلیم کا پتہ لگ رہا ہوتا ہے۔ پس جب یہاں مسجد بنے گی تو وہ یہاں علاقے کے لوگوں کے لئے تعارف کا ایک ذریعہ بنے گی۔ یہ ان لوگوں کو یہ بتانے کا ذریعہ بنے گی کہ اسلام کی تعلیم امن، صلح، بھائی چارے اور آشتی کی تعلیم ہے نہ کہ وہ تعلیم جس پر بعض مسلمان گروپ عمل کر رہے ہیں یا اس کے بارہ میں ہم اخباروں میں سنتے ہیں۔ چند گروپوں کا، ایک چھوٹے ٹولہ کا یا خود غرض اور مفاد پرست لوگوں کے عمل کو ہرگز اسلام کی تعلیم نہیں کہا جاسکتا۔

اسلام کی تعلیم، قرآن کریم کی تعلیم ہے اور قرآن کریم شروع سے آخر تک اس تعلیم سے بھرا ہوا ہے کہ اپنے ایک پیدا کرنے والے کا حق ادا کرو، اس کی عبادت کرو، حقوق العباد ادا کرو، دوسرے لوگوں کے حقوق ادا کرو تا کہ یہ معاشرہ محبت اور بھائی چارے کا معاشرہ بنے۔

حضور انور نے فرمایا: اسلام کی خوبصورت تعلیم کو قرآن کریم نے یوں بیان فرمایا ہے کہ دین میں کوئی جبر نہیں، کوئی سختی نہیں، ہر شخص آزاد ہے۔ اپنے مذہب کے معاملے میں آزاد ہے اور یہ بھی بتا دیا کہ اسلام کی تعلیم وہ خوبصورت تعلیم ہے کہ اگر اس کو قبول کرو گے تو خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے والے بنو گے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج جماعت احمدیہ وہ نمونے پیش کرتی ہے بہت سارے افراد آپ اس میں دیکھیں گے اور انشاء اللہ مسجد کی تعمیر کے بعد یہاں مزید بھی لوگوں کو نظر آئے گا۔ اب یہ آپ لوگوں کی ذمہ داری ہے کہ اپنے عمل سے مزید اس کو نکھار کر پیش کریں کہ اسلام کی تعلیم وہ خوبصورت تعلیم ہے جو دوسروں کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہے اور خدا تعالیٰ کے قریب لے جاتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: بعض لوگ اعتراض کر دیتے ہیں کہ اسلام شدت پسند ہے۔ اسلام جنگوں کی تلقین کرتا ہے حالانکہ تاریخ اسلام اس بات کی گواہ ہے کہ جنگ مسلمانوں پر ٹھونسی گئی۔ بارہ، تیرہ سال مسلمانوں نے صبر کا نمونہ دکھایا اور جب ہجرت کرنے کے بعد بھی ان پر زمین تنگ کی گئی تو تب اللہ تعالیٰ نے اپنے دفاع کے لئے مسلمانوں کو اجازت دی کہ تم اب جنگ کا جواب جنگ سے دے سکتے ہو۔ لیکن جو اجازت دی ہے اس میں بھی دیکھیں کہ کیا خوبصورت تعلیم تھی کہ اگر آج تم لوگوں کو دفاع کی اجازت نہ دی گئی اور بعض ظلم کرنے والوں کے ہاتھوں کو نہ روکا گیا تو پھر زمین پر نہ کوئی چرچ سلامت رہے گا نہ کوئی Synagogue سلامت رہے گا اور نہ کوئی عبادت خانہ سلامت رہے گا اور نہ کوئی مسجد، کیونکہ یہ لوگ جو مسلمانوں کو تنگ کرنے والے ہیں یہ اصل میں مذہب کے خلاف ہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کے دین کو، خدا تعالیٰ کی وحدانیت کو دنیا میں پھیلانے کے خلاف ہیں۔ پس یہ ضروری ہے کہ تم اس کا جواب دو تا کہ تم تمام مذاہب کے ماننے والوں کی حفاظت کرسکو۔ پس یہ ہے وہ اسلام کی خوبصورت تعلیم کہ نہ صرف اپنے مذہب کی حفاظت کرتا ہے، اپنی عبادت گاہوں کی حفاظت کرتا ہے بلکہ دوسرے مذاہب کی عبادت گاہوں کی بھی حفاظت کرتا ہے اور انشاء اللہ جب یہ مسجد تعمیر ہوگی آپ دیکھیں گے، اس علاقے کے لوگ بھی دیکھیں گے۔ اور آپ لوگ جو یہاں پر رہتے ہیں آپ کو پہلے سے بڑھ کر یہ دکھانا ہوگا کہ ہم محبت، پیار، امن کی تعلیم نہ صرف دیتے ہیں، نہ صرف منہ سے کہتے ہیں بلکہ عملاً جہاں بھی ہمیں کسی مذہب کے اور کسی عبادت خانے کے لئے حق اور صداقت کی آواز بلند کرنے کی ضرورت ہو ہم ضرور کرتے ہیں۔ کسی شخص کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ کسی مذہب والے کے عبادت خانے کو نقصان پہنچائے یا کسی مذہب والے کو برا کہے۔ جب اسلام کی طرف سے اپنے دفاع کے لئے جنگیں ہوئیں تب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی تعلیم دے کر اپنی فوجوں کو بھیجا کہ کسی عبادت خانے کو، کسی چرچ کو نقصان نہیں پہنچانا، کسی پادری کو، کسی راہب کو نقصان نہیں پہنچانا، کسی معصوم کو جو تمہارے خلاف جنگ نہیں کر رہا نقصان نہیں پہنچانا، کسی عورت اور بچے کو نقصان نہیں پہنچانا۔ غرض اسلام نے تمام وہ حقوق قائم کئے جو دنیا میں، معاشرے میں امن قائم کرنے کے لئے، محبت پھیلانے کے لئے اور انسانیت کے حقوق قائم کرنے کے لئے ضروری ہیں۔

پس ہماری مساجد اور جماعت احمدیہ اس بات کا نمونہ ہیں کہ ہم اس اسلامی تعلیم پر عمل کرنے والے ہیں اور جب ہماری مسجد بنتی ہے تو ایک نئے سرے سے اس کا اظہار شروع ہو جاتا ہے اور انشاء اللہ یہاں کے لوگ بھی دیکھیں گے کہ یہ اظہار احمدیوں کی طرف سے پہلے سے بڑھ کر ہوگا اور احمدیوں کو بھی میں کہتا ہوں کہ اپنی حالتوں میں پہلے سے بڑھ کر تبدیلی پیدا کریں اور اس کا اظہار اس علاقے کے لوگوں کے سامنے اس طرح کریں کہ وہ اسلام کی خوبصورت تعلیم کے گرویدہ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

خطاب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس جگہ تشریف لے گئے جہاں پروگرام کے مطابق مسجد منصور کا سنگ بنیاد رکھا جانا تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعاؤں کے ساتھ بنیادی اینٹ نصب فرمائی۔ بعد ازاں حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا العالی نے ایک اینٹ نصب فرمائی۔ اس کے بعد علی الترتیب درج ذیل احباب کو ایک ایک اینٹ رکھنے کی سعادت عطا ہوئی۔

مکرم امیر صاحب جرمنی عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب، میئر ڈاکٹر Schmeer صاحبہ، ممبر نیشنل اسمبلی، سابق وفاقی وزیر صحت Ulla Schmidt صاحبہ، خاکسار عبدالماجد طاہر ایڈیشنل وکیل التبشیر، حیدر علی ظفر صاحب مبلغ انچارج جرمنی، منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری، بشیر احمد صاحب (دفتر پرائیویٹ سیکرٹری)، مکرم حمید احمد کوثر صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان (درویشان قادیان کی نمائندگی میں)، محمد الیاس منیر صاحب ریجنل مبلغ جرمنی، چوہدری افتخار احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ، فیضان اعجاز صاحب نائب صدر دوم مجلس خدام الاحمدیہ، امۃ الحیٔ صاحبہ نیشنل صدر لجنہ اماء اللہ، داؤد مجوکہ صاحب نیشنل سیکرٹری امور خارجہ، چوہدری عظمت علی صاحب ریجنل امیر، بشیر احمد ڈوگر صاحب (صدر جماعت آخن)، عقیل احمد خان صاحب سیکرٹری تحریک جدید، صدیق احمد ڈوگر صاحب، خالد اقبال صاحب زعیم انصاراللہ آخن، اسامہ احمد صاحب قائد مجلس آخن، شاہدہ نواز صاحبہ صدر لجنہ آخن۔

آخر پر عزیزہ ثمینہ Tarar واقفہ نو اور عزیزم شیراز اختر واقف نو نے بھی ایک ایک اینٹ رکھی۔

سنگ بنیاد کی اس تقریب کے دوران احباب جماعت زیر لب رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْم کی دعا کا ورد کرتے رہے۔ آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا کروائی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گھوڑسواروں کے دستہ کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے ازراہ شفقت گفتگو فرمائی اور ان کا شکریہ ادا کیا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مارکی میں تشریف لے آئے جہاں مقامی جماعت نے چائے اور ریفریشمنٹ کا انتظام کیا ہوا تھا۔

مہمانوں سے ملاقات

آج کی اس تقریب میں ممبر پارلیمنٹ Ulla Schmidt صاحبہ (جو وفاقی وزیر صحت بھی رہ چکی ہیں)، علاقہ کی میئر Dr. Schmeer، ممبر صوبائی اسمبلی Karl Scholthies، لیبر یونین کے صدر Mathias Dopatka اور اس کے علاوہ لارڈ میئر کے انچارج دفتر، ممبر سٹی کونسل، شہر کی پروٹوکول آفیسر، وکیل اور بزرگ سیاستدان Heiner Merz (موصوف نے مسجد کی تعمیر کے حوالہ سے اہم کردار ادا کیا ہے) شامل تھے۔

ان سبھی مہمانوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے باری باری ان سبھی سے گفتگو فرمائی۔

اس تقریب کے موقع پر TV، ریڈیو اور اخبارات کے نمائندے بھی موجود تھے۔

ریفریشمنٹ اور مہمانوں سے ملاقاتوں کے پروگرام کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ شفقت لجنہ کی مارکی میں تشریف لے گئے جہاں خواتین نے شرف زیارت حاصل کیا اور بچیوں نے دعائیہ نظمیں اور ترانے پیش کئے۔ حضور انور نے ازراہ شفقت بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔ بعد ازاں لوکل مجلس عاملہ نے تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

یہاں سے روانگی سے قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تمام مرد احباب کو شرف مصافحہ سے نوازا اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

آخن شہر کے ٹاؤن ہال کا وزٹ

بعد ازاں پروگرام کے مطابق یہاں سے چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ٹاؤن ہال کے لئے روانہ ہوئے جہاں آخن شہر کی میئر اور اس کے سٹاف نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا استقبال کیا اور خوش آمدید کہا۔ میئر نے خود حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اس قدیم عمارت کے مختلف حصوں کا وزٹ کروایا اور ساتھ ساتھ جرمنی کے پرانے بادشاہوں اور سربراہوں کا تعارف کروایا جن کی تصاویر اور مجسمے وغیرہ دیواروں پر آویزاں تھے۔

آخن شہر میں یہ ہال جو آجکل ٹاؤن ہال کہلاتا ہے، یہ عمارت 14 ویں صدی میں بنائی گئی، کئی بار تباہ ہوئی اور پھر تعمیر کی گئی۔ اس جگہ کسی زمانہ میں کارل کا محل تھا جس کا مینار اب شہری ہال کا حصہ ہے۔ اس محل میں جرمن بادشاہوں کی رسم تاج پوشی ادا کی جاتی تھی۔ کارل اعظم 768ء میں بادشاہ بنا۔ یہ اسی کارل ماٹل کا پوتا تھا جس نے 732ء میں پیرس کے قریب عرب افواج کو شکست دے کر مسلمانوں کی سپین سے آگے یورپ میں پیش قدمی روکی تھی۔ یہ بادشاہ اسی شہر میں دفن ہے۔ آج بھی یورپ کے اتحاد کے لئے دیا جانے والا سالانہ انعام کارل کے نام سے منسوب ہے اور آخن میں دیا جاتا ہے۔

بیلجیئم کے لئے روانگی اور بیت السلام (برسلز) میں آمد

یہاں کے وزٹ کے بعد پانچ بجکر پندرہ منٹ پر برسلز (بیلجیئم) کے لئے روانگی ہوئی۔

پانچ بجکر چالیس منٹ پر جرمنی اور بیلجیئم کے بارڈر کے قریب ایک پارکنگ ایریا میں جماعت بیلجیئم سے آنے والے وفد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا استقبال کیا۔ بیلجیئم سے درج ذیل وفد حضور انور کے استقبال کے لئے یہاں پہنچا تھا۔

مکرم حامد محمود شاہ صاحب (امیر جماعت بیلجیئم)، میاں اعجاز احمد صاحب (جنرل سیکرٹری)، انور حسین صاحب (سیکرٹری تبلیغ)، زاہد محمود صاحب (سیکرٹری اشاعت، وقف جدید)، فرید یوسف صاحب (سیکرٹری صنعت و تجارت)، نعیم احمد شاہین صاحب (سیکرٹری وصایا)، منیر انجم صاحب (سیکرٹری وقف نو)، نورالدین صاحب (صدر جماعت ہاسلٹ) اور مکرم صدر صاحب خدام الاحمدیہ محمد اسماعیل خان صاحب (خدام کی سیکیورٹی ٹیم کے ساتھ) موجود تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گاڑی سے باہر تشریف لائے اور ان تمام احباب کو شرف مصافحہ سے نوازا۔ اس موقع پر جرمنی سے ساتھ آنے والے درج ذیل احباب نے بھی مصافحہ کی سعادت حاصل کی۔

مکرم امیر صاحب جرمنی عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب، مکرم حیدر علی ظفر صاحب مبلغ انچارج جرمنی، مکرم الیاس مجوکہ صاحب جنرل سیکرٹری، مکرم یحيٰ صاحب اسسٹنٹ جنرل سیکرٹری، مکرم فیضان احمد صاحب نائب صدر خدام الاحمدیہ اور خدام الاحمدیہ کی سیکیورٹی ٹیم نے اس موقع پر حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت بھی پائی۔

بعد ازاں یہاں سے پانچ بج کر 45 منٹ پر برسلز (بیلجیئم) کے لئے روانگی ہوئی اور قریباً ڈیڑھ گھنٹہ کے سفر کے بعد سوا سات بجے ''بیت السلام'' برسلز آمد ہوئی۔

جونہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گاڑی سے باہر تشریف لائے تو مکرم حافظ احسان سکندر صاحب مبلغ سلسلہ بیلجیئم نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور عزیزم ملک ذیشان ظفر نے حضور انور کی خدمت میں پھول پیش کئے اور عزیزہ شافعہ ردیدہ نے حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی خدمت میں پھول پیش کئے۔

اس موقع پر نیشنل مجلس عاملہ کے ممبران اور جماعتوں کے صدران کے علاوہ ہاسلٹ، انٹورپن، لیر، Liege، اور مقامی برسلز جماعت کے احباب مرد و خواتین اپنے پیارے آقا کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ سبھی نے اپنے ہاتھ ہلاتے ہوئے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور بچیوں نے دعائیہ نظمیں پیش کیں۔ حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور مشن ہاؤس کے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

برسلز میں غروب آفتاب نو بج کر 52 منٹ پر تھا۔ اس کے مطابق دس بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ)

خطبہ جمعہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کی بیعت کے بعض واقعات کا تذکرہ۔

یہ واقعات ان خاندانوں کے لئے بھی اہم ہیں جن کے یہ بزرگ تھے اور قابل تقلید نمونے ہیں اور صرف یہی نہیں بلکہ ہر آنے والے احمدی کے ایمان میں ترقی اور استقامت کا نمونہ ہیں۔ اس ذریعہ سے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کا بھی پتہ چلتا ہے جو ہمارے ایمان کو جلا بخشتا ہے۔

مکرم ہاشم سعید صاحب آف یوکے کی وفات۔ مرحوم کا ذکر خیر اور نماز جنازہ۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 24 ؍اگست 2012ء بمطابق 24 ظہور 1391 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

آج مَیں صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے بیعت کے واقعات پیش کروں گا۔ خاص طور پر عرب احمدیوں کی طرف سے اس بات کا اکثر مطالبہ اور اظہار ہوتا ہے کہ ہمیں صحابہ کے واقعات سنائیں کیونکہ اُن کے ہر واقعہ کے ساتھ ہمیں جہاں صحابہ کے اخلاص و وفا اور قربانیوں اور احمدیت قبول کرنے کے بعد مشکل حالات سے گزرنے کا پتہ چلتا ہے وہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی مجلس کی صحبت بھی میسر آ جاتی ہے۔ کسی بھی عنوان کے تحت کوئی بھی واقعہ ہو، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی سیرت کے اعلیٰ پہلو سامنے آ جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی مجالس کی کیفیت کا پتہ چلتا ہے۔ ہمارے سامنے یہ صحابہ بھی اس زمانے میں نمونہ ہیں، کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جو آخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ (الجمعۃ:4) کے براہِ راست اور حقیقی مصداق ہیں۔ اس زمانے میں ان لوگوں نے ہمارے لئے روحانی منازل کو طے کرنے کے راستے اپنا نمونہ قائم کر کے آسان کئے ہیں، یا پیش کئے ہیں۔

پس یہ واقعات اُن خاندانوں کے لئے بھی اہم ہیں جن کے یہ بزرگ تھے اور قابلِ تقلید نمونہ ہیں اور صرف یہی نہیں بلکہ ہر آنے والے احمدی کے ایمان میں ترقی اور استقامت کا نمونہ ہیں۔ اس لئے نومبائعین بھی خاص طور پر اس کا مطالبہ کرتے ہیں اور پھر جیسا کہ مَیں نے کہا اس ذریعہ سے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی سیرت کا بھی پتہ چلتا ہے جو ہمارے ایمان کو جلا بخشتا ہے۔

پہلی روایت حضرت نظام الدین صاحبؓ کی ہے۔ یہ پہلے بھی ایک دفعہ اَور رنگ میں بیان ہوئی تھی۔ کہتے ہیں کہ ہم اہلحدیث اپنے آپ کو متقی اور ہر ایک حرام اور جھوٹ سے پرہیز کرنے والا خیال کرتے تھے۔ ایک دفعہ مارچ کا مہینہ تھا۔ غالباً 1902ء کا ذکر ہے۔ ہم چند اہلحدیث جہلم سے لاہور بدیں غرض روانہ ہوئے کہ چل کر انجمن حمایت اسلام لاہور کا جلسہ دیکھیں جو سال کے سال ہوا کرتا تھا۔ ہم لاہور پہنچ کر جلسہ گاہ جا رہے تھے کہ پنڈال کے باہر دیوار کے ساتھ ایک مولوی صاحب کھڑے ہوئے وعظ فرما رہے تھے۔ ایک ہاتھ میں قرآنِ مجید تھا، دوسرے ہاتھ سے چھوٹے چھوٹے اشتہارات بانٹ رہے تھے اور منہ سے یہ کہتے جاتے تھے کہ مرزا نعوذ باللہ کوڑھی ہو گیا ہے اس لئے کہ نبیوں کی ہتک کرتا تھا اور خود کو عیسیٰ کہتا تھا۔ اور ساتھ ہی خدا تعالیٰ کی قسم اُٹھا کر یہی الفاظ مذکورہ بالا دہراتا جاتا تھا۔ کہتے ہیں ہم یہ سن کر حیران ہو گئے اور اپنے دل میں کبھی وہم بھی نہ گزرا تھا کہ کوئی شخص اس قدر بھی جرأت کر سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر جھوٹ بولتا ہے اور قرآنِ مجید اُٹھا کر جھوٹ بولتا ہے۔ کہتے ہیں ہم تین آدمی تھے۔ مَیں نے اس سے اشتہار لے لیا اور پڑھنے لگا۔ اس پر بھی یہی مضمون تھا کہ نعوذ باللہ مرزا کوڑھی ہو گیا، نبیوں کی ہتک کرتا تھا وغیرہ وغیرہ۔ میں نے اپنے ساتھیوں کو کہا کہ چلو قادیان چلیں۔ (اللہ تعالیٰ نے ان کو سیدھے راستے پر لانا تھا، بیعت کا موقع دینا تھا، تو یہ مولوی کا اعلان ہی تھا جو ان کے لئے قادیان جانے کا ذریعہ بن گیا) تا کہ مرزا صاحب کا حال آنکھوں سے دیکھ کر اپنے شہر کے مرزائیوں کو کہیں گے جو ہر روز ہمارے ساتھ گفتگو کرتے رہتے ہیں اور جو اعتراض ہمارے علماء کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ تمہارے چودھویں صدی کے علماء جھوٹ بولتے ہیں۔ (یعنی احمدی یہ کہتے ہیں۔) ہمارا بیان تو چشمدید ہوگا اور پھر ہم اس طرح احمدیوں کو خوب جھوٹا کریں گے۔ (کہتے ہیں) میرے ساتھیوں نے پہلے تو انکار کیا مگر میرے زور دینے پر پھر راضی ہو گئے۔ ہم تینوں لاہور سے سوار ہوئے۔ بٹالہ گئے اور وہاں سے عصر اور شام کے درمیان قادیان پہنچ گئے۔ مہمان خانہ میں گئے، مغرب کی نماز کا وقت قریب تھا تو مَیں نے کسی سے پوچھا کہ مرزا صاحب جہاں نماز پڑھتے ہیں وہ جگہ ہمیں بتاؤ کہ ہم اُن کے پاس کھڑے ہو کر اُن کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ ایک شخص شاید وہی تھا جس سے ہم نے پوچھا تھا میرے ساتھ ہو لیا اور وہ جگہ بتائی جہاں حضور کھڑے ہو کر نماز ادا کیا کرتے تھے۔ چونکہ وقت قریب ہی تھا مَیں وہیں بیٹھ گیا جہاں حضور نے میرے ساتھ داہنے ہاتھ آ کر کھڑا ہونا تھا، باقی دونوں دوست میرے داہنے ہاتھ کی طرف بیٹھ گئے۔ یہ مسجد حضور کے گھر کے ساتھ ہی تھی جس کو اب مسجد مبارک کہتے ہیں۔ یہ اُس وقت اتنی چھوٹی ہوتی تھی کہ بمشکل اس میں چھ یا سات صفیں لمبائی میں کھڑی ہو سکتی تھیں (یعنی چھ سات صفیں بنتی تھیں) اور ایک صف میں قریباً چھ آدمی سے زیادہ نہیں کھڑے ہو سکتے تھے، یعنی پینتیس چالیس آدمی کی جگہ تھی۔ کہتے ہیں چند منٹ کے بعد مغرب کی اذان ہوئی اور پھر چند منٹ بعد حضرت اقدس تشریف لے آئے۔ ہمارے قریب ہی دروازہ تھا اس میں سے حضور نکل کر میرے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم آگے کھڑے ہو گئے۔ مؤذن نے تکبیر شروع کر دی۔ تکبیر کے ختم ہونے تک مَیں نے حضور کے پاؤں سے لے کر سر تک سب اعضاء کو دیکھا۔ حتی کہ سرِ مبارک کے بالوں اور ریش مبارک کے بالوں پر جب میری نگاہ پڑی تو میرے دل کی کیفیت اور ہو گئی۔ مَیں نے دل میں کہا کہ الٰہی! اس شکل اور صورت کا انسان میں نے آج تک کبھی نہیں دیکھا۔ بال کیا تھے؟ جیسے سونے کی تاریں تھیں اور آنکھیں خوابیدہ، گویا ایک مکمل حیا کا نمونہ پیش کر رہی تھیں۔ ہاتھ اور پیروں کی خوبصورتی علیحدہ دل کو اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔ اسی عالم میں محو تھا کہ الٰہی یہ وہی انسان ہے جس کو ہمارے مولوی جھوٹا اور نبیوں کی ہتک کرنے والا بتاتے ہیں۔ میں اسی خیال میں غرق تھا کہ امام نے اللہ اکبر کہا اور نماز شروع ہو گئی۔ گو مَیں نماز میں تھا مگر جب تک سلام پھِرا مَیں اس حیرانی میں رہا کہ الٰہی! وہ ہمارا مولوی جس کی داڑھی بڑھی ہوئی اور شرعی طور پر لبیں تراشی ہوئیں، قرآنِ مجید کو ہاتھ میں لئے ہوئے قسمیں کھا رہا ہے اور سخت توہین آمیز الفاظ میں حضور کا نام لے لے کر کہہ رہا ہے کہ مرزا نعوذ باللہ کوڑھی ہو گیا۔ اسی خیال نے میرے دل پر شبہ اور شکوک کا ایک اور دریا پیدا کر دیا۔ کبھی تو دل کہتا کہ قرآن اٹھا کر اور خدا کی قسم کھا کر بیان کرنے والا کبھی جھوٹ کہہ سکتا ہے؟ (یعنی ایسا تصور ہی نہیں تھا کہ اُن کے مولوی کیا کچھ کہہ سکتے ہیں۔) شاید یہ شخص جو نماز میں کھڑا ہے مرزا نہ ہو کوئی اَور ہو۔ نئے آدمیوں کو دھوکہ دینے کے لئے ایسا کیا جاتا ہو۔ اور پھر جس وقت حضور کی صاف اور سادہ نورانی شکل سامنے آئی تو دل کہتا کہ کہیں وہ قسم اُٹھانے والا دشمنی کی وجہ سے جھوٹ نہ بول رہا ہو کہ لوگ سن کر قادیان کی طرف نہ جائیں۔ خیر نماز ہو گئی۔ حضور شاہ نشین پر بیٹھ گئے۔ اول تو آواز دی کہ مفتی صاحب ہیں تو آگے آ جاویں۔ جب مفتی صاحب آگے آئے تو پھر حضور نے فرمایا کہ مولوی صاحب کہاں ہیں؟ میں نے دیکھا کہ مولوی صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الاول مولوی نور الدین صاحب سب سے آخری صف میں سے اُٹھ کر تشریف لائے۔ حضور نے باتیں شروع کر دیں جو طاعون کے بارے میں تھیں۔ فرمایا ہم نے پہلے ہی لوگوں کو بتا دیا تھا کہ مَیں نے فرشتوں کو پنجاب میں سیاہ رنگ کے پودے لگاتے دیکھا اور پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا یہ طاعون کے درخت ہیں جو آئندہ موسم میں

پنجاب میں ظاہر ہونے والے ہیں۔ مگر لوگوں نے اس پر تمسخر کیا اور کہا کہ طاعون ہمیشہ سمندر کے کناروں تک رہی، اندر ملک میں وہ کبھی نہیں آئی۔ مگر اب دیکھو کہ وہ پنجاب کے بعض شہروں میں پھوٹ پڑی ہے۔ غرض عشاء تک حضور باتیں کرتے رہے۔ عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد حضور اندر تشریف لے گئے۔ ہم بھی آ کر سو رہے۔ آپس میں باتیں کرتے رہے کہ یہ کیا بھید ہے؟ ہمارا مولوی تو قرآن اُٹھا کر اور خدا کی قسم کھا کر کہتا تھا اور یہاں معاملہ برعکس نکلا۔ خیر صبح ہم لوگ اٹھے تو ارادہ یہ ہوا کہ مولوی نورالدین صاحب سچ بولیں گے، ان سے دریافت کرتے ہیں کہ یہی مرزا صاحب ہیں یا کوئی اَور۔ جب اُن کے مطب میں گئے تو ایک مولوی صاحب نے اعتراض پیش کیا کہ پہلے جتنے نبی ولی گزرے ہیں وہ تو کئی کئی فاقوں کے بعد بالکل سادہ غذا کھاتے تھے اور مرزا صاحب سنا ہے کہ پلاؤ زردہ بھی کھاتے ہیں۔ حضرت خلیفہ اوّلؓ نے ان کو جواباً کہا کہ مولوی صاحب! مَیں نے قرآنِ مجید میں زردہ اور پلاؤ کو حلال ہی پڑھا ہے۔ اگر آپ نے کہیں دیکھا ہے کہ حرام ہے تو بتادیں۔ اس مولوی نے تھوڑی دیر جو سکوت کیا تو مَیں نے جھٹ وہ اشتہار نکال کر مولوی صاحب کے آگے رکھا کہ ہمارا ایک مولوی قسم بھی قرآن کی اُٹھا کر کہتا تھا کہ مرزا نعوذ باللہ کوڑھی ہو گئے ہیں اور ہم کو جو بتایا گیا ہے کہ یہی مرزا صاحب ہیں وہ تو تندرست ہیں۔ آپ بتائیں کہ یہی مرزا صاحب ہیں جن کو ہم نے نماز میں دیکھا ہے یا کوئی اَور۔ تو خلیفہ اوّلؓ نے بھی جھٹ جیب میں ہاتھ ڈال کر وہی اشتہار نکال کر بتلایا کہ دیکھو ہم کو تمہارے مولویوں نے یہ اشتہار روانہ کیا ہے۔ اب یہ مرزا ہے اور وہ تمہارے مولوی جس نے قرآن ہاتھ میں پکڑ کر جھوٹ بولا۔ جس کو چاہو سچا مان لو۔ بس پھر کیا تھا میرے آنسو نکل گئے۔ مَیں نے دل میں کہا کہ کمبخت اب بھی تُو بیعت نہ کرے گا۔ واقعی یہ مولوی زمانے کے دجّال ہیں۔ ہم تینوں نے ظہر کے وقت حضور کی خدمت میں عرض کی کہ ہم کو بیعت میں لے لیں۔ حضور نے کہا جلدی مت کرو۔ کچھ دن ٹھہرو۔ ایسا نہ ہو کہ پھر مولوی تم کو پھسلاویں اور تم زیادہ گناہگار ہو جاؤ۔ مَیں نے رو رو کر عرض کی کہ حضور! مَیں تو اب کبھی پھسلنے کا نہیں۔ خیر دوسرے روز ہم تینوں نے بیعت کر لی اور گھر واپس آ گئے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ (غیر مطبوعہ) رجسٹر نمبر 5 صفحہ 45 تا 49۔ روایت حضرت نظام الدین ٹیلر صاحبؓ)

حضرت میاں عبدالعزیز صاحبؓ کی روایت ہے کہ ’’جب 1891ء میں میری تبدیلی حلقہ سیکھواں میں ہوئی اور میاں جمال الدین صاحب اور میاں امام الدین صاحب و میاں خیر دین صاحب سے واقفیت ہوئی تو انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا دعویٰ مسیحیت اور مہدویت کا ذکر کیا تو چونکہ میرے دل میں حضور کی نسبت کوئی بغض اور عداوت نہ تھا، مَیں نے اُن کے کہنے کو بُرا نہ منایا۔ صرف یہ خیال آیا کہ مولوی لوگ کیوں ایسا کہتے ہیں؟ اس کی وجہ بھی یہ تھی کہ خاکسار کے آباؤ اجداد اکثر مولوی لوگوں سے بوجہ اپنے دیندار ہونے کے محبت رکھا کرتے تھے اور یہی وجہ خاکسار کی بھی مولویوں سے ان کی بات ماننے کی تھی۔ کہتے ہیں انہوں نے (یعنی میاں امام دین وغیرہ نے) جب مجھے کتاب ازالہ اوہام دیکھنے کو دی تو مَیں نے کتاب دیکھنے سے پہلے دعا کی کہ خداوندا! مَیں بالکل نادان اور بے علم ہوں۔ تیرے علم میں جو حق ہے اُس پر میرے دل کو قائم کر دے۔ یہ دعا ایسی جلد قبول ہوئی کہ جب مَیں نے ازالہ اوہام کو پڑھنا شروع کیا تو اس قدر دل کو اطمینان اور تسلی شروع ہوئی کہ حضور کی صداقت میں کوئی شک و شبہ باقی نہ رہا اور زیادہ سے زیادہ ایمان بڑھتا گیا۔ اور جب پھر مَیں پہلی بار قادیان میں حضور کی زیارت کو میاں خیر الدین کے ساتھ آیا اور حضور کی زیارت کی تو میرے دل نے ایسی اطمینان اور تسلی کی شہادت دی کہ یہ شکل جھوٹ بولنے والی اور فریب والی نظر نہیں آتی۔ چنانچہ اُسی وقت مَیں نے میاں خیر الدین صاحب کو کہا کہ اوّل تو مَیں نے حضور کی نسبت کوئی لفظ بے ادبی اور گستاخی کا کبھی نہیں کہا اور اگر خدانخواستہ کبھی ایسا ہو گیا ہو تو مَیں توبہ کرتا ہوں۔ یہ شکل جھوٹ بولنے والے کی نہیں‘‘۔

(رجسٹر روایات صحابہ (غیر مطبوعہ) رجسٹر نمبر 5 صفحہ 69۔ روایت حضرت میاں عبدالعزیز صاحبؓ)

اور یہی پھر ان کی بیعت کا ذریعہ بن گئی۔ اصل چیز یہی نیک نیتی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگی جائے اور اسی کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بارہا ارشاد فرمایا ہے کہ میری کتابیں نیک نیتی سے پڑھو۔ پڑھتے تو یہ مولوی لوگ بھی ہیں لیکن اعتراض کرنے کے لئے اور ان کے ذہنوں میں سوائے گندی ذہنیت کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ جب قرآن کریم بھی یہ دعویٰ کرتا ہے، اعلان کرتا ہے کہ اس کی سمجھ پاک ہونے والوں کو ہی آئے گی تو پھر باقی اور کسی کتاب کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے۔ بہر حال ان مولویوں کا یہ حال جو آج سے سو سال پہلے یا ڈیڑھ سو سال پہلے یا ہمیشہ سے تھا وہ آج بھی ہے۔

حضرت ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ’’میری عمر قریباً اٹھارہ یا انیس برس کی تھی جبکہ دسمبر 1903ء میں خواب میں مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی زیارت کی۔ اس سے پہلے مَیں نے حضور کو کبھی نہیں دیکھا تھا۔ حضور نے دریافت فرمایا کہ تم کس کے مرید ہو؟ مَیں نے عرض کیا کہ جناب! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرید ہوں۔ اس کے بعد مجھے آئینہ کمالاتِ اسلام اور تریاق القلوب پڑھنے کا اتفاق ہوا جن کے مطالعہ سے میری طبیعت کا رجوع سلسلہ احمدیہ کی طرف ہوا۔ 1906ء میں مَیں نے استخارہ کیا۔ گوجرہ ضلع لائل پور میں میری ملازمت تھی۔ صبح کی نماز کے بعد مجھے کشفی طور پر عین بیداری کی حالت میں سیڑھیاں دکھائی گئیں۔ ہر ایک سیڑھی پر بورڈ لگا ہوا تھا۔ آخری سیڑھی کے درمیان سرخ زمین پر سفید لفظوں میں ایک بورڈ نظر آیا جس پر موٹے حروف میں لکھا ہوا تھا۔ ’’مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود‘‘۔ (کہتے ہیں) ستمبر 1907ء میں رعیہ ضلع سیالکوٹ میں اپنے سُسر کو ملنے گیا جہاں وہ جمعدار تحصیل تھے، میری ملاقات مکرمی حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب مرحوم انچارج ہسپتال رعیہ سے ہوئی۔ اُن کے ہمراہ میں قادیان گیا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی ظہر کی نماز کے وقت زیارت کی۔ جو حلیہ حضور کا 1903ء کی خواب میں مَیں نے دیکھا تھا، وہ حلیہ اُس وقت تھا اور کپڑے بھی ویسے تھے‘‘۔ پس یہ چیز پھر بیعت کا باعث بن گئی۔

(رجسٹر روایات صحابہ (غیر مطبوعہ) رجسٹر نمبر 1 صفحہ 33۔ روایت حضرت ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحبؓ)

حضرت ملک عمر خطاب صاحبؓ ساکنہ خوشاب بیان کرتے ہیں کہ ’’خاکسار جب سنِ بلوغت کو پہنچا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا دعویٰ ماموریت من اللہ سننے میں آیا۔ شوق پیدا ہوا کہ جس قدر جلدی ہو سکے خدمت میں پہنچ کر بیعت کا شرف حاصل کرے۔ بفضل ایزدی سال 1905ء میں اپنے دلی ارادے کے ماتحت قادیان پہنچا۔ ایک چھوٹی سی بستی اور کچی دیواروں کا مہمان خانہ اور چند طالبعلموں کا درس جس کی تدریس مولانا حضرت حکیم نورالدین اعظم رضی اللہ عنہ کر رہے تھے، نظر سے گزرے۔ یہ قادیان کا نقشہ کھینچ رہے ہیں۔ چھوٹی بستی ہے، کچی دیواروں کا مہمان خانہ ہے، چند طالبعلم ہیں اور اُس وقت حضرت مسیح موعود کا دعویٰ پہنچا۔ (کہتے ہیں اس قدر دعویٰ اور موجودہ بستی پر حیرانگی کا ہونا ممکنات سے تھا۔ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اس قدر بڑا دعویٰ ہے اور بستی کی یہ حالت ہے۔ اس پر حیرانگی ہوئی۔ یہ تو ظاہر ہے حیرانگی ہونی تھی کیونکہ یقین نہیں آ سکتا تھا۔ لیکن کہتے ہیں) مگر باوجود اس کے قلب صداقت پر شاہد تھا۔ ساری چیزیں دیکھنے کے باوجود اس بات پر یقین ہو رہا تھا کہ یہ جو دعویٰ ہے وہ ضرور سچا ہے۔ کہتے ہیں کہ لبیک کہتے ہوئے بغیر ملنے مولوی صاحب موصوف کے جو ہم وطن تھے (یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے) ایک عریضہ حضور کی خدمت میں اندر بھیجا۔ اُس میں عرض ہوا کہ حضور باہر تشریف لائیں، بیعت کرنی ہے۔ (یہ لکھا کہ حضور باہر تشریف لائیں۔ مَیں نے بیعت کرنی ہے) اور آج ہی واپس جانا ہے۔ حضور نے تحریری جواب بھیجا کہ وسمہ لگایا ہوا ہے۔ ابھی ایک بجے اذان ہوگی۔ مسجد مبارک میں آ جاؤں گا۔ اسی اثنا میں دو شخص قوم سکھ مہمان خانے میں دوڑتے ہوئے آ گئے۔ وہاں سوائے خاکسار کے اور کوئی نہ تھا۔ کہنے لگے حجام کو جلدی بلوا دیں۔ کیس کٹوانے ہیں۔ یعنی اپنے بال کٹوانے ہیں اور بیعت کرنی ہے۔ خاکسار نے ناواقفی کا اظہار کیا۔ حجام کا ملنا بہت مشکل تھا۔ اس آمد کی اطلاع بھی حضور کو خاکسار نے بذریعہ عریضہ بھیجی۔ حضور نے اس پر بھی مندرجہ بالا جواب دیا۔ خاکسار نے اُن کی گھبراہٹ کی نسبت دریافت کیا تو انہوں نے بتلایا کہ ہم دونوں بھائی قادیان کے نزدیک رہنے والے ہیں اور چھاؤنی میاں میر فوج میں ملازم ہیں۔ باپ کے بیمار ہونے پر گھر آئے۔ اُن کو سخت تکلیف ہو رہی تھی۔ سکھ قوم کے ایک بزرگ نے ہمارے باپ کو کہا کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھو تا کہ تمہاری جان بحق ہو۔ ہمارے باپ نے ایسا ہی کیا اور جان بحق ہو گئے۔ ہم پر اس کا یہ اثر ہوا کہ بجائے اخیر وقت کے پہلے اس کلمہ کو پڑھ لینا چاہئے۔ مرزا صاحب نے دعویٰ کیا ہوا تھا۔ دوسرے دن (ان سکھوں نے) مستورات کو اپنے ارادے کے ساتھ ملانے کے لئے کہا۔ مگر انہوں نے شور مچا دیا۔ قوم سکھ جمع ہو گئی۔ ہم نے اُن سے قادیان کی طرف فرار اختیار کیا۔ وہ ڈانگ سوٹا لئے ہمارے تعاقب کو آ رہے ہیں۔ جلدی کی ضرورت ہے۔ (خیر کہتے ہیں) اس اثنا میں اذان ہو گئی۔ خاکسار مع ان کے مسجد مبارک پہنچا۔ چھوٹی سی مسجد اس قدر بھری ہوئی تھی کہ تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ (یہ دونوں سکھ بھائیوں کا واقعہ انہوں نے بیان کیا ہے اس کے بارہ میں مَیں نے کہا ہے کہ تحقیق کرکے پتہ کریں یہ کون تھے اور پھر احمدی ہوئے بھی کہ نہیں، بہر حال انہوں نے اپنے واقعہ میں یہ لکھا ہے۔ کہتے ہیں کہ جب ہم مسجد پہنچے ہیں تو کہیں جگہ نہیں تھی۔) جوتیوں میں حیران کھڑا ہو گیا۔ واقفیت بھی کسی سے نہ تھی۔ معاً حضرت صاحب نے محراب والا دروازہ کھولا اور لوگ کھڑے ہو گئے۔ خاکسار لوگوں کی ٹانگوں سے گزرتا ہوا حضور کے آگے جا کھڑا ہوا۔ حضور بیٹھ گئے۔ خاکسار حضور کے آگے بیٹھ گیا۔ حضور نے پوچھا تم کون ہو؟ عرض کیا بیعت کے لئے آیا ہوں۔ عریضہ خاکسار نے بھیجا تھا۔ مولوی صاحب نے دیگر لوگوں کے لئے جو خاکسار سے پہلے بیعت کے لئے بیٹھے تھے، بیعت کرنے کو عرض کی۔ حضور نے خاکسار کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ہاتھ پر رکھ لیا اور فرمایا کہ اس بچے پر ہاتھ رکھو۔ چنانچہ حضور کے حکم کے مطابق سب نے خاکسار کی پشت پر ہاتھ رکھا۔ بیعت ہوئی۔ حضور نے دعا کی۔ پھر نماز ہوئی۔

(رجسٹر روایات صحابہ (غیر مطبوعہ) رجسٹر نمبر 3 صفحہ 53 تا 55۔ روایت حضرت ملک عمر خطاب صاحبؓ)

حضرت رحمت اللہ صاحبؓ احمدی پنشنر بیان کرتے ہیں کہ ’’حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام

نے چند ماہ لدھیانہ میں قیام فرمایا۔ میری عمر اُس وقت قریباً سترہ اٹھارہ برس کی ہوگی اور طالبعلمی کا زمانہ تھا۔ مَیں حضور کی خدمتِ اقدس میں گاہے بگاہے حاضر ہوتا۔ مجھے وہ نور جو حضور کے چہرہ مبارک پر ٹپک رہا تھا نظر آیا جس کے سبب سے میرا قلب مجھے مجبور کرتا کہ یہ جھوٹوں کا منہ نہیں ہے، مگر گردونواح کے مولوی لوگ مجھے شک میں ڈالتے۔ اسی اثنا میں حضور کا مباحثہ مولوی محمد حسین بٹالوی سے لدھیانہ میں ہوا جس میں مَیں شامل تھا۔ اس کے بعد خدا نے میری ہدایت کے لئے ازالہ اوہام کے ہر دو حصے بھیجے۔ وہ سراسر نور و ہدایت سے لبریز تھے۔ خدا جانتا ہے کہ مَیں اکثر اوقات تمام رات نہیں سویا۔ اگر کتاب پر سر رکھ کر غنودگی ہوگئی تو ہو گئی، ورنہ کتاب پڑھتا رہا اور روتا رہا کہ خدایا یہ کیا معاملہ ہے کہ مولوی لوگ کیوں قرآنِ شریف کو چھوڑتے ہیں، (تقویٰ ہو تو پھر انسان اس حالت میں کتاب پڑھتا ہے) کہتے ہیں خدا جانتا ہے کہ میرے دل میں شعلہ عشق بڑھتا گیا۔ مَیں نے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کو لکھا کہ حضرت مرزا صاحب عیسیٰ علیہ السلام کی وفات تیس آیات سے ثابت کرتے ہیں۔ آپ براہ مہربانی حیات کے متعلق جو آیات اور احادیث ہیں تحریر فرما دیں، اور ساتھ جو تیس آیات قرآنی جو حضرت مرزا صاحب لکھتے ہیں کی تردید فرما کر میرے پاس بھجوا دیں، میں شائع کروا دوں گا۔ جواب آیا کہ آپ عیسیٰ کی حیات و ممات کے متعلق حضرت مرزا صاحب یا اُس کے مریدوں سے بحث مت کریں کیونکہ اکثر آیات وفات ملتی ہیں، یہ مسئلہ اختلافی ہے۔ اس امر پر بحث کرو کہ مرزا صاحب کس طرح مسیح موعود ہیں؟ (اس پر بحث نہ کرو کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے یا زندہ ہیں، اس پر بحث کرو کہ مرزا صاحب کس طرح مسیح موعود ہیں؟ کیونکہ قرآنِ کریم تو وفاتِ مسیح کی تائید کرتا ہے۔ کہتے ہیں مَیں نے) جواب میں عرض کیا کہ اگر حضرت عیسیٰ فوت ہوگئے ہیں تو حضرت مرزا صاحب صادق ہیں۔ جواب ملا کہ آپ پر مرزا صاحب کا اثر ہوگیا ہے، مَیں دعا کروں گا۔ (کہتے ہیں) جواب میں مَیں نے عرض کیا کہ آپ اپنے لئے دعا کریں۔ آخر مَیں آستانہ الوہیت پر گرا اور میرا قلب پانی ہو کر بہہ نکلا۔ گویا مَیں نے عرش کے پائے کو ہلا دیا۔ (عرض کی) خدایا مجھے تیری خوشنودی درکار ہے۔ مَیں تیرے لئے ہر ایک عزت کو نثار کرنے کو تیار ہوں اور ہر ایک ذلت کو قبول کروں گا۔ تو مجھ پر رحم فرما۔ تھوڑے ہی عرصے میں مَیں اس ذات کی قسم کھاتا ہوں جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ بوقتِ صبح قریباً چار بجے پچیس دسمبر 1893ء بروز سوموار جناب سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ تفصیل اس خواب کی یہ ہے کہ خاکسار موضع بیرمی میں نماز عصر کا وضو کر رہا تھا (یہ خواب کی تفصیل بتا رہے ہیں)۔ کسی نے آ کر مجھے کہا کہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم آئے ہوئے ہیں اور اسی ملک میں رہیں گے۔ مَیں نے کہا کہاں؟ اُس نے کہا یہ خیمہ جات حضور کے ہیں۔ میں جلد نماز ادا کر کے گیا۔ حضور چند اصحاب میں تشریف فرما تھے۔ بعد سلام علیکم مجھے مصافحہ کا شرف بخشا گیا۔ میں باادب بیٹھ گیا۔ حضور، یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عربی میں تقریر فرما رہے تھے۔ خاکسار اپنی طاقت کے موافق سمجھتا تھا اور پھر اردو بولتے تھے۔ فرمایا میں صادق ہوں۔ میری تکذیب نہ کرو۔ وغیرہ وغیرہ۔ مَیں نے کہا اٰمَنَّا وَ صَدَّقنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہ۔ تمام گاؤں مسلمانوں کا تھا مگر کوئی نزدیک نہیں آتا تھا۔ مَیں (خواب میں) حیران تھا کہ خدایا یہ کیا ماجرا ہے۔ آج مسلمانوں کے قربان ہونے کا دن تھا، گویا حضور کا ابتدائی زمانہ تھا، گو مجھے اطلاع دی گئی کہ حضور اسی ملک میں تشریف رکھیں گے مگر حضور نے کوچ کا حکم دیا۔ میں نے رو کر عرض کی کہ حضور جاتے ہیں۔ مَیں کس طرح مل سکتا ہوں؟ میرے شانہ پر حضور نے اپنا دستِ مبارک رکھ کر فرمایا۔ گھبراؤ نہیں ہم خود تم کو ملیں گے۔ اس خواب کی تفہیم ہوئی کہ حضرت مرزا صاحب رسولِ عربی ہیں۔ مجھے فعلی رنگ میں سمجھایا گیا۔ مَیں نے بیعت کا خط لکھ دیا مگر بتاریخ 23 دسمبر 1898ء بروز منگل قادیان حاضر ہو کر بعد نماز مغرب بیعت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ خدا کے فضل نے مجھے وہ استقامت عطا فرمائی کہ کوئی مصائب مجھے تزلزل میں نہیں ڈال سکے اور یہ سب حضور کی صحبت کا طفیل تھا جو بار بار حاصل ہوئی اور ان ہاتھوں کو حضور کی مٹھیاں بھرنے کا یعنی دبانے کا فخر ہے۔ گو مجھے اعلان ہونے پر رنگارنگ کے مصائب پہنچے مگر خدا نے مجھے محفوظ ہی نہیں رکھا بلکہ اس نقصان سے بڑھ کر انعام عنایت کئے اور میرے والد اور بھائی اور قریبی رشتہ دار احمدی ہوگئے، الحمد للہ۔ لکھتے ہیں کہ اگر طوالت کا خوف نہ ہو تو مَیں چند واقعے اور تحریر کرتا اور یہ امر بھی قابلِ ذکر ہے کہ درود تاج احمدی ہونے کے بعد بھی پڑھا کرتا تھا۔ یہ بھی درود کی ایک قسم ہے۔ انہوں نے جو مختلف جو دُرود بنائے ہوئے ہیں۔ میرے استاد مولوی عبدالقادر صاحب لدھیانوی میرے بعد احمدی ہوگئے تھے۔ مجھے منع فرماتے تھے کہ شرک ہے۔ مت پڑھا کرو۔ مَیں نے کہا کہ مسیح موعود سے کہلا دو پھر چھوڑ دوں گا۔ اتفاقاً کسی جلسہ سالانہ پر خاکسار اور مولوی صاحب بھی موجود تھے۔ حضور ہوا خوری کے لئے، سیر کے لئے نکلے، مولوی صاحب نے اس موقع پر عرض کیا کہ حضور! منشی رحمت اللہ صاحب درود تاج پڑھتے ہیں، مَیں نے منع کیا کہ یہ شرک ہے۔ حضور نے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ کیا ہے؟ درود تاج پڑھو۔ (مجھے بتاؤ یہ کونسا درود ہے جو تم پڑھتے ہو؟) مَیں نے پڑھ کر سنایا۔ فرمایا اس میں تو شرک نہیں۔ مولوی صاحب نے عرض کیا کہ اس میں یہ الفاظ ہیں۔ دَافِعُ الْبَلَآءِ وَالْوَبَآءِ وَالْقَحْطِ وَالْمَرَضِ وَالْاَلَم۔ تو حضور نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ کو لوگوں نے سمجھا نہیں۔ اس میں کیا شک ہے کہ حضور کا نام دَافِعُ الْبَلَآءِ وَالْوَبَآءِ ہے۔ بہت لمبی تقریر فرمائی۔ مولوی صاحب خوش ہوگئے اور فائدہ عام کے لئے تحریر کیا گیا۔ (پھر بعد میں مضمون لکھا)۔

(رجسٹر زروایات صحابہ (غیر مطبوعہ) رجسٹر نمبر 3 صفحہ 58 تا 60۔ روایت حضرت رحمت اللہ صاحبؓ)

حضرت سید محمود عالم صاحب بیان کرتے ہیں کہ 1903ء میں میرے بڑے بھائی سید محبوب عالم پٹنہ شہر میں کسی طرف جا رہے تھے کہ دو شخص یہ کہتے ہوئے گزر گئے کہ پنجاب میں کسی شخص نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ بھائی صاحب کو بچپن سے قرآنِ شریف سے محبت ہے۔ اس لئے یہ سن کر حیران سے رہ گئے کہ پوچھوں تو کس سے پوچھوں کہ دعویٰ کیا ہے؟ کہنے والے تو چلے گئے۔ شاید اسٹیشن ماسٹر کو معلوم ہو۔ چنانچہ اُن کا خیال درست نکلا۔ (سٹیشن ماسٹر کے پاس گئے۔) نام پتہ وغیرہ دریافت کر کے مکان پر آئے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک خط لکھا کہ مجھے آپ کے حالات معلوم نہیں۔ صرف نام سنا ہے۔ اگر براہِ کرم اپنی تصانیف بھیج دیا کریں تو پڑھ کر واپس کر دیا کروں گا۔ چنانچہ مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتابیں بھجواتے رہے اور بھائی صاحب پڑھ پڑھ کر واپس کرتے رہے۔ لوگوں نے اُسی وقت سے مخالفت شروع کر دی مگر بھائی صاحب نے استقلال سے کام لیا اور کچھ عرصہ بعد بیعت کر لی۔ مَیں نے بھی کچھ عرصے بعد بھائی صاحب کے ذریعے کتابیں پڑھیں اور بیعت کر لی۔ احمدیت سے کچھ عرصہ پہلے یعنی احمدیت قبول کرنے سے پہلے مَیں شہر سے گھر گیا۔ اور اتفاق سے والد صاحب کے ساتھ سویا۔ خواب میں والد صاحب کو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تیرا یہ لڑکا جو تیرے ساتھ سویا ہوا ہے۔ بہت بڑا وکیل ہوگا۔ لیکن جب احمدی ہوگیا تو اُس وقت والد صاحب سے کہا کہ آپ کے خواب کی تعبیر میرا احمدی ہونا تھا۔ (تب مَیں نے والد صاحب کو کہا۔ آپ نے جو خواب میں بڑا آدمی دیکھا تھا یہ اس طرح پوری ہوئی ہے۔) کہتے ہیں کہ ابھی دو سال کی متواتر اور خطرناک بیماری سے (کچھ عرصہ بعد یہ بیمار ہوگئے اور بڑا لمبا عرصہ دو سال کے قریب بیماری چلی، اور خطرناک بیماری تھی۔ کہتے ہیں) پوری طرح صحت یاب بھی نہیں ہوا تھا کہ قادیان جانے کا شوق بلکہ جنون پیدا ہوا۔

اے محبت عجب آثار نمایاں کردی زخم و مرہم براہِ یار تو یکساں کردی

(کہ محبت نے ایسے آثار نمایاں کئے ہیں کہ یار کی محبت میں زخم اور مرہم برابر ہوگئے ہیں۔ کہتے ہیں کہ) بھائی صاحب نے اصرار کیا کہ قادیان میں خزانہ نہیں رکھا ہوا۔ (جب مَیں نے قادیان جانے کا ارادہ کیا تو انہوں نے کہا کہ وہاں خزانہ نہیں ہے اس لئے اگر تم نے جانا ہی ہے تو) کم از کم میٹرک کا امتحان پاس کر کے جانا تاکہ وہاں تکلیف نہ ہو۔ والدین غیر احمدی تھے، اُن سے تو کوئی امید نہیں تھی۔ الغرض کسی نے زادِ راہ نہیں دیا۔ نہ بھائی مانا نہ والدین سے لے سکا۔ بیماری کی وجہ سے میرا جسم بہت ہی کمزور اور ضعیف ہو رہا تھا۔ مجھ میں دو چار میل بھی چلنے کی طاقت نہ تھی۔ بلکہ کہا جا سکتا ہے کہ ایک میل چلنے کی بھی طاقت نہ تھی مگر خدا تعالیٰ نے دل میں جوش ڈالا اور پیدل سفر کرنے کے لئے تیار ہوگیا۔ اُس وقت میں پٹنہ میں تھا۔ چلتے وقت لوگوں نے مشورہ دیا کہ والدین سے مل کر جاؤ۔ میں نے انکار کر دیا کہ ممکن ہے والدہ کی آہ و فریاد سے میری ثباتِ قدمی جاتی رہے اور قادیان جانے کا ارادہ ترک کر دوں۔ بہرحال چلا اور چلا۔ چلتے وقت ایک کارڈ حضرت مسیح موعودؑ کو لکھ دیا کہ میرے لئے دعا کی جائے۔ میرے حالاتِ سفر یہ ہیں۔ (پیسہ پاس نہیں، کمزور صحت لیکن مَیں نے سفر کا ارادہ کر لیا۔) مَیں بہت کمزور اور نحیف ہوں اور ایک کارڈ بھائی صاحب کو لکھا کیونکہ اس وقت وہ دوسری جگہ پر تھے کہ میں جا رہا ہوں۔ اگر قادیان پہنچا تو خط لکھوں گا۔ اور اگر راستے میں مر گیا تو میری نعش کا کسی کو بھی پتہ نہ لگے گا۔ (کہتے ہیں) مَیں نے سفر کے لئے احتیاطی پہلو اختیار کر لئے تھے۔ ریلوے لائن کا نقشہ رکھ لیا تھا۔ جلدی جلدی چند درسی کتب فروخت کر کے کچھ پیسے رکھ لئے تھے۔

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths

Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)

- Asylum & Immigration
- New Point Based System
- Settlement Applications (ILR)
- Post Study Work Visa
- Nationality & Travel Documents
- Human Rights Applications
- High Court of Appeals

قانونی مشاورت برائے اسائلم

- Switching Visas
- Over Stayers
- Legacy Cases
- Work Permits
- Visa Extensions
- Judicial Reviews
- Tribunal Appeals

HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666   02086 721 738

24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062

Same Day Visa Service
Email: law786@live.com

RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

(کہتے ہیں) مَیں کمزور بہت تھا اور مسافت دور کی تھی۔ اس لئے پچاس ساٹھ میل تک ریل کا سفر کیا تاکہ اگر صحت کی کمزوری کی وجہ سے مَیں نے کمزوری دکھائی تو لَوٹنے کی ہمت نہ ہو۔ (کیونکہ پھر ساٹھ ستر میل کا فاصلہ ہو چکا ہوگا اور لَوٹنے کی ہمت نہیں ہوگی۔ پھر بجائے واپس آنے کے آگے ہی آگے چلتا رہوں گا۔ (کہتے ہیں) مَیں اس سفر میں تیس تیس میل روزانہ چلتا رہا۔ جہاں رات ہوتی ٹھہر جاتا، کبھی سٹیشن پر اور کبھی گمٹیوں میں۔ پاؤں کے دونوں تلوے زخمی ہو گئے تھے۔ (یہ دعا کرتا تھا) خدایا آبرو رکھیو میرے پاؤں کے چھالوں کی۔ جب رات بسر کرنے کے لئے کسی جگہ ٹھہرتا تو شدتِ درد کی وجہ سے پاؤں اپنی جگہ سے ہلا نہیں سکتا تھا۔ صبح ہوتی نماز پڑھتا اور چلنے کے لئے قدم اُٹھاتا تو پاؤں اپنی جگہ سے ہلتے نہیں تھے۔ باہزار دشواری انہیں حرکت دیتا اور ابتدا میں بہت آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتا اور چند منٹ بعد اپنی پوری رفتار میں آ جاتا۔ پاؤں جوتا پہننے کے قابل نہیں رہے تھے کیونکہ چھالوں سے پُر تھے بلکہ چمڑہ اُتر کر صرف گوشت رہ گیا تھا (لیکن قادیان جانے کا شوق تھا اس لئے چلتے چلے جا رہے تھے۔ کہتے ہیں) کہ اس لئے کبھی روڑے اور کبھی ٹھیکریاں چبھ چبھ کر بدن کو لرزا دیتی تھیں۔ کبھی ریل کی پٹڑی پر چلتا اور کبھی عام شاہراہ پر اُتر آتا۔ بڑے بڑے ڈراؤنے راستوں سے گزرنا پڑا۔ ہزاروں کی تعداد میں بندروں اور سیاہ منہ والے لنگوروں سے واسطہ پڑا جن کا خوفناک منظر دل کو ہلا دیتا۔ علی گڑھ شہر سے گزرا مگر مجھے خبر نہیں کہ کیسا ہے؟ (گزر تو گیا اُس شہر سے لیکن مجھے نہیں پتہ کیسا ہے کیونکہ میرا مقصد تو صرف ایک تھا اور مَیں چلتا چلا جا رہا تھا۔) اور کالج وغیرہ کی عمارتیں کیسی ہیں؟ البتہ چلتے چلتے دائیں بازو پر کچھ فاصلے پر سفید عمارتیں نظر آئیں اور پاس سے گزرنے والے سے پوچھا کہ یہ عمارت کیسی ہے؟ اور اُس کے یہ کہنے پر کہ کالج کی عمارت ہے، آگے چل پڑا۔ دہلی شہر سے گزرا اور ایک منٹ کے لئے بھی وہاں نہ ٹھہرا کیونکہ میرا مقصود کچھ اور تھا۔ وہاں کے بزرگوں کی زیارت میرا مقصود نہ تھا۔ اس لئے مَیں ایک سیکنڈ کے لئے بھی اپنے مقصود سے باہر نہیں ہونا چاہتا تھا۔ زخمی پیروں کے ساتھ قادیان پہنچا اور مہمان خانے میں ٹھہرا۔ چند منٹ کے بعد حضرت حافظ حامد علی صاحب مرحوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دودھ کا ایک گلاس دیا۔ میری جیب میں پیسے نہیں تھے۔ اس لئے لینے سے انکار کر دیا۔ آخر اُن کے کہنے پر کہ خرچ سے نہ ڈریں۔ آپ کو پیسے نہیں دینے پڑیں گے۔ (دودھ پی لیں)۔ دودھ پی لیا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک کہ قادیان میں سب سے پہلی غذا دودھ ملی۔ میری موجودگی میں بہت سے لوگ آئے مگر کسی کو بھی دودھ کا گلاس نہیں دیا گیا (صرف مجھے ہی دودھ کا گلاس پیش کیا گیا۔ کہتے ہیں) مَیں اسی روز سے اب تک ہر چیز کا ناواقف ہوں۔ پھر حضرت مسیح موعودؑ سے ملا۔ حضورؑ حالات دریافت کرتے رہے۔ لوگ بیعت کرنے لگے تو حضورؑ نے خود ہی مجھے بھی بیعت کے لئے کہا۔ مَیں اُس وقت حضورؑ کے پاؤں دبا رہا تھا۔ یہی ایک جنون تھا جو کام آ گیا ورنہ آج صحابیوں کی فہرست میں میرا نام کس طرح آتا؟

اے جنوں گرد تو گردم کہ چہ احساں کردی

اَللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ.........تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ۔ (پھر آگے بیان کرتے ہیں کہ) خلیفۂ اوّلؓ نے زخموں کا علاج کیا اور حافظ روشن علی صاحب مرحوم کو تعلیم کے لئے مقرر کر دیا اور بعد میں خود تعلیم دیتے رہے۔ (پیروں کے جو زخم تھے اُن کا علاج حضرت خلیفہ اولؓ نے کیا اور حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ اور خلیفۃ المسیح الاولؓ پھر تعلیم دیتے رہے۔ پھر آگے لکھتے ہیں کہ مئی 1908ء میں یہ قادیان کے ہو رہے۔) مئی 1908ء میں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام لاہور تشریف لے گئے اور بعد میں حضرت خلیفہ اولؓ کو بھی بلوایا تو حضرت خلیفہ اوّلؓ مجھے بھی ساتھ لے گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے وقت میں آپ کے دائیں بازو میں کھڑا تھا۔ لاہور سے جنازے کے ساتھ قادیان آیا۔ جب حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باغ میں لوگوں سے بیعت لی۔ مَیں اُس وقت چارپائی پر آپ کے ساتھ بیٹھا تھا۔ حضرت خلیفۂ اولؓ نے اُس وقت جو تقریر کی اور حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ نے رو رو کر جو معافی مانگی وہ میرے دماغ میں اب تک گونج رہا ہے۔ بیعت کے بعد نمازِ جنازہ ادا کی گئی۔ پھر باغ والے مکان میں حضرت کا تابوت زیارت کے لئے رکھا گیا اور چہرے سے کپڑا اتار دیا گیا۔ لوگ مغربی دروازے سے گزر کر زیارت کرتے ہوئے مشرقی دروازے سے نکل جاتے۔

THOMPSON & CO SOLICITORS

New Office in Morden

Consult us for your legal requirements

such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact: Anas A.Khan, John Thompson , Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005

Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040

Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697

Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

(رجسٹر زروایات صحابہ (غیر مطبوعہ) رجسٹر نمبر 4 صفحہ 25 تا 28۔ روایت حضرت سید محمود عالم صاحبؓ)

تو یہ ان بزرگوں کے چند واقعات تھے جنہوں نے ایک تڑپ اور لگن سے آنے والے مسیح موعود کو مانا۔

سید محمود عالم صاحبؓ کا جو واقعہ ہے یہ بھی دراصل حدیث میں جو آیا ہے ناں کہ گھسٹتے ہوئے گھٹنوں کے بل بھی چل کے جانا پڑے تو جانا، اُسی کی ایک شکل بنتی ہے۔ کس قدر تکلیف اُٹھائی ہے لیکن ایک عزم تھا جس سے وہ چلتے رہے اور آخرکار اپنی منزل مقصود تک پہنچے۔ اللہ تعالیٰ ان صحابہ کے درجات کو بلند فرماتا چلا جائے اور ہمیں بھی اپنے ایمان و ایقان میں ترقی عطا فرمائے۔ اور عامۃ المسلمین کے بھی سینے کھولے کہ وہ مسیح موعود کو پہچاننے والے ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بنیں اور یہ جو آفات آجکل ان پر ٹوٹی پڑ رہی ہیں ان سے بھی بچنے والے ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا حق ادا کرنے والے ہوں۔

اب مَیں ایک افسوسناک اطلاع بتاؤں گا۔ مکرم محمد ہاشم سعید صاحب جو یہاں کے پرانے احمدی تھے، اُن کی گزشتہ دنوں سعودی عرب میں وفات ہوگئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ (حضور نے دریافت فرمایا: ان کا جنازہ آ گیا ہے) آج ہی اُن کا جنازہ پہنچا ہے۔ ابھی یہاں آیا ہے تو اَب نماز جمعہ کے بعد انشاءاللہ تعالیٰ اُن کی نمازِ جنازہ پڑھاؤں گا۔ یہاں آتے جاتے تھے۔ بہت زیادہ سفر کرتے تھے۔ 11/ اگست کو یہاں سے گئے ہیں اور سعودی عرب ائرپورٹ پر اترے ہیں تو وہاں اُن کو دل کی تکلیف شروع ہوئی ہے۔ سیدھے کلینک چلے گئے اور وہیں اچانک ہارٹ اٹیک ہوا اور وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔ 2000ء میں آپ سعودی عرب منتقل ہوئے تھے۔ اُس سے پہلے آپ یہیں تھے۔ اور متواتر کئی سال تک آپ کو وہاں بھی مختلف اہم جماعتی خدمات سرانجام دینے کی توفیق ملی۔ جماعت کے جو روٹین کے خدمات کے عہدے ہیں وہ آپ کے پاس رہے۔ لیکن اس کے علاوہ بھی مَیں اُن سے وہاں بعض اہم جماعتی کام لیتا رہا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے بڑے احسن طریقے پر سب کام سرانجام دیئے۔ بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ ان میں بہت صلاحیتیں تھیں۔ انتظامی امور میں بڑا درک رکھتے تھے۔ تکنیکی پیچیدگیاں جو تھیں ان کے بارے میں علم تھا۔ اُن کا دینی علم بھی بڑا تھا۔ بلکہ کہنا چاہئے زندگی کے ہر شعبہ میں ان کی ذہانت اور مہارت قابل ستایش تھی۔ لیکن انتہائی منکسر المزاج، ملنسار، شفیق، دھیمے لہجے میں بات کرنے والے عاجز انسان تھے۔ بڑے ہمدرد اور مخلص تھے اور ہر ایک سے اُن کا اخلاص کا تعلق تھا۔ چندہ جات اور مالی تحریکات میں بڑا بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے، حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ دینے والے تھے۔ کسی کو ذرا سی بھی تکلیف میں دیکھتے تھے تو بے چین ہو جاتے تھے اور جب تک مدد نہ کر لیتے چین نہیں آتا تھا۔ ان کا لندن میں گھر ہے۔ ان کے ایک واقفِ زندگی ہمسائے نے مجھے بتایا کہ یہاں لکڑی کی پارٹیشنز ہوتی ہیں تو آندھی طوفان سے ان کی بیچ کی دیوار گر گئی تو ایک دن وہ خود ہی آئے، انہوں نے کہا کہ آپ فکر نہ کریں مَیں خود ہی آ کے ٹھیک کروا دوں گا۔ اُس نے سفر پر جانا تھا تو دو دن بعد خود ہی دیوار ٹھیک کروا دی۔ بہرحال انتہائی مخلص، نافع الناس وجود تھے۔ خلافت کے شیدائی، نظامِ جماعت کی بقا اور خدمت کے لئے عملاً ہر وقت تیار۔ ان کے پسماندگان میں اہلیہ اور ایک بیٹی ہیں۔ بعضوں نے لکھا ہے۔ مثلاً یہاں عربی ڈیسک میں ہمارے عکرمہ صاحب میرے سامنے بیٹھے ہیں۔ انہوں نے بھی مجھے لکھا کہ جماعت کے اموال و نفوس کا بہت خیال رکھنے والے صاحبِ بصیرت انسان تھے اور یہ حقیقت ہے۔ جماعتی لحاظ سے ملک کے اندرونی اور بیرونی حالات پر آپ کی بڑی گہری نظر تھی اور بڑے بہادر انسان تھے۔ خدا کی راہ میں کسی بھی کام کی انجام دہی کے لئے کسی چیز کی پرواہ نہیں کیا کرتے تھے۔ بہت کریم، بااخلاق، بہادر اور مہربان تھے۔ یہ لکھتے ہیں کہ نو احمدیوں کے لئے مہربان باپ کی طرح تھے اور یہ واقعی حقیقت ہے۔ مجھے کئی نو احمدی بھی لکھتے رہے ہیں۔ آپ بسا اوقات نو احمدیوں کو ملنے اور خلافت سے ان کا تعلق جوڑنے کے لئے پانچ پانچ سو میل تک سفر کرتے تھے۔ آپ کو حج اور عمرہ کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک کرتہ آپ کے پاس تھا۔ انہوں نے حج یا عمرہ کے دوران اس کو پہنا اور خانہ کعبہ کے ساتھ اس کو مَس کیا۔ ان کی اہلیہ لکھتی ہیں کہ میرا ان کا بتیس سال کا ساتھ رہا لیکن سارے عرصہ میں مَیں نے ان کو ایک منٹ بھی ضائع کرتے ہوئے نہیں پایا۔ ایک نہایت شفیق، ہر ایک سے محبت کرنے والے، اسلام احمدیت کے سچے خادم، خلافت سے بے انتہا عقیدت اور اس پر جاں نثار کرنے والے، دعا گو اور ایک سچے انسان تھے۔ اور اس میں کوئی مبالغہ نہیں جو کچھ انہوں نے لکھا ہے۔ انہوں نے اپنی زندگی نہایت منظّم بااصول اور وقت کی پابندی کے ساتھ گزاری۔ چالیس سال سے زائد عرصے سے 1/9 حصہ کے موصی تھے۔ کہتی ہیں کہ مجھے کہا کرتے تھے کہ زندگی میں میرے لئے سب سے پہلے خلافت، پھر فیملی اور اُس کے بعد دوسری چیزیں آتی ہیں۔ انہوں نے ہاشم صاحب کی ڈائری اُن کی وفات کے بعد دیکھی تو اس میں ان کی چند خوابیں بھی لکھی ہوئی تھیں۔ ایک خواب میں وہ لکھتے ہیں کہ ایک رات چار مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ جس میں پہلی مرتبہ آپؐ کا چہرہ آفتاب کی طرح چمک رہا تھا۔ آپ نے ہاتھ میں ایک انگوٹھی پہنی ہوئی تھی جس میں سے نہایت روشن شعاعیں نکل رہی تھیں۔ آپ تکیے کا سہارا لے کر بیٹھے کچھ پڑھ رہے تھے اور اسی

انگوٹھی سے بہت تیز شعاعیں نکل رہی تھیں۔ پھر دوسری خواب وہاں لکھی ہے کہ مَیں ایک مکان میں ہوں جس میں گویا حضرت امّاں جانؓ رہائش پذیر ہیں۔ وہ مجھے بہت پیار اور شفقت سے ملتی ہیں۔ نہایت لطف و کرم سے خوش آمدید بھی کہتی ہیں۔ (حضرت امّاں جانؓ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیگم ہیں) دن کا اوّل حصہ مَیں اُن کے ساتھ گزارتا ہوں۔ اس سارے عرصے میں حضرت اماں جان مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کے بیشمار واقعات اور حالات سناتی ہیں۔ اس کے بعد جب خواب میں ہی پانچ چھ گھنٹے گزر گئے تو مَیں حضرت امّاں جانؓ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکان پر پہنچ جاتا ہوں اور سارا دن وہاں ان کے ساتھ گزارتا ہوں۔ اس دوران حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی حیاتِ مبارکہ کے بیشمار واقعات سنائے اور بعض مقدمات کے بارے میں فرمایا کہ جب یہ بات ہوئی تو خدا نے مجھے یہ الہام کیا اور یہ وحی کی۔ اور پھر وحی کے نزول کا طریق اور سارا حال سنایا۔ اور وحی کے الفاظ بھی بتائے۔ پھر اس خواب میں ہی شام کو مَیں وہاں سے رخصت ہوا۔ خواب میں یہ گفتگو الفاظ کے رنگ میں نہیں اور نہ ہی کوئی شکل نظر آئی بلکہ ایک احساس کی شکل میں ہوئی۔

اسی طرح انہوں نے مجھے خواب میں دیکھا۔ مجھے کہتے ہیں کہ مَیں فوت ہو گیا ہوں اور آپ نے میرا جنازہ پڑھا ہے۔ اس پر مَیں نے اُنہیں کہا کہ ہاں یہ سچ ہے۔ جاؤ اور اب کھانا کھاؤ۔ اس کے بعد کہتے ہیں کہ میری آنکھ کھل گئی۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں جنت الفردوس میں اپنی مہمانی سے نوازے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا ایک لمبا عرصہ یہاں یوکے میں رہے ہیں۔ جماعتی خدمات بھی سرانجام دیتے رہے۔ پہلے تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے باوجودیکہ مختلف جگہوں پر ان کو اچھی ملازمتوں کی پیشکش ہوتی رہی ہے ان کو انگلستان سے باہر جانے کی اجازت نہیں دی تھی کہ یہیں انگلستان میں رہیں۔ پڑھے لکھے بھی تھے۔ اپنے کام میں بھی ماہر تھے لیکن پھر آپ کو 2000ء میں اجازت دے دی تھی، لیکن باوجود اس کے کہ پڑھے لکھے تھے، اپنے فن میں بھی مہارت تھی لیکن کبھی یہ احساس نہیں ہونے دیا کہ مَیں بہت پڑھا لکھا ہوں تاکہ تکبر پیدا نہ ہو۔ میرا ان سے پہلا رابطہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی وفات پر جنازے سے پہلے ہوا۔ جب مَیں پاکستان سے یہاں آیا ہوں تو ایک ایسا شخص جو نہایت عاجزی سے مختلف اعلانات کے مضمون بنا کر لا رہا تھا۔ کیونکہ اُس وقت کام ہو رہے تھے اعلان شائع کرنے تھے، ایم ٹی اے پر دینے تھے۔ جب بھی ان کو کہا کہ اس فقرہ کو اس طرح کر دیں یا یہ لفظ مناسب ہے تو بغیر کسی چوں چرا کے فوراً تبدیلی کر دیتے تھے۔ کبھی یہ نہیں کہا کہ مَیں تمام عمر یہاں گزار چکا ہوں، پڑھا لکھا ہوں اور مجھے زبان میں بھی مہارت ہے اس لئے میرا مضمون ہی بہتر ہے۔ جس طرح کہا گیا اُس طرح تبدیلی کر دی۔ ان کی عاجزی بھی ہر ایک کے لئے ایک نمونہ تھی۔ ان کا خدمت کا جذبہ بھی ہر ایک کے لئے نمونہ تھا۔ خلافت کی اطاعت اور محبت بھی مثالی تھی اور ایک نمونہ تھی۔ جب ریٹائر ہونے لگے تو اس سے پہلے انہوں نے مجھے کہا کہ یہ نوکری تو مَیں کر رہا ہوں لیکن بہت عرصہ سے میری یہ خواہش ہے کہ مَیں وقف کروں اور حقیقت بھی یہی تھی۔ کئی مرتبہ پہلے بھی مجھے کہہ چکے تھے کہ مَیں اپنے آپ کو وقف کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن مَیں اُن کو ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ آپ اس وقت جہاں ہیں وہاں آپ کی ضرورت ہے اور اپنے آپ کو وقف ہی سمجھیں۔ بلکہ جس طرح یہ کام کر رہے تھے ایک واقفِ زندگی سے بڑھ کر کر رہے تھے۔ ہر سال یہ مجھے یاد دہانی بھی کرواتے رہتے تھے۔ اب ان کی ریٹائرمنٹ بھی ہو گئی تھی۔ پھر دوبارہ بھی ان کو کنٹریکٹ مل گیا تھا۔ مَیں نے یہی کہا کہ جب تک ملازمت ہے وہیں رہیں۔ وہیں آپ کی ضرورت ہے۔ بڑی جرأت اور حکمت سے ماشاءاللہ تمام کام سرانجام دیتے تھے۔ بیعتوں پر ان کی خوشی دیدنی ہوتی تھی۔ ان کے ذریعہ سے کئی بیعتیں بھی وہاں ہوئیں۔ مڈل ایسٹ کے ملکوں کے درمیان یہ رابطے کا کام بھی ادا کرتے رہے۔ حساب دانی اور اکاؤنٹس کے ماہر تھے۔ اس لحاظ سے بھی ان کی وجہ سے مجھے وہاں جماعتوں کے حساب کتاب کی کوئی فکر نہیں ہوتی تھی۔ اس کے علاوہ بھی بہت سے اہم کام اور اہم مسائل کو حل کرنے کے بارے میں جب بھی ان کو بھیجا گیا، انہوں نے بڑی خوش اسلوبی سے وہ تمام کام کئے۔ جب بھی یہاں آتے اور اکثر آتے رہتے تھے۔ آتے ہی یہ نہیں کہ تھکے ہوئے ہیں تو آرام کر لیں، مسجد پہنچ جاتے تھے اور جتنے دن یہاں رہتے تمام نمازیں مسجد فضل میں ادا کرتے، اس لئے انہوں نے گھر بھی یہاں قریب لیا ہوا تھا۔ خلاصہ یہ کہ یہ خلافت کے اُن مددگاروں میں سے تھے جو حقیقی سلطانِ نصیر ہوتے ہیں۔ ان کے رخصت ہونے سے ایک بہت بڑا خلا پیدا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے تقویٰ شعار اور کام کرنے والے کارکن ہمیشہ خلافت کو عطا فرماتا رہے۔ اپنے پیار کرنے والے خدا پہ بھروسہ ہے کہ ان جیسے لاکھوں سلطانِ نصیر عطا فرمائے گا۔ انشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند تر فرماتا چلا جائے اور اُن کو اپنے پیاروں کے قدموں میں جگہ دے۔ ان کی خدمات کی تفصیل اور ان کی سیرت کی تفصیل بہت لمبی ہے۔ اُن کے جاننے والے امید ہے ان کے بارہ میں لکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ یوکے جماعت کو بھی ان جیسے بے نفس کارکن عطا فرمائے اور ان کی بیوی اور بیٹی کا حامی و ناصر ہو۔

خطبہ ثانیہ سے قبل حضور نے فرمایا:

ایم ٹی اے والوں کی اطلاع تھی کہ یہ ٹرانسمشن ایک بج کے اکیس منٹ سے، ایک بج کے چالیس منٹ تک بیس منٹ صحیح نہیں رہی، تو جو خطبہ نہیں دیکھ سکے وہ پھر Repeat دیکھ لیں۔

بقیہ: متی کی انجیل پر ایک نظر از صفحہ نمبر 4

طرف سے مجھ کو معلوم ہے۔ میرا دعویٰ نہ خدائی کا اور نہ اقتدار کا اور مَیں ایک مسلمان آدمی ہوں جو قرآن شریف کی پَیروی کرتا ہوں اور قرآن شریف کی تعلیم کے رُو سے اس موجودہ نجات کا مدعی ہوں۔ میرا نبوت کا کوئی دعویٰ نہیں۔ یہ آپ کی غلطی ہے یا آپ کسی خیال سے کہہ رہے ہیں۔ کیا یہ ضروری ہے کہ جو الہام کا دعویٰ کرتا ہے وہ نبی بھی ہو جائے۔ مَیں تو محمدیؐ اور کامل طور پر اللہ و رسول کا متبع ہوں اور ان نشانوں کا نام معجزہ رکھنا نہیں چاہتا۔ بلکہ ہمارے مذہب کے رُو سے ان نشانوں کا نام کرامات ہے جو اللہ و رسولؐ کی پیروی سے دیئے جاتے ہیں۔ تو پھر مَیں دعوتِ حق کی غرض سے دوبارہ اتمام حُجّت کرتا ہوں کہ یہ حقیقی نجات اور حقیقی نجات کے برکات اور ثمرات صرف اُنھیں لوگوں میں موجود ہیں جو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پَیروی کرنے والے اور قرآنِ کریم کے احکام کے سچے تابعدار ہیں۔ اور میرا دعویٰ قرآن کریم کے مطابق صرف اِتنا ہے کہ اگر کوئی حضرت عیسائی صاحب اس نجات حقیقی کے مُنکر ہوں جو قرآن کریم کے وسیلہ سے مل سکتی ہے تو انہیں اختیار ہے کہ وہ میرے مقابل پر نجات حقیقی کی آسمانی نشانیاں اپنے مسیح سے مانگ کر پیش کریں۔ مگر اب بالخصوص رعایت شرائط بحث کے لحاظ سے میرے مخاطب اِس بارہ میں ڈپٹی عبد اللہ آتھم صاحب ہیں۔ صاحب موصوف کو چاہئے کہ انجیل شریف کی علامات قرار دادہ کے موافق سچا ایماندار ہونے کی نشانیاں اپنے وجود میں ثابت کریں اور اِس طرف میرے پر لازم ہوگا کہ مَیں سچا ایماندار ہونے کی نشانیاں قرآن کریم کے رُو سے اپنے وجود میں ثابت کروں۔ مگر اِس جگہ یاد رہے کہ قرآن کریم ہمیں اقتدار نہیں بخشتا بلکہ ایسے کلمہ سے ہمارے بدن پر لرزہ آتا ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ وہ کِس قسم کا نشان دکھلائے گا۔ وہی خدا ہے سوا اُس کے اَور کوئی خدا نہیں۔ ہاں یہ ہماری طرف سے اِس بات کا عہد پختہ ہے جیسا کہ اللہ جلّ شانہ، نے میرے پر ظاہر کر دیا ہے کہ ضرور مقابلہ کے وقت مَیں فتح پاؤں گا۔ مگر یہ معلوم نہیں کہ خدا تعالیٰ کس طور سے نشان دکھلائے گا۔ اصل مدّعا تو یہ ہے کہ نشان ایسا ہو کہ انسانی طاقتوں سے بڑھ کر ہو۔ یہ کیا ضرور ہے کہ ایک بندہ کو خدا ٹھہرا کر اقتدار کے طور پر اُس سے نشان مانگا جائے۔ ہمارا یہ مذہب نہیں اور نہ ہمارا یہ عقیدہ ہے۔ اللہ جلّ شانہ، ہمیں صرف عموم اور کلّی طور پر نشان دکھلانے کا وعدہ دیتا ہے۔ اگر اِس میں مَیں جُھوٹا نِکلوں تو جو سزا تجویز کریں خواہ سزائے مَوت ہی کیوں نہ ہو مجھے منظور ہے۔ لیکن اگر آپ حدِّ اعتدال و انصاف کو چھوڑ کر مجھ سے ایسے نشان چاہیں گے جس طرز سے حضور مسیح بھی دِکھلا نہیں سکتے بلکہ سوال کرنے والوں کو ایک دو گالیاں سُنا دیں تو ایسے نشان دکھلانے کا دم مارنا بھی میرے نزدیک کفر ہے''۔

(جنگ مقدس روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 153 تا 157)

اسی طرح آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

''...... حضرت مسیح صاف لفظوں سے فرما رہے ہیں کہ اگر تم میں رائی کے برابر بھی ایمان ہو تو تم سے ایسی ایسی کرامات ظاہر ہوں۔ پھر ایک مقام یوحنّا 14 باب 12 میں آپ فرماتے ہیں۔ مَیں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جو مجھ پر ایمان لاتا ہے جو مَیں کام کرتا ہوں وہ بھی کرے گا اور ان سے بھی بڑے بڑے کام کرے گا۔ اب دیکھئے کہ وہ تاویلات آپ کی کہاں گئیں۔ اس آیت میں تو حضرت مسیح نے صاف صاف فیصلہ ہی کر دیا اور فرما دیا کہ مجھ پر ایمان لانے والا میرا ہمرنگ ہو جائے گا اور میرے جیسے کام بلکہ مجھ سے بڑھ کر کرے گا۔ اور یہ فرمودہ حضرت مسیح کا نہایت صحیح اور سچّا ہے کیونکہ انبیاء اسی لئے آیا کرتے ہیں کہ ان کی پیروی کرنے سے انسان انہیں کے رنگ سے رنگین ہو جائے اور ان کے درخت کی ایک ڈالی بن کر وہی پھل اور وہی پھول لاوے جو وہ لاتے ہیں۔ ماسِوا اس کے یہ بات ظاہر ہے کہ انسان ہمیشہ اپنے اطمینان قلب کا محتاج ہوتا ہے اور ہر ایک زمانہ کو تاریکی کے پھیلنے کے وقت نشانوں کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ پھر یہ کیونکر ہو سکے کہ حضرت مسیح کے مذہب قائم رکھنے کے لئے اور اس خلاف تحقیقات عقیدہ حضرت مسیح کے ابن اللہ ٹھہرانے کے لئے کسی نشان کی کچھ بھی ضرورت نہ ہو۔ اور دوسری قوم جن کو باطل پر خیال کیا جاتا ہے اور وہ نبی کریم صلعم جو قرآن کریم کو لایا اس کو خلاف حق سمجھا جاتا ہے۔ اس کی پیروی کرنے والے تو قرآن کریم کے منشاء کے موافق خدا کی توفیق اور فضل سے نشان دکھلاویں مگر مسیحیوں کے نشان آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئے ہوں۔ اگر مسیحیوں میں نشان نمائی کی توفیق اَب موجود نہیں ہے تو پھر خود سوچ لیں کہ ان کا مذہب کیا شے ہے۔

(جنگ مقدس، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 169)

اب اگر عیسائی صاحبان کا دعویٰ ہے کہ وہ اچھے درخت کے پھل پھول اور شاخیں ہیں تو ان کا فرض ہے کہ اس درخت کی جو صفات بھی ہیں اپنے میں دکھائیں۔ اگر نہیں تو یا تو وہ اچھے درخت کے پھل پھول اور شاخیں نہیں ہیں یا درخت ہی اچھا نہیں ہے۔

(باقی آئندہ)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد مُلّاؤں اور ان کے سرپرستوں اور ہمنواؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّ قْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ امریکہ 2012ء

تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی طالبات میں اسناد و میڈلز کی تقسیم۔ جماعت احمدیہ امریکہ کے جلسہ سالانہ کے موقع پر مستورات سے خطاب میں محاسبۂ نفس، قیام نماز، تربیت اولاد، پردہ کا اہتمام اور تمام اسلامی تعلیمات اور احکام پر عمل کرنے سے متعلق قرآن مجید، احادیث نبویہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں نہایت اہم نصائح۔ ایک خصوصی تقریب میں احمدیہ مسلم ہیومینیٹی ایوارڈ کی تقسیم۔ اجتماعی ملاقاتیں۔ تقریب آمین

جلسہ سالانہ کے اختتامی اجلاس میں تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے احمدی طلباء میں اسناد و میڈلز کی تقسیم۔

امریکہ کی سرزمین میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے نتیجہ میں الیگزینڈر ڈوئی کی ہلاکت کا عبرتناک نشان امریکہ میں موجود ہر احمدی کے ایمان میں مسلسل اضافہ کا باعث بننا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ امریکن قوم دین کو سمجھے اور اس کی خوبصورت تعلیمات کو قبول کرے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے سب سے پہلی اور ضروری بات اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا ہے۔

(جلسہ سالانہ امریکہ کے موقع پر حضور انور کا اختتامی خطاب)

فیملی ملاقاتیں۔ تقریب نکاح میں شمولیت۔ میڈیا کوریج۔ گیمبیا، گوائٹے مالا اور برموداکے وفود کی حضور انور سے الگ الگ ملاقات۔ نیشنل مجلس عاملہ جماعت احمدیہ امریکہ اور نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ کے ساتھ الگ الگ میٹنگز میں مختلف امور کا جائزہ اور اہم ہدایات۔ فلاڈلفیا کی مسجد کے نقشہ کا جائزہ۔ سینکڑوں افراد نے اپنے پیارے امام سے انفرادی ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

(امریکہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

(رپورٹ مرتبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر۔ لندن)

30 جون 2012ء بروز ہفتہ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح 4 بجکر 40 منٹ پر ہوٹل کے ایک ہال میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی اپارٹمنٹ میں تشریف لے گئے۔ آج ہوٹل میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اقتداء میں نماز ادا کرنے والوں کی تعداد اڑھائی صد سے زائد تھی۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور رپورٹس اور خطوط پر ہدایات عطا فرمائیں اور دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

خواتین کے جلسہ گاہ میں آمد

پروگرام کے مطابق 11 بجکر 55 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہوٹل سے جلسہ گاہ کیلئے روانہ ہوئے اور سوا بارہ بجے لجنہ جلسہ گاہ میں تشریف آوری ہوئی۔ صدر لجنہ اماء اللہ یو ایس اے اور دیگر منتظمات نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور خواتین نے نعرے بلند کرتے ہوئے اپنے آقا کا استقبال کیا۔

خواتین کے اس اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرمہ مبشرہ بھٹی صاحبہ نے کی اور اس کا اردو ترجمہ مبرور جٹالہ صاحبہ اور انگریزی ترجمہ بشریٰ لطیف صاحبہ نے پیش کیا۔

بعد ازاں حضرت اقدس مسیح موعود کا منظوم کلام ؎

حمد و ثنا اسی کو جو ذات جاودانی
ہمسر نہیں ہے اس کا کوئی نہ کوئی ثانی

سے چند منتخب اشعار مکرمہ حمیرہ ملک صاحبہ نے خوش الحانی سے پیش کئے اور ان اشعار کا انگریزی ترجمہ مکرمہ Teres Varkonyi صاحبہ نے پیش کیا۔

تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی طالبات میں اسناد و میڈلز کی تقسیم

اس کے بعد تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی طالبات کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سندات عطا فرمائیں اور حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا نے گولڈ میڈل پہنائے۔

درج ذیل خوش نصیب طالبات نے یہ تعلیمی ایوارڈ حاصل کرنے کی سعادت پائی۔

1۔ عزیزہ ملیحہ احمد۔ ہائی سکول کے فائنل امتحان میں 98 فیصد نمبر حاصل کئے۔

2۔ عزیزہ سعدیہ نوال۔ ہائی سکول کے فائنل امتحان میں 99 فیصد نمبر لئے

3۔ عزیزہ مہوش نعمانی ہائی سکول کے فائنل امتحان میں 98 فیصد نمبر لئے۔

4۔ عزیزہ تمارہ احمد۔ ہائی سکول کے فائنل امتحان میں 97 فیصد نمبر لئے۔

5۔ عزیزہ سارہ اسد۔ ہائی سکول کے فائنل امتحان میں 99 فیصد نمبر لئے۔

6۔ عزیزہ منزہ عالم۔ اپنے ہائی سکول میں اول آئیں اور سکول کی طرف سے Gold Key Award بھی حاصل کیا۔

7۔ عزیزہ ندرت قریشی۔ Pennsylvania یونیورسٹی سے ٹاپ لیول گریڈ 4.0 کے ساتھ Bachelor کی ڈگری حاصل کی۔

8۔ عزیزہ Maheera فارسی۔ Valdosta سٹیٹ یونیورسٹی سے ٹاپ لیول گریڈ 4.0 کے ساتھ B.Sc کی ڈگری حاصل کی۔

9۔ سیدہ ماریہ احمد۔ نیویارک سے 3.98 گریڈ کے ساتھ Bachelor کی ڈگری حاصل کی۔

10۔ عزیزہ وجیہہ چوہدری۔ Temple یونیورسٹی سے 3.92 گریڈ کے ساتھ B.Sc کی ڈگری حاصل کی۔

11۔ عزیزہ کوکب بشیر۔ نیویارک سکول آف آرٹس سے 3.96 گریڈ کے ساتھ B.A کی ڈگری لی۔

12۔ عزیزہ انعم محمود۔ George Mason یونیورسٹی سے 3.93 گریڈ کے ساتھ B.Sc کی ڈگری حاصل کی۔

13۔ عزیزہ مصلحہ منیر۔ Texas یونیورسٹی سے ٹاپ لیول گریڈ 4.00 کے ساتھ M.A کیا۔

14۔ عزیزہ سائرہ ملک۔ Devry یونیورسٹی سے ٹاپ لیول گریڈ 4.00 کے ساتھ MBA کی ڈگری حاصل کی۔

15۔ ڈاکٹر شہناز بٹ۔ Ph.D۔ موصوفہ نے فلاڈلفیا کی یونیورسٹی آف دی سائنسز میں بطور مستقل پروفیسر کئی کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ گزشتہ 11 سال سے موصوفہ متعدد اہم عہدوں پر فائز رہ چکی ہیں۔ ان کی ریسرچ کا کام قومی اور عالمی اجلاسوں میں پیش کیا جا چکا ہے۔

اس کے علاوہ درج ذیل طالبات نے بھی سندات حاصل کیں۔

1۔ عزیزہ درعجم۔ ہائی سکول کے آخری امتحان میں 96 فیصد نمبر لئے۔

2۔ عزیزہ عبیر چوہدری۔ اپنے سکول میں پہلی پوزیشن حاصل کی۔

3۔ عزیزہ رملہ ملہی۔ اپنے سکول میں پہلی پوزیشن حاصل کی۔

4۔ عزیزہ مریم Ogunbiyi۔ اپنے سکول میں پہلی پوزیشن حاصل کی۔

5۔ حنا طاہر۔ سکول کے آخری امتحان میں 95 فیصد نمبر لئے۔

6۔ عزیزہ انیلہ عالمگیر۔ Wisconsin یونیورسٹی سے 3.8 گریڈ کے ساتھ B.Sc کی ڈگری حاصل کی۔

7۔ عزیزہ Nazra وحید۔ George Mason یونیورسٹی سے 3.82 گریڈ کے ساتھ B.Sc کی ڈگری حاصل کی۔

8۔ عزیزہ نادیہ قدیر۔ Canicius کالج سے 3.86 گریڈ کے ساتھ MBA کی ڈگری حاصل کی۔

نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ پاکستان کے تحت پاکستان کی مختلف یونیورسٹیوں اور کالجز سے پہلی دوسری اور تیسری پوزیشن حاصل کرنے والی درج ذیل طالبات نے بھی حضور انور کے دست مبارک سے سندات حاصل کیں اور حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا نے انہیں گولڈ میڈل پہنائے۔

1۔ عزیزہ قرۃ العین تالپور۔ کراچی یونیورسٹی سے M.Sc میں فرسٹ پوزیشن حاصل کی۔ 1990ء۔

2۔ عزیزہ وردہ خاں۔ فیصل آباد بورڈ سے F.Sc میں پہلی پوزیشن 2006ء۔

3۔ عزیزہ بینش ملک۔ پنجاب یونیورسٹی سے Mbit میں پہلی پوزیشن 2008ء۔

4۔ عزیزہ ھبہ ملک۔ OLevel میں پہلی پوزیشن 2008ء (کیمبرج یونیورسٹی سے)

5۔ عزیزہ جویریہ زاہد۔ سرحد یونیورسٹی سے M.Sc میں پہلی پوزیشن 2002ء

6۔ عزیزہ عاصمہ باجوہ۔ یونیورسٹی آف پنجاب سے ایم بی بی ایس میں تیسری پوزیشن 1993ء۔

حضور انور کا خواتین سے خطاب

اس تعلیمی ایوارڈ کی تقریب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خواتین سے انگریزی زبان میں خطاب فرمایا۔ جس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

تشہد و تعوذ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

خدا تعالیٰ کا بے حد فضل ہے کہ چار سال بعد ایک مرتبہ پھر مجھے یہ موقع ملا ہے کہ میں آپ سب سے خطاب کر

رہا ہوں۔ آخری مرتبہ جب میں نے آپ سے 2008ء میں خطاب کیا تھا۔ میں نے آپ کی توجہ ایک اہم امر کی طرف دلائی تھی اور میں نے وہ خصوصیات بتائی تھیں جو کہ تمام مسلمان مردوں اور خواتین کی امتیازی شان ہونی چاہئے اور جن کے بغیر نہ تو ایک شخص فلاح پا سکتا ہے اور نہ ہی اس کا ایمان مکمل ہوسکتا ہے۔ ہم دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم وہ لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کے فضل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو اس زمانہ کے امام ہیں کی بیعت کرنے والے ہیں جو کہ موعود مہدی بھی تھے اور اس بیعت کی وجہ سے ہمارا ایمان مکمل ہوا ہے۔ ہم نے نہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بطور مسیح موعود اور امام مہدی کے مانا ہے بلکہ ہم نے انہیں بطور نبی اللہ کے بھی قبول کیا ہے، یعنی خدا تعالیٰ کے نبی کے طور پر۔ یہ نبوت کا مقام ایسا ہے کہ جو ہم نے آپ کو نہیں دیا، بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود آنے والے مسیح کے بارے میں بتایا تھا کہ وہ نبی ہوگا۔ قرآن کریم میں مسلمانوں کو اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ تمام انبیاء پر ایمان لائیں کیونکہ اسی کی بنا پر انسان کا ایمان مکمل ہوتا ہے اور اپنے نقطہ عروج تک پہنچتا ہے۔

ہم احمدی اس لحاظ سے بالکل منفرد ہیں اور واحد سچے مسلمان ہیں کیونکہ ہم حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام تک آنے والے تمام انبیاء پر ایمان لانے والے ہیں۔ لیکن کیا محض یہ ایمان لانا ہماری نجات اور فلاح کیلئے کافی ہے۔ اس بات کا جواب یہ ہے کہ نہیں۔ یقیناً ہماری منفرد حیثیت ہمیں ہماری ذمہ داریوں کی طرف توجہ مبذول کرواتی ہے۔ اگر ہم اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے والے نہیں ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دِہ ہوں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جیسا کہ مَیں نے کہا ہے کہ گزشتہ جلسہ میں جب مَیں 2008ء میں یہاں آیا تھا تو مَیں نے ایک اہم امر کی طرف آپ کو توجہ دلائی تھی۔ اگر آپ کو یاد ہو تو مَیں نے اس بات کی طرف توجہ دلائی تھی کہ ہمیشہ اپنے عہدوں کو یاد رکھیں اور انہیں پورا کرنے والی بنیں۔ آپ کو چاہئے کہ اپنی تمام کوششوں کو اسی طرف لگا دیں تا کہ آپ ان ذمہ داریوں کو جو قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ پر عائد کی ہیں، بجا لائیں۔ اس دور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام بار بار آپ کو اپنی انہی ذمہ داریوں اور عہدوں کو پورا کرنے کی طرف بلاتے رہے ہیں اور اسی طرح آپ کے تمام خلفاء بھی۔ یقیناً ایک احمدی جس نے یہ عہد کیا ہے کہ وہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی اطاعت کرے گا تو اس نے دراصل بہ دل وجان اس بات کا عہد کیا ہے کہ وہ اس سلسلہ کی تمام ذمہ داریوں کو ادا کرنے والا بنے گا اور اپنی تمام تر کوششوں کو اپنے عہد پورا کرنے پر لگا دے گا اور اللہ تعالیٰ کے تمام ارشادات پر عمل کرنے والا بنے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے کے بعد ہر احمدی مرد اور عورت اس عہد کی تجدید کرتا ہے اور اگر اس عہد کو کرنے کے بعد بھی کوئی مرد یا عورت اس کی پاسداری نہیں کرتا تو پھر وہ نہ تو تقویٰ کی راہ پر گامزن ہے اور نہ ہی اپنے مذہب کی حقیقت کو سمجھنے والا ہے۔ مزید یہ کہ، یہ نہیں ہے کہ اگر ایک شخص اپنا وعدہ توڑتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کو ایسے ہی چھوڑ دے گا بلکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ۔ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا (بنی اسرائیل:35) کہ تمہارے عہدوں سے متعلق سوال کیا جائے گا۔ اس کا مطلب ہے کہ وقت آئے گا کہ جب ہم اپنے رب کے سامنے جواب دہ ہوں گے کہ کیا ہم نے اپنے تمام عہدوں کو پورا کیا ہے؟ اس لئے اگر آپ یہ سمجھتی ہیں کہ عہد توڑنا کوئی بڑی بات نہیں اور یہ کہ اس سے آپ کو نقصان نہیں پہنچے گا تو یقیناً آپ بالکل غلطی پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرمایا ہے کہ کوئی شخص بھی ایسی لاپرواہی کر کے اپنے آپ کو بچا نہیں سکتا بلکہ بالآخر آپ نے اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دِہ ہونا ہے چاہے وہ اسی دنیا میں ہو یا آخرت میں۔ ہر شخص اپنے ہر وعدہ کے بارہ میں جواب دہ ہے اور آپ سب یہ بھی یاد رکھیں کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بات کے بارے میں جواب طلبی کرے تو یہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا اظہار ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی دراصل دنیا و عاقبت تباہ کر دینے والی چیز ہے۔ سو یہ ایسی چیز ہے جس میں ہمارے لئے بہت ہی خوف کا مقام ہے اور ہمیشہ پوری کوشش کرنی چاہئے کہ ہم کسی ایسی صورت حال سے اپنے آپ کو بچائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

بیعت کرنے کے بعد ہر احمدی کی ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں چنانچہ ہر احمدی مرد اور عورت کا یہ فرض ہے کہ اسے اپنا مطمح نظر اور اپنی ذمہ داریاں یاد رہیں جو اس نے ادا کرنی ہیں۔ یہ وہ بات ہے جس کی طرف میں اپنی تقاریر کے ذریعے مسلسل احمدیوں کو یاددہانی کرواتا رہتا ہوں۔ میں نے لجنہ اماء اللہ کو بھی بارہا یاد دلایا ہے کہ ان کی ذمہ داریاں کیا ہیں۔

مَیں یہ بھی واضح کر دوں کہ **آپ کبھی نہ سوچیں کہ میرے الفاظ اور ہدایات کسی ایک جلسے کے حاضرین ہی کیلئے مخصوص ہیں**۔ جب میں لجنہ سے خطاب کرتا ہوں، تو یوکے ہو، چاہے جرمنی ہو یا دنیا میں کوئی اور جگہ ہو تو آپ کو یہ نہیں سوچنا چاہئے کہ میرے الفاظ آپ کیلئے نہیں ہیں۔ **دراصل جو میں کہتا ہوں، جہاں بھی میں کوئی بات کرتا ہوں اس کی مخاطب ہر جماعت اور ہر احمدی ہے۔ ہمیشہ سے یہی طریق رہا ہے کہ میرے سے پہلے خلفاء نے جو بھی احکامات جاری کئے وہ سب احمدیوں کیلئے ہوتے تھے۔** اور ہر احمدی جب خلیفہ وقت کی آواز سنتا ہے یا اس کے احکامات کو پڑھتا ہے تو اسے سمجھنا چاہئے کہ وہی براہ راست اس کا مخاطب ہے۔ الحمد للہ کہ ایم ٹی اے کی بدولت خدا تعالیٰ نے خلیفہ اور دنیا بھر کے احمدیوں میں فاصلہ کم کر دیا ہے۔ گو کہ میں آپ کو ظاہری آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا مگر آپ سب مجھے دیکھ سکتے ہیں، مجھے سن سکتے ہیں۔ اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ دنیا میں اوقات مختلف ہونے کی وجہ سے وہ میرے خطاب کو براہ راست نہیں سن سکتے تو انہیں اس بات کا علم ہونا چاہئے کہ کچھ گھنٹوں بعد ایم ٹی اے پر نشر مکرر کے طور پر میرے خطبے لگائے جاتے ہیں اور پھر ہفتہ میں کئی مرتبہ نشر کئے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ انٹرنیٹ بھی ایک بہت وسیع ذریعہ ہے جہاں یہ پروگرام چڑھائے جاتے ہیں اور آپ چوبیس گھنٹے میں کسی بھی وقت انہیں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

اب ایم ٹی اے نے ایک اور سہولت مہیا کی ہے جس میں تمام اہم پروگرم رکھے گئے ہیں۔ **اب کسی کے پاس یہ بہانہ نہیں ہے کہ وہ وقت کے فرق کی وجہ سے میرے خطابات سے استفادہ نہیں کرسکتا اور یہ نہیں کہہ سکتے کہ کام پر ہونے کی وجہ سے میرا خطاب نہیں سن سکیں یا نہیں سن سکے۔** یہ تمام سہولتیں اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں جو اس نے جماعت پر کی ہیں جن کے باعث اللہ تعالیٰ نے خلیفہ وقت کو اور جماعت کو قریب کر دیا ہے۔ لیکن اگر کوئی احمدی اب بھی ان سے استفادہ نہیں کرتا تو یہ اس کی اپنی کمزوری ہے اور ایسا شخص اپنے کئے ہوئے عہدوں کو پورا کرنے کیلئے سنجیدہ نہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ایک طرف تو ایک احمدی کو اپنے عہدوں کو پورا کرنے کی طرف توجہ دینی چاہئے اور دوسری طرف بہت استغفار کرنے کی بھی ضرورت ہے جس کا مطلب ہے کہ خلوص دل سے خدا تعالیٰ سے معافی طلب کرنا۔ یہ بات ذہن میں رکھ کر سچا استغفار کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ بہت معاف کرنے والا ہے، سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے اور یہ جانتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ سچی توبہ کرنے والے پر رحم کرتا ہے۔ جب اس طرز پر خدا تعالیٰ سے معافی مانگی جائے گی تو نہ صرف اللہ تعالیٰ اس کی غلطیوں کو معاف کرے گا بلکہ یہ بات اس کی روحانی زندگی کی ترقی کا بھی باعث ہوگی۔ اور یہ روحانی ترقی ہی ہے جو انسان کو اللہ تعالیٰ کے قریب کرتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اب مَیں آپ کی توجہ ایک بہت اہم امر کی طرف دلاتا ہوں جو **ہر احمدی کیلئے ضروری ہے چاہے وہ عورت ہو یا بچی اسے یہ جاننا چاہئے کہ اس کا ایک اعلیٰ مقام ہے اور اس کا فرض ہے کہ وہ اس مقام کو قائم رکھے**۔ ایک احمدی عورت اپنی اس پہچان کو صرف اپنی ذات تک محدود نہ رکھے بلکہ یہ ہونا چاہئے کہ معاشرہ کو بھی اس کا یہ مقام محسوس ہونے لگے اور خاص طور پر آپ سب اپنی بچیوں کو اس بات کی طرف توجہ دلائیں کہ ان کا بطور احمدی خاتون کے کیا مقام ہے۔ یہ ضروری ہے تا کہ آگے نسل در نسل یہ شعور قائم دائم رہے کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانا ہے تا کہ ہم خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے مقصد کو حاصل کر سکیں۔ اگر ہم اس مقام کو سمجھیں گے تو ہم آنے والی نسلوں کی تربیت کی ضمانت دینے والے ہوں گے اور اس طرح ہماری آنے والی نسلوں کا تعلق اللہ تعالیٰ سے مضبوط ہوگا۔

اس اہم معاملہ کو سامنے رکھتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے عورتوں کی توجہ اس طرف دلائی ہے۔ آپ نے فرمایا: اس لئے مَیں آپ سب کو توجہ دلاتا ہوں کہ آپ اپنے اس مقام کو سمجھیں، یہ مقام کسی بھی ماضی کے مذہب یا ادارے نے عورت کو نہیں دیا اور نہ ہی کسی شخص نے انفرادی طور پر یہ مقام دیا ہے۔ اسلام نے عورت کو یہ صلاحیت دی ہے کہ وہ انسان کے جنت میں جانے کی ضمانت بن جائے۔ یہ کیا ہی اعلیٰ اور منفرد مقام ہے جو کہ اسلام نے عورت کو دیا ہے۔

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ **کیا جنت کا حصول اتنا آسان ہے کہ ماں کے قدموں سے جنت مل جائے؟ کیا عورت کو جنت کی کنجی بنا دیا گیا ہے؟** تو اس کا جواب ہے کہ یقیناً ہر عورت جنت کی کنجی نہیں اور نہ ہی ہر عورت اس چیز کی ضمانت دے سکتی ہے کہ انسان جنت میں جائے۔ یقیناً وہ عورتیں جن کا ہر عمل اور ہر حرکت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکامات کے تابع ہوتی ہیں، ایسی عورتیں ہی جنت میں داخل ہونے کی ضامن ہوسکتی ہیں۔ یہ وہ عورتیں ہیں جو ہمیشہ اس سلسلہ میں فکرمند رہتی ہیں کہ ان کے بچوں کی اچھی تربیت کے سامان ہوں۔ جو یہ چاہتی ہیں کہ جیسے ان کا خدا تعالیٰ سے تعلق قائم ہے اسی طرح ان کی اولاد کا بھی خدا تعالیٰ سے تعلق قائم ہو۔ ان کا خدا تعالیٰ سے تعلق ایک زندہ تعلق ہوتا ہے جو کہ روحانی زندگی کا ذریعہ ہے۔ وہ لوگ جو اس روحانی مقصد کو حاصل کرتے ہیں وہ بہت ہی خوش قسمت ہیں کیونکہ دنیا میں کوئی ایسی قوم نہیں جو ان پر غالب آ سکے۔ ایسے لوگ کسی بھی قوم یا معاشرہ کا منفی اثر نہیں لے سکتے اور نہ ہی کسی قسم کی دنیاداری کی غلط رسموں میں پڑ سکتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکموں کے خلاف ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

بیشک اللہ تعالیٰ نے ہمیں دنیا کی جائز نعمتوں سے استفادہ کرنے کی اجازت دی ہے لیکن ان کا حصول کبھی بھی ہمارا واحد مقصد نہیں ہوسکتا۔ مومن مرد، عورتیں اور بچے یقیناً دنیا کی ظاہری چکاچوند سے مغلوب ہونے والے نہیں ہوتے۔ آپ میں سے کتنے ہیں جو یہ بات یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ ایسی پرہیزگار زندگی گزار رہے ہیں؟۔ آپ میں سے کتنے ہیں جو ایمانداری سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو اور اپنے بچوں کو بچانے کیلئے اپنے دین کو تمام دنیاوی معاملات پر فوقیت دیتے ہیں؟ آپ میں سے کتنے ہیں جو اس مقصد کیلئے حقیقی کوشش کر رہے ہیں؟ سچائی تو یہ ہے کہ اس کا درست جواب صرف آپ ہی جانتے ہیں۔ اپنی ذات کا محاسبہ، اگر صحیح معنوں میں کیا جائے تو اس سے بہتر کوئی تشخیص نہیں ہوسکتی۔ جماعتی رپورٹیں اور لجنہ کی رپورٹیں تو ثانوی چیزیں ہیں۔ دراصل یہ اپنا محاسبہ ہے جو سب سے اہم ہے اور رات دن جو آپ اعمال کرتے ہیں وہ خود بتا دیں گے کہ آپ کا حقیقی روحانی مقام کیا ہے۔ اسی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ: ’’چاہئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا‘‘۔ کتنے ہی خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کے دن اور رات اسی انداز میں گزرتے ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے ابھی کہا کہ صحیح محاسبہ تبھی ہوسکتا ہے اگر ہر شخص اپنا محاسبہ خود کرے۔ نہ ہی صدر لجنہ یا کوئی اور جماعتی عہدیدار کسی اور کا صحیح انداز میں محاسبہ کرسکتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

احمدی مرد جو میری یہ باتیں سن رہے ہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ میں صرف عورتوں سے یہ باتیں کر رہا ہوں۔ **یہ باتیں مردوں کیلئے اتنی ہی ضروری ہیں جس قدر عورتوں کیلئے ضروری ہیں۔ حقیقت میں تو مرد کیلئے یہ اور بھی ضروری ہے کیونکہ وہ گھر کا نگران ہے اور اس نے دوسروں کیلئے بھی نمونہ بنناہے۔** میں یہ بھی واضح کر دوں کہ ذیلی تنظیموں کی یا جماعت کی کسی احمدی مرد یا عورت کے بارے میں رپورٹ صرف یاددہانی کے طور پر ہوتی ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ ہر احمدی جو نظام کا احترام کرتا ہے وہ یہی چاہتا ہے کہ اس کی کوئی بھی کمزوری کبھی بھی ظاہر نہ ہو اور وہ اس یاددہانی پر اپنے آپ میں مثبت تبدیلی لانے کی کوشش کرے۔ **جماعت کی طرف سے جو رپورٹس وغیرہ تیار ہوتی ہیں وہ صرف بنیادی سطح پر تیار کی جاتی ہیں اور کبھی بھی محاسبہ نفس کا متبادل نہیں ہوسکتیں۔** یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود نے یہ نہیں کہا کہ انسان کی نیکی کا اندازہ کرنے کیلئے دوسرے کی گواہی یا صدر لجنہ کی گواہی دیکھی جائے گی۔ بلکہ آپ نے یہ تعلیم دی کہ ہر رات اور دن انسان کے اخلاق کی گواہی دیتے ہیں۔ دیگر الفاظ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ تعلیم دی ہے کہ دراصل یہ ان فرشتوں کی گواہی ہے جو ہر وقت ہمارے تمام اعمال دیکھ رہے ہیں اور ہمارے اچھے اور برے اعمال کا ایک رجسٹر تیار کر رہے ہیں، جس پر آخرکار ہمیں پرکھا جائے گا۔ جب یہ رجسٹر اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیا جائے گا تو اسے خوبصورت اعمال سے بھرا ہونا چاہئے جو کہ خدا تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث بنیں۔ لوگ ہر قسم کے اعمال کرتے ہیں جو کہ ظاہری طور پر لوگوں کے دکھاوے کیلئے کچھ پیش کر رہے ہوتے ہیں لیکن حقیقت میں کچھ اور ہوتے ہیں۔ جبکہ مسلمان مرد و خواتین اپنی ذمہ داریاں تبھی پوری کرنے والے ہوں گے جب ان کے دل میں وہی ہو جو وہ ظاہر کر رہے ہوتے ہیں اور جہاں ان کے ہر عمل کا مقصد محض اور محض خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا ہو۔ قرآن ہی ہو جسے ہم اپنی زندگیوں میں ہدایت کا رستہ بنانے والے ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار مسلمانوں کو نصیحت کی ہے کہ وہ اس ہدایت کے سرچشمہ کو پکڑیں اور تمام

مسلمانوں نے یہ عہد کیا ہے کہ قرآن کریم ہی ان کیلئے مکمل ہدایت ہے اور تمام مسلمانوں نے یہ عہد کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام احکامات و ارشادات ان کے لئے ضابطہ اخلاق ہیں، جن کی حکمرانی ان کی زندگیوں پر ہمیشہ قائم رہے گی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہم یہ کہیں لکھا ہوا نہ پائیں گے اور نہ ہی سنیں گے کہ قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض باتوں پر عمل کرنا چاہئے اور صرف انہی کو زندگی کا حصہ بنانا چاہئے۔ بلکہ قرآن کریم کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حکم پر عمل کرنا ہم پر فرض ہے اور ہمیں تمام تر کوششیں اسی میں لگانی چاہئیں کہ ہمارے تمام عمل خدا تعالیٰ کو خوش کرنے والے ہوں اور ہم مکمل طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر عمل پیرا ہوں۔ اگر آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا مطالعہ کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ کوئی ایک لمحہ بھی ایسا نہیں ملے گا جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متبعین میں اس بات کی ضرورت اجاگر نہ کی ہو کہ وہ خالق اور اس کی مخلوق کے حقوق ادا کرنے والے ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: **جہاں تک اللہ تعالیٰ کے حقوق کا تعلق ہے تو سب سے زیادہ اہمیت نماز کو حاصل ہے۔** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو آنکھوں کی ٹھنڈک کے طور پر پیش کیا ہے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدس اسوہ سامنے رکھتے ہوئے ہمیں اپنی آنکھوں کیلئے ایسی ہی ٹھنڈک کی تلاش کرنی چاہئے اور ایسی نماز جو تیزی تیزی سے پڑھی جائے یا جو بغیر سمجھے ظاہری طور پر نماز پڑھی جا رہی ہو وہ ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک نہیں بن سکتی۔ بلکہ صرف وہی نمازیں جو مکمل توجہ کے ساتھ، خوبصورتی سے پڑھی جائیں جس کا ایک ایک عمل، ایک ایک حرکت اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور محبت میں ڈوبی ہوئی ہو، ایسی نماز ہی ہے جو ہماری خوشی، تسلی اور آنکھوں کی ٹھنڈک بن سکتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جیسا کہ آپ جانتے ہیں ایک دعا ہے جو ہم بچوں کیلئے کرتے ہیں، وہ یہ ہے کہ اے اللہ انہیں ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا۔ **ایک مومن کیلئے اس کے بچے تب آنکھوں کی ٹھنڈک بنتے ہیں جب وہ تقویٰ کی راہ پر قدم مارنے والے ہوں، صحت مند ہوں، اطاعت گزار اور والدین کی خدمت کرنے والے ہوں۔** اس لئے جب ایک شخص خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ میری اولاد کو نیک بنا، سچا بنا اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی اسوہ کی روشنی میں اسے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک تلاش کرنی چاہئے اور یہ ٹھنڈک صرف اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کر کے اور نماز ہی کے ذریعے حاصل ہو سکتی ہے۔ اگر ایسا ہوگا تو اللہ تعالیٰ یقیناً ایسے بچوں کو اپنے والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بھی بنائے گا اور ان کیلئے خوشی اور مسرت کا باعث بنائے گا۔ اس لئے بچوں کی تربیت کیلئے ضروری ہے کہ عورتیں اپنی نمازوں کی حفاظت کریں اور نماز کی ادائیگی کا اعلیٰ ترین معیار حاصل کریں۔ احمدی گھرانوں میں ہر وقت ذکر الٰہی ہوتا ہو، ہر وقت وہ خدا تعالیٰ کی یاد میں مصروف رہا کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جیسا کہ مَیں اپنے گزشتہ دو خطبات میں کہہ چکا ہوں کہ **خاندان کی آؤٹنگ یا باہر جانے کے تفریحی پروگرام وغیرہ قطعاً نماز کی راہ میں رکاوٹ بننے والے نہیں ہونے چاہئیں۔** یقیناً یہ صرف عورتیں نہیں، تمام مردوں کو بھی اپنی مکمل توجہ اس طرف مبذول کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق احسن رنگ میں ادا کرنے والے ہوں، اگر ہم مکمل توجہ سے نمازیں پڑھنے والے ہوں گے، نماز کا حق ادا کرنے والے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ آپ کی اولاد بھی آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنے گی۔ نماز کی اہمیت کے بارے میں سورۂ بقرہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ حٰفِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰی۔ وَقُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ (البقرۃ:239) یعنی اپنی نمازوں کی حفاظت کرو خاص طور پر صلوٰۃ وسطیٰ کی اور اللہ تعالیٰ کے سامنے فرمانبرداری سے کھڑے ہو جاؤ۔ اس کا مطلب ہے کہ ہر حال میں اپنی نمازوں کی طرف توجہ کرو اور ان کی حفاظت کرو اور خاص طور اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ وہ نماز جو دن کی مصروفیات کے درمیان میں آئے اس کی حفاظت کرو۔ اس لئے ہمیں یاد کرایا جاتا ہے کہ جب تمام دنیاوی خواہشات پس پشت ڈال کر نمازیں ادا کریں گے تب ہی ہم اللہ تعالیٰ کی حقیقی برکات سمیٹنے والے ہوں گے۔ تب ہمیں معلوم ہوگا کہ نیکی اور تقویٰ ہماری نسلوں میں بھی پیدا ہو چکا ہے۔ جب یہ باتیں پیدا ہوں گی تب جا کر ہم اپنے اس عہد کو پورا کرنے والے ہوں گے کہ ہم ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس طور پر انسان پر احسان کرتا ہے کہ وہ اس کی نیکیوں کی جزا بہت بڑھا کر دیتا ہے۔ **لہٰذا جب آپ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرتے ہوئے اپنی نمازوں کی حفاظت کریں گی، اپنے خاوندوں اور بچوں کو نماز کی طرف راغب کریں گی، تو یقیناً پھر نماز آپ کی حفاظت کرے گی اور ہر قسم کی غلط بات اور برائی سے روکے گی۔** سورۂ عنکبوت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ (العنکبوت:46) کہ نماز بے حیائی اور ناپسندیدہ باتوں سے روکنے والی ہے۔ اس طرح نماز کو وقت کی پابندی کے ساتھ ادا کرنا دراصل ہمیں برے کاموں سے روکتا ہے۔ اور یہ روحانی حفاظتی دیوار محض ہماری ذات تک محدود نہیں بلکہ تمام گھرانہ اس سے حفاظت حاصل کرتا ہے اور محفوظ ہو جاتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حقیقی معنوں میں حق ادا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کا دوست ہو جاتا ہے اور ان سے خوش ہوتا ہے۔

عبادت کا حقیقی حق ادا کرنے اور اصل نماز ادا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہر وقت یاد کیا جائے اور اس میں خوشی، مسرت اور آسانی کا وقت بھی ہو۔ بشاشت کے وقت میں بھی تسلسل سے نماز کو احسن رنگ میں اور خوش اسلوبی سے ادا کرے۔ یہ نہ ہو کہ جب ہمارے حالات خراب ہوں تو ہم جائے نماز پر کھڑے ہو جائیں اور خدا کو مدد کیلئے پکاریں اور جب حالات بہتر ہوں تو ہم خدا تعالیٰ کو بھول جائیں۔ جب خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ حَافِظُوْا تو اس کا مطلب ہے کہ دوسرے مذاہب کی طرح یکطرفہ معاملہ نہیں ہے۔ چنانچہ جب انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے خوش ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کی اس خوشنودی کا اظہار اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی مختلف انعام و اکرام کے ذریعے ہوتا ہے۔ ایک انسان کیلئے اس دنیا میں اس سے بڑھ کر کیا نعمت ہوگی کہ اس کی اولاد اس کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بنے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ نمازوں کی حفاظت صرف مردوں ہی کی ذمہ داری ہے اور اس وجہ سے بعض اوقات عورتیں یہ سمجھتی ہیں کہ اگر ان کی نمازوں میں کوئی کمزوری آ جائے تو یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ یقیناً مردوں کو چاہئے کہ وہ نمازوں کی ادائیگی میں عورتوں سے ایک قدم آگے ہوں اور انہیں پانچوں نمازیں جماعت کے ساتھ ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ **لیکن عورتوں کے لئے نمازوں کی حفاظت بھی اسی قدر ضروری ہے جتنی مردوں کیلئے۔ کیونکہ عورتیں ہی دراصل اولاد کی تربیت کا سامان مہیا کرتی ہیں اس لئے اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ وہ اپنی نمازوں کی طرف توجہ کریں۔** جو عورت اپنی نماز کی حفاظت کرتی ہے وہ یقیناً اپنے بچوں کے جنت میں داخل ہونے کی ضمانت مہیا کرتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مَیں اب آپ کی توجہ ایک اور اہم بات کی طرف دلاؤں گا۔ اس بات کی طرف توجہ دلانے کی اس معاشرے میں بہت ضرورت ہے کیونکہ اس معاشرے میں مخالفین کی جانب سے اسلام کی اس بنیادی تعلیم پر بہت سے سوال اٹھائے جا رہے ہیں۔ بدقسمتی سے ہماری بہت سی بچیاں اور عورتیں بعض اوقات معاشرے کی اس گراوٹ کا حصہ بن جاتی ہیں اور احساس کمتری کا شکار ہو جاتی ہیں اور جو پردے کا حکم ہے اس کی بعض اوقات مکمل طور پر اطاعت نہیں کرتیں یا جو اہمیت اسے دینی چاہئے وہ نہیں دیتیں۔ ایک احمدی عورت اگر اسلامی تعلیم کے عائد کردہ فرائض ادا کرنے والی نہیں ہوتی تو یقیناً وہ اپنے ایمان کو گنوانے والی اور اپنے اس عہد کو توڑنے والی ہے جو اس نے بیعت کر کے کیا ہے۔ آپ سب کو اس بات کا اندازہ ہونا چاہئے کہ وہ لوگ جو معاشرے میں انقلاب پیدا کرنے والے ہوتے ہیں انہیں حقیقی تبدیلی لانے کیلئے یقیناً بہت سی مشکلات اور مخالفت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ وہ لوگ جو معاشرہ میں کسی بھی تبدیلی کو روکنا چاہتے ہیں وہ ایسے انقلابی لوگوں کی شدید مخالفت کرتے ہیں۔ اس ردعمل کا جواب بڑے جذبہ کے ساتھ اور بڑے جوش کے ساتھ اور مثبت عمل کے ساتھ انسان کو دینا چاہئے اور معاشرہ میں ایک مثبت تبدیلی لانے کیلئے کوشش جاری رکھنی چاہئے۔ اور اگر وہ اپنی ان قربانیوں کے فوری طور پر پھل نہیں دیکھ پاتیں تو آپ کے بچے اس کے پھل کھائیں گے اور وہ معاشرہ پائیں گے جن کیلئے ان کے والدین اور آباء نے مقدس قربانیاں دیں۔ ایک دنیادار شخص ہو سکتا ہے کہ مکمل طور پر مادیت پرستی چھوڑنے کیلئے تیار نہ ہو اور اپنی اس راہ پر قائم رہے جس سے نہ صرف اس کا نقصان ہے بلکہ وسیع پیمانہ پر معاشرے کا بھی نقصان ہے۔ تاہم ایک احمدی جو یہ وعدہ کرتا ہے کہ وہ اپنے دین کو دنیا پر ترجیح دیتا ہے اس کا کوئی بھی عمل ضد اور ڈھٹائی پر مبنی نہیں ہوتا بلکہ اس کا ہر عمل محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہوتا ہے۔ یا کم از کم ایسا ہونا چاہئے۔ ایک احمدی میں جب یہ بات راسخ ہو گی تو وہ اپنے ایمان کا اظہار مکمل خود اعتمادی اور بغیر کسی قسم کے احساس کمتری کے دنیا کے سامنے کر سکے گا۔ ایک احمدی جو کوئی بھی عمل کرتا ہے وہ صرف اس لئے نہیں ہوتا کہ وہ دنیا کو کسی نقصان سے بچائے بلکہ اس کا ہر عمل دنیا میں ایک پاک اور مثبت تبدیلی لانے کیلئے ہوتا ہے جس کا معاشرہ کو فائدہ ہوتا ہے۔ آجکل کے معاشرے کو بدلنے کیلئے، آنے والی نسلوں کیلئے ایک اچھے معاشرے کے قیام کیلئے یہ ضروری ہے کہ ہم وہ عمل کریں جو اللہ تعالیٰ کی برکتیں اور رحمتیں جذب کرنے والے ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس یاددہانی کے بعد **اب مَیں اسلام کی اس تعلیم کی طرف آپ کی توجہ دلاؤں گا جس کا ایک مومنہ عورت کے وقار سے تعلق ہے۔ یعنی پردہ کا حکم۔**

پردے کا حکم صرف 1400 سال قبل کی خواتین کے کیلئے نہیں آیا تھا، یا صرف ایشیا یا تیسری دنیا کی خواتین کیلئے نہیں تھا۔ بلکہ پردہ ہر مسلمان عورت پر فرض کیا گیا ہے۔ چاہے وہ دنیا کے کسی بھی خطہ میں رہنے والی ہو یا کسی بھی زمانے سے تعلق رکھتی ہو۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں سورۂ نور آیت 32 میں فرماتا ہے۔ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِھِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَھُنَّ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِھِنَّ عَلٰی جُیُوْبِھِنَّ۔ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِھِنَّ اَوْاٰبَآئِھِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِھِنَّ اَوْ اَبْنَآئِھِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِھِنَّ اَوْ اِخْوَانِھِنَّ اَوْ بَنِیْٓ اِخْوَانِھِنَّ اَوْبَنِیْٓ اَخَوٰتِھِنَّ اَوْ نِسَآئِھِنَّ اَوْمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُھُنَّ اَوِالتّٰبِعِیْنَ غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِالطِّفْلِ الَّذِیْنَ لَمْ یَظْھَرُوْا عَلٰی عَوْرٰتِ النِّسَآءِ۔ وَلَایَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِھِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِھِنَّ ۔وَتُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰہِ جَمِیْعًا اَیُّہَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ (النور:32) اور تو مومن عورتوں سے کہہ دے کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت ظاہر نہ کیا کریں سوائے اس کے کہ جو اس میں سے از خود ظاہر ہو۔ اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈال لیا کریں۔ اور اپنی زینتیں ظاہر نہ کیا کریں مگر اپنے خاوندوں کیلئے یا اپنے باپوں یا اپنے خاوندوں کے باپوں یا اپنے بیٹوں کیلئے یا اپنے خاوندوں کے بیٹوں کیلئے یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں یا اپنی بہنوں کے بیٹوں یا اپنی عورتوں یا اپنے زیرنگیں مردوں کیلئے یا مردوں میں ایسے خادموں کیلئے جو کوئی (جنسی) حاجت نہیں رکھتے یا ایسے بچوں کیلئے جو عورتوں کی پردہ دار جگہوں سے بے خبر ہیں۔ اور وہ اپنے پاؤں اس طرح نہ ماریں کہ (لوگوں پر) وہ ظاہر کر دیا جائے جو (عورتیں عموماً) اپنی زینت میں سے چھپاتی ہیں اور اے مومنو! تم سب کے سب اللہ کی طرف توبہ کرتے ہوئے جھکو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

اگر آپ سمجھتی ہیں کہ آپ ان مومنات میں سے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے احکامات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات پر عمل کرنے کا عہد کرتی ہیں اور امام الزماں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کرنے والی ہیں تو پھر یہ تعلیم آپ کیلئے اتنی ہی اہم ہے جتنی کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کی خواتین کیلئے تھی۔ جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں یہ حکم تمام مسلمان خواتین کیلئے ہے چاہے وہ کسی بھی خطہ ارض کی رہنے والی ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مَیں یہ بھی واضح کر دوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان احکامات سے قبل مردوں کو بھی یہ حکم دیا ہے کہ وہ اپنی نظروں کو نیچا رکھیں اور مرد عورتوں کو کسی بھی طور بری نظر سے نہ دیکھیں۔ اس لئے اسلام نے کوئی ناانصافی نہیں کی اور نہ ہی طرفداری کی ہے۔

اسی طرح یہ بھی واضح ہو کہ اسلام یہ نہیں کہتا کہ عورتیں صرف گھر کی چاردیواری میں محصور ہو کر رہ جائیں۔ اگر ایسا ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیوں کہتے کہ آدھا ایمان عائشہ رضی اللہ عنہا سے سیکھو اور لوگ سیکھا بھی کرتے تھے۔ یہ روایت کیا گیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بعض اوقات ایسی مجالس سے بھی خطاب فرمایا کرتی تھیں جن میں مرد بھی بیٹھا کرتے تھے تاکہ ان سے اسلام سیکھا جائے۔ پھر جنگوں میں بھی عورتوں نے بڑے وقار اور بڑے جذبہ کے ساتھ اپنے فرائض کو نبھایا اور مختلف کام سرانجام دیئے۔ بعض خواتین کو جنگوں میں مرہم پٹی اور بعض دیگر خدمات سونپی گئیں۔ بعض خواتین نے تو جنگوں

میں با قاعدہ لڑائی میں بھی حصہ لیا۔ حضرت اُمِّ عمارہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ایک جنگ میں انہوں نے ایسی زبردست جنگی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا کہ مرد بھی ان کی بہادری پر حیران ہو کر رہ گئے۔ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا علم ہوا کہ یہ حضرت اُمّ عمارہ رضی اللہ عنہا ہیں جبکہ بعض دیگر مرد اس حیرانی میں یہ نظارہ دیکھ رہے تھے کہ گویا کوئی جوان لڑکا جنگ لڑ رہا ہے کیونکہ انہوں نے اپنے آپ کو اس طرح ڈھانپا ہوا تھا کہ احساس بھی نہ ہوتا تھا کہ کوئی عورت لڑ رہی ہے۔ اسی طرح ایک اور جنگ کے موقع پر حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بچاتے ہوئے بہادری کے عظیم جوہر دکھائے اور بعض زخم ایسے کھائے کہ کوئی باہمت مرد بھی شاید ان زخموں کی تاب نہ لاسکتا۔ اپنی اس اولوالعزمی کے نتیجہ میں آپ رضی اللہ عنہا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تعریفی کلمات اور خوشنودی حاصل ہوئی۔

اس لئے آپ سب یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے جو احکامات قرآن کریم میں بیان ہوئے ہیں، ان پر عمل کرنا آپ کی ذمہ داری ہے۔ کیا آپ چاہتی ہیں کہ حضرت اُمّ عمارہ رضی اللہ عنہا جیسا مقام حاصل کریں۔ اگر آپ یہ سمجھتی ہیں کہ ویسے ہی بیٹھے بیٹھے آپ اس مقام کو حاصل کر سکتی ہیں تو یہ آپ کی غلطی ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے آپ کو ہر حال میں اپنی ذاتی خواہشات کو پس پشت ڈالنا ہوگا۔ اس احساس کمتری کا شکار نہیں ہونا کہ لوگ آپ کے بارے میں کیا سوچتے ہیں۔ کسی قسم کے طنز اور مزاح سے آپ کے وقار کو کوئی فرق نہیں پڑنا چاہئے۔ اپنی زندگیوں کو قرآن کریم کی تعلیمات کی روشنی میں ڈھالیں صرف تب جا کر آپ حقیقی مومنہ عورت کہلا سکتی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
آج آپ ثابت کر دیں کہ آپ صرف جلسہ میں ہونے کی وجہ سے پردہ نہیں کر رہیں بلکہ صرف خدا تعالیٰ کو خوش کرنے کیلئے پردہ کر رہی ہیں۔ آپ ثابت کر دیں کہ آپ صرف لجنہ یا جماعتی کاموں کیلئے حجاب اور باوقار لباس نہیں پہنتیں۔ آج آپ اس عہد کی تجدید کریں کہ کوئی بھی دنیاوی خواہشات آپ کو اپنے پردہ سے دور نہیں کر سکتیں۔ جو بھی تنگی اور سختی جھیلنی پڑے یا آپ کو لوگوں کی طرف سے مذاق کا نشانہ بنایا جائے آپ قطعاً اس کی پرواہ نہ کریں گی۔ بلکہ آپ نے یہ عہد کرنا ہے کہ آپ یہ سب صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے کر رہی ہیں اور اس راہ میں آپ دنیا کی کسی بھی چکا چوند اور مادیت سے ہرگز مرعوب نہیں ہوں گی۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ یہ پردہ اور مذہبی لباس آپ کے وقار اور شرم و حیا کا حصہ ہے اور اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایک مومنہ عورت کو اس کی پابندی کرنے کا حکم دیا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
مجھے بعض اوقات شکایات اور رپورٹیں ملتی ہیں کہ بعض عورتیں اپنے سروں کو اجلاسات کے موقع پر تو ڈھانپتی ہیں لیکن جب کسی شاپنگ مال جاتی ہیں بڑے تنگ اور فٹنگ والے کپڑے پہنتی ہیں، جینز پہنتی ہیں یا ایسی قمیصیں جو کہ بمشکل ان کی کمر تک آ رہی ہوتی ہیں۔ یاد رکھیں کہ ایسا پردہ اور ایسی بے حیائی آپ کا مذہب سے مذاق ہے۔ بہت سے مواقع پر میں نے احمدیوں کو توجہ دلائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف چہرے کے پردہ کا حکم نہیں دیا بلکہ تمام جسم کے پردہ کا حکم دیا ہے۔ یہ بھی قرآن کریم کی اس آیت سے ثابت ہے جو میں نے پیش کی ہے۔ پس جب آپ اپنے گھر سے باہر جائیں تو یہ ضروری ہے کہ آپ کھلا اوور کوٹ پہنیں یا لمبی شال لیں اور یہ شال بھی پورے جسم کو ڈھانپتی ہو۔ حتیٰ کہ اس برقعہ کوٹ کے نیچے بھی آپ ٹی شرٹ یا چھوٹی سکرٹ نہ پہنیں۔ اگر آپ ایسا نہ کریں تو نہ صرف یہ پردہ کی خلاف ورزی ہے بلکہ اس سے آپ کی بے حیائی کا بھی اظہار ہو رہا ہوگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حیا ایمان کا حصہ ہے۔

ایک اور موقع پر آپ نے فرمایا کہ ہر مذہب کی ایک خاص پہچان ہوتی ہے اور اسلام کی پہچان حیا ہے۔ ایسے افراد پر لعنت بھیجی گئی ہے جو پاکدامنی اختیار نہیں کرتے۔ لہٰذا اپنے ایمان کی حفاظت کرنے کیلئے اور اسلام کی اصل تصویر پیش کرنے کیلئے آپ کو ہر صورت میں اپنے لباس میں ہر قسم کی کمی کو دور کرنا ہوگا اور ہر صورت اپنی عفت کی حفاظت کرنی ہوگی کیونکہ ایسا کرنے سے آپ کا ایمان محفوظ ہوگا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ بہت ہی معمولی معیار کا پردہ آپ سے صرف اس بات کا تقاضا کرتا ہو کہ آپ صرف اپنے بال اور ٹھوڑی ڈھانپیں۔ تاہم اگر آپ نے اس قسم کا پردہ کرنا ہے تو پھر میک اَپ نہیں کرنا چاہئے۔ اسلام عورتوں کو کام کرنے سے نہیں روکتا، لیکن ایسے کام کی اجازت نہیں ہے جس میں نامناسب لباس پہن کر ایک مسلمان عورت کے وقار کا سمجھوتہ ہوتا ہو۔ یقیناً دنیا بھر میں ایسی احمدی عورتیں ہیں جو ڈاکٹر ہیں، ٹیچر ہیں، انجینئر ہیں، سائنسدان ہیں اور دیگر بہت سے ایسے پروفیشن اپنائے ہوئے ہیں، لیکن یہ تمام کام کرتے ہوئے بھی یہ خواتین اپنی عفت کا اعلیٰ معیار اور پردہ کو برقرار رکھے ہوئی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسی آیت کے ضمن میں جو مَیں نے پہلے بیان کی تھی، عورت کے پردہ اور شرم و حیا کے بارے میں فرماتے ہیں۔

''یعنی ایمانداروں کو جو مرد ہیں کہہ دے کہ آنکھوں کو نامحرم عورتوں کے دیکھنے سے بچائے رکھیں اور ایسی عورتوں کو کھلے طور سے نہ دیکھیں جو شہوت کا محل ہو سکتی ہوں اور ایسے موقعہ پر خوابیدہ نگاہ کی عادت پکڑیں۔ اور اپنے ستر کی جگہ کو جس طرح ممکن ہو بچاویں۔ ایسا ہی کانوں کو نامحرموں سے بچاویں یعنی بیگانہ عورتوں کے گانے بجانے اور خوش الحانی کی آوازیں نہ سنیں۔ ان کے حسن کے قصے نہ سنیں۔ یہ طریق پاک نظر اور پاک دل رہنے کیلئے عمدہ طریق ہے''۔

پھر عورتوں کے بارے میں فرماتے ہیں: ''ایسا ہی ایماندار عورتوں کو کہہ دے کہ وہ بھی اپنی آنکھوں کو نامحرم مردوں کے دیکھنے سے بچائیں اور اپنے کانوں کو بھی نامحرموں سے بچائیں یعنی ان کی پُرشہوت آوازیں نہ سنیں اور اپنے ستر کی جگہ کو پردہ میں رکھیں۔ اور اپنی زینت کے اعضاء کو کسی غیر محرم پر نہ کھولیں اور اپنی اوڑھنی کو اس طرح سر پر لیں کہ گریبان سے ہو کر سر پر آ جائے۔ یعنی گریبان اور دونوں کان اور سر اور کنپٹیاں سب چادر کے پردہ میں رہیں۔ اور اپنے پیروں کو زمین پر ناچنے والوں کی طرح نہ ماریں۔ یہ وہ تدبیر ہے کہ جس کی پابندی ٹھوکر سے بچا سکتی ہے''۔

پھر فرماتے ہیں کہ:۔

''اور دوسرا طریق بچنے کیلئے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کریں اور اس سے دعا کریں تا ٹھوکر سے بچاوے اور لغزشوں سے نجات دے۔ زنا کے قریب مت جاؤ۔ یعنی ایسی تقریبوں سے دور رہو جن سے یہ خیال بھی دل میں پیدا ہو سکتا ہو اور ان راہوں کو اختیار نہ کرو جن سے اس گناہ کے وقوع کا اندیشہ ہو۔ جو زنا کرتا ہے وہ بدی کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے۔ زنا کی راہ بہت بری راہ ہے یعنی منزل مقصود سے روکتی ہے اور تمہاری آخری منزل کیلئے سخت خطرناک ہے''۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 342-341)

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس زندگی میں صراط مستقیم کے ہر مرحلہ پر بہت سی رکاوٹیں اور مشکلات ہیں اور ایک مومن مرد اور عورت کا یہ فرض ہے کہ ان مشکلات اور رکاوٹوں سے سرخرو ہو کر گزرے۔ اگر اسلام کی حقیقی تعلیمات کی ہمیشہ پیروی کی جائے تو عدم اعتمادی کبھی پیدا نہ ہوتی، جو بدقسمتی سے بہت سے خاوندوں اور بیویوں کے درمیان پیدا ہو رہی ہے۔ ان کے گھر جو صرف ایک دوسرے کے حقوق ادا نہ کرنے کی وجہ سے تباہ ہو رہے ہیں، ہرگز تباہ نہ ہوتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک مومن کی نشانی یہ ہے کہ وہ خدا کے احکامات کو اس نگاہ سے نہیں دیکھتا جس طرح روحانی اندھا اور بہرے دیکھتے ہیں۔ لہٰذا ایک مومن کا یہ فرض ہے کہ وہ مستقل مزاجی سے تمام اسلامی تعلیمات اور حکموں پر مکمل طور پر عمل کرتا رہے۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ مومنوں کو گہرائی سے چیزیں پرکھنے کی صلاحیت دی جاتی ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر اندھوں اور بہروں جیسا رویہ دکھانا منکرین کی علامت ہے۔ ایسے لوگوں کی روحانی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے اور وہ اس قابل نہیں رہتے کہ پاک اور نیک تعلیمات کو سن سکیں اور ان پر عمل کر سکیں۔ لیکن آپ خواتین جنہوں نے امام الزماں کو مانا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی غلام تھے ہرگز اچھی باتوں کو چھوڑ نہیں سکتے اور اسی کا اطلاق احمدی مردوں پر بھی ہوتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بدقسمتی سے اس تمام تعلیم کی طرف توجہ کا سخت فقدان ہے لیکن مجھے امید ہے اور میں یہ توقع کرتا ہوں کہ میری آج کی یاددہانی کے بعد آپ سب دوبارہ سے اس طرف توجہ کریں گی اور روحانی طور پر ایک نئی روح پائیں گی انشاء اللہ۔ مَیں یہ بھی امید کرتا ہوں اور توقع کرتا ہوں کہ تمام احمدی خواتین اب اپنے حقیقی مقام کو پہچانیں گی اور یہ بات سمجھ جائیں گی کہ دنیا کی چکا چوند اور کشش جو کہ خالصتاً سطحی ہے، اس میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔ تمام سطحی چیزیں اس دنیا میں ہی رہ جائیں گی جبکہ آگے حقیقی اور نہ ختم ہونے والی زندگی ہی جائے گی اور جو بھی نیک اعمال ہم نے اس عارضی دنیا میں کئے ہیں ضرور ثمر آور ہوں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
مجھے بعض عورتوں اور حتیٰ کہ بچیوں کی طرف سے خطوط ملتے ہیں کہ کچھ عرصہ تک وہ بھی دنیا کی مادی اور سطحی چیزوں سے متاثر ہو گئی تھیں اور پھر وقت کے ساتھ انہوں نے جانا کہ یہ ان کی بڑی غلطی تھی۔ وہ لکھتی ہیں کہ جو کچھ بھی ان کا اس دنیا میں تھا، سب ختم ہو چکا ہے اور اس کے ساتھ وہ خدا کے غضب کی وارث بھی ٹھہری ہیں۔ مزید یہ کہ بعض مرد اور عورتیں بڑے افسوس اور دکھ کا اظہار کرتے ہوئے اپنی اولاد کی حالت کے بارے میں لکھتے ہیں۔ ان کے الفاظ سے دلی تکلیف واضح ہوتی ہے کہ ان کے بچے نہ صرف مذہب سے دور چلے گئے ہیں بلکہ اپنے والدین کی طرف بھی توجہ نہیں ہے اور نافرمان ہیں۔ اس لئے قبل اس سے کہ بہت دیر ہو جائے اور قبل اس کے کہ آپ اس دنیا کی مادیت میں ڈوب جائیں، اپنے دلوں کو بکلی خدا تعالیٰ سے جوڑیں، اسی سے تعلق قائم کریں اور اس تعلق کو کبھی بھی زائل نہ ہونے دیں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے حقوق ادا کریں اور قرآن کریم کی ہر ایک ہدایت کو انتہائی اہم گردانیں اور اپنی بہترین صلاحیتوں کے مطابق اس پر عمل کریں۔ آپ کی ظاہری حالت قرآن کریم کی تعلیمات کے مطابق ہو کیونکہ یہ اس دنیا میں بھی اور اگلی زندگی میں بھی آپ کی فلاح کا باعث ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:
وہ احمدی خواتین جو پاکستان سے آئی ہیں انہیں اپنی ذمہ داریوں کا زیادہ ادراک ہونا چاہئے کیونکہ احمدیت آپ کے خون میں زیادہ دیر سے موجود ہے بہ نسبت ان کے جو بعد میں احمدیت کی آغوش میں آئی ہیں۔ اس لئے انہیں نومبائعین یا مقامی احمدیوں کیلئے روشن مثال ہونا چاہئے اور دوسروں کیلئے یہ نمونہ صرف قرآن کریم کی ایک یا دو تعلیمات میں نہ ہو بلکہ انہیں ہر حکم پر عمل کرنے کی مثال بننا چاہئے اور اس طرح اپنے اردگرد تمام لوگوں کی ہدایت کیلئے روشنی کی کرن ہوں۔

لوکل احمدی خواتین سے آج مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ میں سے بعض کو اب احمدی ہوئے بہت عرصہ ہو چکا ہے اور آپ کے بچے اور پوتے نواسے بھی ماشاء اللہ احمدی ہیں۔ اس لئے صرف پاکستانی احمدی خواتین ہی ایسی نہیں ہونی چاہئیں جو مثالی نمونہ قائم کریں بلکہ آپ سب کو بھی دوسروں کیلئے نمونہ ہونا چاہئے۔ اسی طرح نومبائعین ہمیشہ یاد رکھیں کہ اگر پرانے احمدی اپنے اندر روحانی طور پر انقلابی تبدیلی پیدا نہیں کرتے تو یہ بات آپ کو ایسا کرنے سے مانع نہیں ہونی چاہئے۔ لہٰذا وہ جو حال ہی میں احمدی ہوئی ہیں انہیں روحانی انقلاب پیدا کرنے کا ذریعہ بننا چاہئے اور اپنی زندگی کے تمام پہلوؤں میں حقیقی اسلام کی مثال پیش کرنی چاہئے۔ **ہمیشہ یاد رکھیں کہ وہ شخص جو پاکیزگی میں بڑھتا ہے، وہی اللہ تعالیٰ کو پیارا ہوتا ہے۔** اللہ تعالیٰ کو پرانے یا نئے احمدی ہونے سے کوئی واسطہ نہیں بلکہ صرف پاکباز اور نیکوکاروں سے ہے۔ اللہ کرے کہ میرے الفاظ آپ لوگوں کے نیکی کے معیاروں کو بڑھانے کا باعث بنیں تاکہ احمدیت جو کہ حقیقی اسلام ہے، اس کا حسین بیج ہماری آنے والی نسلوں میں خوبصورت پھول کھلاتا رہے اور ہمیشہ اس کی بڑھوتی ہوتی رہے۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین۔ اب آپ سب دعا میں میرے ساتھ شامل ہو جائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب ایک بجکر پچاس منٹ تک جاری رہا۔ خطاب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔ دعا کے بعد خواتین نے بڑے پُرجوش اور ولولہ انگیز نعرے بلند کئے اور کچھ دیر کیلئے خواتین کی جلسہ گاہ نعروں سے گونجتی رہی۔ بعدازاں لجنہ اور بچیوں کے مختلف گروپس نے دعائیہ نظمیں اور ترانے پیش کئے۔ افریقن، امریکن خواتین نے اپنے روایتی انداز میں کلمہ اور دیگر حمدیہ نظمیں پیش کیں۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز زنانہ جلسہ گاہ سے، مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لے آئے اور نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

بعدازاں سہ پہر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

Reception ریسیپشن

پروگرام کے مطابق چھ بجکر 20 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہوٹل سے جلسہ گاہ کیلئے روانہ ہوئے اور ساڑھے چھ بجے جلسہ گاہ آمد ہوئی۔ جلسہ گاہ State Farm Show

Complex کے ایک ہال میں غیر مسلم اور غیر احمدی مہمانوں کیلئے ایک Reception کا اہتمام کیا گیا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت اس تقریب کے آخری حصہ میں شرکت فرمائی۔

اس تقریب میں شرکت کرنے والے مہمانوں میں!

Paul Monteiro Office of Public Engagment, Th White House.

Tina Ramirez, Director of Government Relations, Becket Fund for Religious Liberty.

Ronald waters, Pennsylvania State Representative.

Sue Helm.Pennsylvania State Representative.

Linda Thompson, Mayor of Harrisburg.

Dr. Paula Sanders, Professor of History and Dean of Graduate Studeis, Rice University.

Herman Mustafaa Carroll, Executive Director Council on American Islamic Relations.

شامل تھے۔

اس کے علاوہ فیڈرل آفیشلز، سٹیٹ آفیشلز، سٹی آفیشلز، یہودیت، عیسائیت کے مذہبی رہنما، Jurists، وکلاء، ڈاکٹرز، پروفیسرز، کیمونٹی لیڈرز اور زندگی کے مختلف طبقوں سے تعلق رکھنے والے مجموعی طور پر 260 مہمان شامل تھے۔ بنگلہ دیش سے تعلق رکھنے والے ایک جج Surandra Kumar Sinha بھی اس تقریب میں شامل تھے۔

احمدیہ مسلم ہیومینیٹی ایوارڈ

جماعت احمدیہ امریکہ گزشتہ سال سے Ahmadiyya Muslim Humanitarian Award دے رہی ہے۔ امسال یہ ایوارڈ جلسہ سالانہ امریکہ کے موقع پر آج اس تقریب کے دوران Tina Ramirez ڈائریکٹر آف گورنمنٹ ریلیشنز کو دیا گیا۔ یہ ایوارڈ Ms Tina نے حضور انور کے دست مبارک سے حاصل کیا۔

موصوفہ کو یہ انعام ان کی سالہا سال کی خدمت کی بنیاد پر دیا گیا۔ جو انہوں نے عام انسانی حقوق اور پناہ گزینوں کے تحفظ کیلئے کی اور مظلوم جماعتوں کی عالمی مذہبی آزادی کیلئے مسلمان دنیا میں عوام کی سطح پر وکالت کی جس میں انڈونیشیا اور بنگلہ دیش قابل ذکر ہیں۔ 2008ء میں موصوفہ انڈونیشیا گئیں اور احمدیوں پر حکومتی پابندیوں اور فرقہ وارانہ تشدد کے خلاف دفاع کیا۔ ان کے قانونی کاموں کی وجہ سے انڈونیشیا کی طرف سے ملک بھر میں احمدیوں کی سرگرمیوں پر پابندی لگانے والے قانون کو نہایت تنقید کی نگاہ سے دیکھا گیا۔ یہ اپنے کام کی وجہ سے معروف حیثیت رکھتی ہیں۔

اجتماعی ملاقاتیں

اس تقریب میں شمولیت کے بعد سات بجکر 20 منٹ پر، حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لے آئے جہاں پروگرام کے مطابق مرد احباب کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات تھی۔

امریکہ کی مختلف جماعتوں سے آئے ہوئے احباب ایک قطار میں چلتے ہوئے باری باری حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پاس سے گزرتے اور شرف مصافحہ حاصل کرتے۔ ہر ایک اپنے اپنے رنگ میں حضور انور کی خدمت میں دعا کیلئے عرض کرتا اور پھر اپنے پیارے آقا کی دعائیں حاصل کرتے ہوئے اور تسکین قلب لئے ہوئے آگے گزر جاتا۔ حضور انور سے ملنے کے بعد بعض کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔ ہر ایک کے اپنے اپنے جذبات تھے جنہیں وہ اپنے سینے میں لئے ہوئے ان مبارک لمحات سے فیضیاب ہو رہا تھا۔

ملاقات کرنے والوں میں جوان بھی تھے اور بوڑھے بھی تھے، بچے بھی تھے اور بیمار بھی تھے۔ بعض لوگ ویل چیئر پر کسی دوسرے کے سہارے اپنا آقا سے ملنے آئے۔ بعض ایسے بوڑھے بھی تھے کہ چلنے پھرنے میں مشکل تھی مگر گرتے پڑتے اپنے پیارے آقا سے شرف مصافحہ کیلئے آن پہنچے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ شفقت طلباء کو قلم اور چھوٹی عمر کے بچوں کو چاکلیٹ عطا فرماتے۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام آٹھ بجکر 40 منٹ تک جاری رہا۔ اس دوران قریباً ڈیڑھ ہزار افراد نے شرف مصافحہ کی سعادت پائی۔

تقریب آمین

اس کے بعد پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق تقریب آمین کا انعقاد ہوا۔ جس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل 45 بچوں اور بچیوں سے قرآن کریم کی ایک ایک آیت سنی اور آخر پر دعا کروائی۔

عزیزم بلال احمد، Moiz ارائیں، Suman محمود، ماہا ارائیں، حامیہ محمود، صالحہ حبیب، مصباح احمد، مہ نور خالد خان، Samamr، احمد، عروشہ نور، حبیب خان، Zohayr احمد، Arshia احمد، منیزہ شمس، Adeena بیگ، فلک جاوید، عمر سعید، Areeb امجد، Salek خان، ماریہ شاہد، شاہ زیب ملک، مائزہ احمد، شاہ زیب خان، فاروق عمر، اطہر اعوان، مریم ظفر، ولید سعید، Ana سارہ احمد، صباحت رحمٰن، خلیق احمد طاہر، مرینہ خان، طلحہ محمود، عثمان چوہدری، مہر مظفر، Shazil احمد، Maherah احمد، مشعل اعجاز، مائزہ نبیل، زارا احمد، ملیحہ احمد، ایاز احمد، Seemal احمد،

آمین کی اس تقریب میں شامل ہونے والے بچوں اور بچیوں کا تعلق درج ذیل جماعتوں سے تھا۔

Brooklyn, Austin, Alabama, Albany سینٹرل ورجینیا، شکاگو ویسٹ، کولمبس (Columbus)، Dallas، Dayton Hartford، Georgia, Carolina, Datroit ہیوسٹن ساؤتھ، ہیوسٹن ویسٹ، لاس اینجلس ایسٹ، Long Island، میامی، نارتھ جرسی، Queens روچسٹر، San Diego سیاٹل، Syracuse, Silicon Valley

تقریب آمین کے بعد 9 بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ گاہ سے اپنی رہائشگاہ ہوٹل Sheraton تشریف لے گئے۔

یکم جولائی 2012ء بروز اتوار

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح چار بجکر 40 منٹ پر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی اپارٹمنٹ میں تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری امور سرانجام دیئے۔

اختتامی اجلاس

آج جماعت احمدیہ یو ایس اے کے جلسہ سالانہ کا آخری دن تھا۔ جلسہ کے اختتامی اجلاس میں شرکت کیلئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گیارہ بجکر پچاس منٹ پر ہوٹل سے جلسہ گاہ کیلئے روانہ ہوئے۔ بارہ بجکر پانچ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ جونہی جلسہ گاہ میں داخل ہوئے اور سٹیج پر تشریف لائے تو جلسہ گاہ نعروں سے گونج اٹھی۔ احباب نے بڑے پُرجوش اور ولولہ انگیز نعرے لگائے۔

جلسہ کے اختتامی اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ حافظ مبارک احمد سکوئی صاحب نے تلاوت قرآن کریم پیش کی اور اس کا انگریزی ترجمہ طارق شریف صاحب نے پیش کیا۔

بعد ازاں حضرت اقدس مسیح موعود کا منظوم کلام ؎

لوگو سنو! کہ زندہ خدا وہ خدا نہیں
جس میں ہمیشہ عادت قدرت نما نہیں

عزیزم بلال راجہ صاحب نے خوش الحانی سے پیش کیا اور اس نظم کا انگریزی ترجمہ مکرم عمر شریف صاحب نے پیش کیا۔

تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے احمدی طلباء میں اسناد و میڈلز کی تقسیم

اس کے بعد تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے طلباء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سندات عطا فرمائیں اور گولڈ میڈل پہنائے۔

درج ذیل خوش قسمت طلباء نے یہ ایوارڈ حاصل کرنے کا شرف پایا۔

1۔ عزیزم متکلم سندھو۔ ہائی سکول کے فائنل امتحان میں 99 فیصد نمبر حاصل کئے۔

2۔ عزیزم سید جبرائیل احمد۔ ہائی سکول کے فائنل امتحان میں 99 فیصد نمبر حاصل کئے۔

3۔ عزیزم جری اللہ سیفی۔ IDAHO سٹیٹ یونیورسٹی سے 3.99 گریڈ کے ساتھ B.Sc کی ڈگری حاصل کی۔

4۔ عزیزم سید حسان احمد۔ MIAMI یونیورسٹی سے 3.92 گریڈ کے ساتھ B.Sc کی ڈگری حاصل کی۔

5۔ ڈاکٹر عاطف میاں صاحب۔ Ph.D موصوف پرنسٹن یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں اور Academic Economics کی فیلڈ میں نیشنل ایکسپرٹ تسلیم کئے جاتے ہیں۔

6۔ عزیزم باسل احمد۔ ہائی سکول کے فائنل امتحان میں 95 فیصد نمبر حاصل کئے۔

7۔ عزیزم مامون رشید George Mason یونیورسٹی سے 3.8 گریڈ میں M.Sc کی ڈگری حاصل کی۔

8۔ عزیزم عالم زیب خان۔ Texas یونیورسٹی سے 3.81 گریڈ میں M.Sc کی ڈگری حاصل کی۔

نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ پاکستان کے تحت پاکستان کی مختلف یونیورسٹیوں اور کالجوں سے پہلی، دوسری اور تیسری پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء نے بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دست مبارک سے سندات اور گولڈ میڈل حاصل کئے۔

1۔ ڈاکٹر محمد علی مختار صاحب پنجاب یونیورسٹی سے ایم بی بی ایس کے امتحان میں اول پوزیشن حاصل کی۔ 1988ء۔

2۔ عزیزم انتصار ناصر۔ کیمبرج یونیورسٹی Overseas Syndicate کے تحت O-Level کے امتحان میں پہلی پوزیشن حاصل کی۔ 2008ء

3۔ اویس خاور بٹ صاحب پنجاب یونیورسٹی سے ایم ایس سی میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔ 2003ء

تقسیم ایوارڈ کی تقریب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس اطفال الاحمدیہ یو ایس اے، مجلس خدام الاحمدیہ یو ایس اے اور مجلس انصار اللہ یو ایس اے کی نمایاں کارکردگی دکھانے والی مجالس کو سندات خوشنودی اور علم انعامی عطا فرمائے۔

حضور انور کا اختتامی خطاب

بعد ازاں پونے ایک بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انگریزی زبان میں اپنا اختتامی خطاب فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد و تعوذ کے بعد سورۃ فاتحہ کی تلاوت فرمائی۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: امریکہ ان ممالک میں سے ہے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام اور بعض تحریریں آپ کی زندگی میں ہی پہنچ گئی تھیں اور یہ سب غیر معمولی طریق پر ہوا۔ درحقیقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام امریکہ میں ایک آدمی کی وجہ سے پہنچا جس کا نام، جان الیگزینڈر ڈوئی تھا۔ یہ ذلیل شخص مسلسل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف انتہائی بدزبانی اور یاوہ گوئی سے کام لیتا رہا۔ اس نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ اسلام جلد ہی صفحہ ہستی سے نابود ہو جائے گا۔ وہ اپنی اس دروغ گوئی اور گالی گلوچ کرنے سے باز نہ آتا۔ ڈوئی نے یہیں بس نہیں کی بلکہ اس حد تک بڑھ گیا کہ اس نے دنیا کے سامنے خدا تعالیٰ کا پیغمبر ہونے کا دعویٰ کر ڈالا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بے مثال محبت اور غیرت نے ڈوئی کی طرف سے کی جانے والی مسلسل یاوہ گوئی اور بدزبانی کو برداشت نہ کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

"مفتری کذّاب اسلام کا خطرناک دشمن ہے۔ بہتر ہے اس کے نام ایک کھلا خط چھاپ کر بھیجا جاوے اور اس کو مقابلہ کیلئے بلایا جاوے۔ اسلام کے سوا دنیا میں کوئی سچا مذہب نہیں ہے اور اسلام ہی کی تائید میں برکات اور نشان ظاہر ہوتے ہیں۔ میرا یقین ہے کہ اگر یہ مفتری میرا مقابلہ کرے گا، تو سخت شکست کھائے گا اور اب وقت آ گیا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کے افتراء کی اس کو سزا دے۔"

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 234۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

پس اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ڈوئی کو مباہلہ کا چیلنج دیا۔ مباہلہ کا یہ اعلان مختلف اخبارات میں چھپا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مباہلہ کے چیلنج کو بار بار دہرایا۔ اس مباہلہ کی خبر یہاں امریکہ میں بھی بڑی کثرت کے ساتھ اخبارات میں چھپی اور ہر طرف پھیل گئی اور اس چیز کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں ذکر فرمایا ہے۔ (ماخوذ از حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 505-506) جب اس مباہلہ کی خبر ڈوئی تک پہنچی اور اسے اس مباہلہ کا جواب دینے کیلئے

کہا گیا تو اس شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف حقارت آمیز زبان استعمال کرتے ہوئے کہا۔

''ہندوستان میں ایک بیوقوف محمدی مسیح ہے جو مجھے بار بار لکھتا ہے کہ مسیح یسوع کی قبر کشمیر میں ہے اور لوگ مجھے کہتے ہیں کہ تُو اس کا جواب کیوں نہیں دیتا اور کہ تو کیوں اس شخص کا جواب نہیں دیتا۔ مگر کیا تم خیال کرتے ہو کہ مَیں ان مچھروں اور مکھیوں کا جواب دوں گا۔ اگر میں ان پر اپنا پاؤں رکھوں تو میں ان کو کچل کر مار ڈالوں گا''۔

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 509)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ قطع نظر اس کے کہ ڈوئی اس مباہلہ کے چیلنج کو قبول کرتا ہے یا نہیں وہ اور اس کا شہر خدا تعالیٰ کے عذاب سے نہیں بچ پائیں گے اور اس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی بڑی آفت پہنچے گی۔

(ماخوذ از حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 506 حاشیہ)

شگاگو کے ایک مشہور اخبار نے اپنی 28 جون 1903ء کی اشاعت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چیلنج کے حوالہ سے ایک آرٹیکل شائع کیا۔ اس آرٹیکل کی سرخی تھی کہ 'کیا ڈوئی اس مقابلے میں نکلے گا؟' اس آرٹیکل میں متن کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ڈوئی کی تصویریں بھی پہلو بہ پہلو لگائی گئیں۔ اس اخبار نے لکھا کہ مرزا صاحب کہتے ہیں کہ ڈوئی مفتری ہے اور میں دعا کرنے والا ہوں کہ وہ اسے میری زندگی میں نیست و نابود کرے اور پھر کہتے ہیں کہ جھوٹے اور سچے میں فیصلہ کا طریق بھی یہی ہے کہ خدا تعالیٰ سے دعا کی جاوے کہ دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جاوے۔

(ماخوذ از حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 505 حاشیہ)

پس یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا چیلنج تھا اور پوری دنیا نے اس چیلنج کا انجام بھی دیکھا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے عین مطابق ہوا۔ ڈوئی کے اس ذلت آمیز زوال کو ساری دنیا نے دیکھا جب اس نے اپنے زمانہ عروج میں اپنی طاقت اور پارسائی کا مظاہرہ کرنے کی کوشش میں ایک بہت بڑا جلسہ منعقد کیا۔ جس کا مقصد سامعین کو اپنے مسحور کن اور طلسمی بیان سے متاثر کرنا تھا۔ اس نے مہینوں اس تقریب کی تیاری کی۔ بالآخر جب وقت آن پہنچا اور وہ تقریر کرنے کیلئے کھڑا ہوا تو ولولہ انگیز تقریر کرنے کی بجائے اس کی آواز یکلخت بدل گئی اور اس نے عجیب و غریب قسم کی آوازیں نکالنا شروع کر دیں۔ اس کو اپنی زبان پر قابو نہ رہا۔ ڈوئی اپنے فن خطابت سے ہر ایک کو متاثر کرنے کا ارادہ رکھتا تھا مگر درحقیقت ایسا نہ ہوا اور سامعین متنفر ہو کر جلد ہی اس جلسہ سے چل دیئے اور ڈوئی ذلیل و خوار ہو کر رہ گیا۔ پس وہ تقریب جس میں ڈوئی اپنے فن اور طاقت کا مظاہرہ کرنا چاہتا تھا اس کے ذلت آمیز تنزل کے آغاز کا باعث بن گئی۔ اس واقعہ کے بعد اس کی ساری زندگی زبوں حالی کا شکار ہو گئی۔ اس کو فالج ہو گیا، اس کی بیوی اس کو چھوڑ کر چلی گئی اور اس کی نسل منقطع ہو گئی۔

(ماخوذ از امریکہ کے ڈاکٹر الیگزنڈر ڈوئی کا عبرتناک انجام از چوہدری خلیل احمد صفحہ 47 تا 52، 61 مطبوعہ الشرکۃ اسلامیہ لمیٹڈ 1954ء)

آج ہم دیکھ سکتے ہیں کہ پوری دنیا میں ڈوئی کی نسل کے کوئی آثار نہیں ملتے۔ وہ شخص جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چیلنج کا مقابلہ کرنے کی کوشش کی وہ پیشگوئی کے پہلے دو سالوں کے دوران ہی مکمل طور پر تباہ و برباد ہو کر رہ گیا۔ اور وہ زبان جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ کے لئے غلیظ اور خوفناک گالیاں نکلتی تھیں ہمیشہ کیلئے کاٹ دی گئی اور ذلت اور شرمندگی کے سوا اس کے پاس کچھ نہ بچا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ تو ڈوئی کا انجام تھا لیکن چیلنج دینے والے شخص یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کیا بنا؟ ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کس عظمت اور شان کے ساتھ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کے ساتھ اس کی روحانی اور جسمانی نسل کی ترقی کے متعلق کئے گئے اپنے وعدہ کو پورا کیا اور آپ سب کی یہاں پر موجودگی اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے دعویٰ میں سچے تھے اور ہیں۔ آپ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندے تھے اور آپ کو خدا تعالیٰ کی وحدانیت کے قیام کا کام سونپا گیا تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آپ سب کو ڈوئی کے انجام کے بارے میں مختصر طور پر بتانے کا مقصد صرف اتنا تھا کہ یہ آپ کے ایمانوں میں پختگی اور اضافہ کا باعث ہو۔ کیونکہ اگر آپ اس واقعہ کا گہرائی کے ساتھ مطالعہ کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ واقعہ فی الحقیقت حیران کن طور پر خدا تعالیٰ کی عظمت و شوکت ظاہر کرنے والا ہے۔ درحقیقت امریکہ میں رونما ہونے والے اس واقعہ نے ایک مشہور امریکی اخبار کو یہ اعلان کرنے اور تصدیق کرنے پر مجبور کر دیا کہ مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام ایک عظیم شخص ہیں اور ڈوئی کا انجام عبرتناک ہوا ہے۔ (ماخوذ از امریکہ کے ڈاکٹر الیگزنڈر ڈوئی کا عبرتناک انجام از چوہدری خلیل احمد صفحہ 47 تا 52، 61 مطبوعہ الشرکۃ اسلامیہ لمیٹڈ 1954ء)

پس یہ واقعہ یہاں امریکہ میں موجود ہر ایک احمدی کے ایمان میں مسلسل اضافہ کا باعث ہونا چاہئے۔ نہ صرف ڈوئی کے شہر میں بسنے والوں بلکہ پورے ملک میں سے ڈوئی کو یاد رکھنے والا یا اس کے متعلق بات کرنے والا کوئی ایک شخص بھی نہیں ہے۔ تاہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی غلام یعنی حضرت مسیح موعود و مہدی علیہ السلام کے ماننے والے امریکہ کے دور دراز شہروں اور قصبوں پھیل گئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پس نوجوان احمدیوں اور آنے والی نسلوں کو چاہئے کہ وہ اپنے ایمان اور عقیدہ کو مضبوط کریں۔ آپ سب کو ہمیشہ اپنے مذہب پر ایمان و ایقان میں پختگی پیدا کرنی چاہئے۔ آپ کو تبلیغ کے میدان میں نمایاں کوششیں کرنی ہوں گی ورنہ آپ لوگ اس مقصد کو حاصل کرنے والے نہ ہوں گے جس کیلئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ یہ عظیم نشان ہمیں دکھلایا۔ کیا ہم اپنے آپ کو محض احمدی کہنے اور مختلف شہروں میں جماعتیں قائم کر لینے سے حضرت مسیح موعود کی آمد کے مقصد کو پورا کرنے والے بن سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں!

جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا ہے کہ آپ سب کو اپنے عقیدہ پر ایمان میں مضبوطی پیدا کرنی ہوگی اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کو پھیلانے کیلئے اور تبلیغ کرنے کیلئے اپنی کوششوں میں اضافہ کرنا ہوگا اور اس مقصد میں کامیابی حاصل کرنے کیلئے یہ ضروری ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا کریں۔ آپ کو اپنی عبادات کے معیار میں بہتری پیدا کرنی ہوگی اور روحانیت میں ترقی کیلئے مسلسل کوشش کرنا ہوگی۔ احمدی مسلمانوں کو دنیا کے پیچھے لگنے اور اس کا غلام بننے کی بجائے ساری دنیا کو اپنے پیچھے لگانا ہوگا۔ اس لئے ہر ایک احمدی کو چاہئے کہ وہ خود اپنا محاسبہ کرے کہ کیا وہ اس مقصد کے حصول کی خاطر پوری کوشش کر رہا ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

یہ ملک امریکہ اس لحاظ سے بھی خوش قسمت ہے کہ یہاں پر جماعت کی طرف سے سب سے پہلے بھیجے جانے والے مبلغ کو یہ شرف حاصل تھا کہ انہوں نے بلا کسی واسطہ کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بابرکت ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی ہونے کا شرف حاصل تھا اور ان کو براہ راست حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سیکھنے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ ان سب باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس قوم پر ایک خاص نظر تھی۔

چنانچہ اس سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ **اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ امریکن قوم دین کو سمجھے اور اس کی خوبصورت تعلیمات کو قبول کرے** اور یہی وجہ ہے کہ ہمیں احمدیت قبول کرنے والے مقامی امریکن لوگوں کی ایک بڑی تعداد نظر آتی ہے جن کا تعلق نہ تو انڈیا سے ہے اور نہ پاکستان سے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

یقیناً پاکستان سے یہاں آ کر بسنے والے احمدیوں اور یہاں کے مقامی احمدیوں پر ایک بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ ان کو ہمیشہ یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے اور اللہ تعالیٰ نے صرف اس لئے ان کو یہاں پر کسی ذریعہ سے بھجوایا ہے یا پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو اس ملک میں اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ اپنی پوری قابلیتوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام اور اللہ تعالیٰ کے دین کو لوگوں تک پہنچا سکیں۔

اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے ہمیں کون سے طریق اختیار کرنے ہوں گے؟ جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے سب سے پہلی اور ضروری بات اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا ہے اور یہ تعلق خالص عبادت کے ذریعہ ہی پیدا ہوتا ہے۔ دوسرا آپ کو یہ بات یقینی بنانا ہوگی کہ آپ کے قول و فعل خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کی خاطر ہوں۔ آپ کو اپنے بچوں اور آنے والی نسلوں کی تربیت اس رنگ میں کرنی ہوگی کہ ان کا اسلام کے ساتھ ایک ایسا تعلق پیدا ہو جائے جس طرح کہ لوہا مقناطیس کی طرف کھنچا چلا آتا ہے۔ ان کا مذہب کے ساتھ تعلق پیدا کرنا نہایت ضروری ہے تاکہ وہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا مطلب صحیح طور پر سمجھنے والے ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یاد رکھیں! بڑے ہونے کے ناطے اگر آپ اس عہد کو پورا نہیں کرتے اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کیلئے اپنی تمام تر قابلیتوں اور صلاحیتوں کو بروئے کار نہیں لاتے تو آپ اپنے بچوں اور آنے والی نسلوں سے بھی یہ امید نہ رکھیں کہ وہ اس کا مطلب سمجھ پائیں گے۔ جو مَیں نے بیان کیا ہے وہ محض الفاظ نہیں ہیں بلکہ یہ وہ ضروری خوبیاں ہیں۔ جو اس راہ پر چلاتی ہیں جس کو دینی اصطلاح میں تقویٰ کہا جاتا ہے۔ جس کا مطلب پرہیز گاری ہے۔ ایسے متقی لوگ ہی اللہ تعالیٰ کی نظر میں عزت اور تکریم کے مستحق ہوتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (الحجرات:14) یعنی اللہ تعالیٰ کی نظر میں تم میں سے سب زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس آپ کو یہ شعور ہونا چاہئے اور ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ مادی دولت اور دنیاوی رتبہ حاصل کر لینا، بڑے گھر کا مالک بن جانا یا قیمتی کار لے لینا، آپ کو اللہ تعالیٰ کی نظر میں عزت کا مقام نہیں دیتا۔ یہ مادی چیزیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بطور احسان کے اور آپ کی راحت کے لئے دے رکھی ہیں اور یہ چیزیں آپ کو معزز یا دوسروں سے بہتر نہیں بنا سکتیں اور کسی کو اپنے دنیاوی مال و دولت پر فخر نہیں ہونا چاہئے اور کسی کو ہرگز یہ نہیں سوچنا چاہئے کہ وہ زیادہ عزت و تکریم کا حقدار ہے بہ نسبت ان لوگوں کے جن کے پاس دنیاوی مال و دولت نہیں ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہم سب نے اس مالی بحران کو دیکھا ہے جس نے گزشتہ چند سالوں میں دنیا کو بری طرح متاثر کیا ہے۔ بہت سے لوگ جو بظاہر کافی دولتمند تھے اب دیوالیہ پن کا شکار ہو کر ایک مشکل زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ علاوہ ازیں اس ملک میں یا مغربی ممالک میں یا پوری دنیا میں جاری مالی نظام کے متعلق ہم کہہ سکتے ہیں کہ شاذ ہی کوئی چیز ہوگی جس کے متعلق ایک شخص دعویٰ کرتا ہے کہ وہ اس کا مالک ہے اور حقیقت میں بھی وہ اس کا مالک ہو۔ وہ شخص ظاہری طور پر تو شاید کافی زیادہ چیزوں کی ملکیت کا دعویٰ کرتا ہو مگر وہ ساری چیزیں بالعموم کریڈٹ کارڈز اور بینک سے لئے گئے قرضوں سے حاصل کی گئی ہوتی ہیں۔ غرضیکہ یہ ساری چیزیں خریدار کی زندگی کو قرض کی زندگی میں تبدیل کرنے کا موجب بنتی ہیں اور اگر یہ حقیقت ہے تو کیا یہ بات خوشی اور فخر کا باعث ہونی چاہئے؟ کریڈٹ کارڈز اور دوسروں کے پیسوں سے حاصل کی گئی چیزوں پر فخر کرنا عقلمندی نہیں ہے یا پھر یہ کوئی دانائی کی علامت نہیں ہے بلکہ یہ تو بیوقوفی اور جہالت ہے۔ لہٰذا یہ بات ہر دنیادار شخص کیلئے بھی قابل غور ہے۔ ایسے تمام لوگوں کو اپنے آپ سے پوچھنا چاہئے کہ حقیقی عزت اور تکریم حاصل کرنے کے اصل ذرائع کیا ہیں؟

ایک احمدی مسلمان جس نے امام وقت کو مانا ہے اور صراط مستقیم پر چلنے کا وعدہ کیا ہے اس کو چاہئے کہ وہ ہر وقت اپنے دل میں تقویٰ کو مقدم رکھے اور اسی طریق پر وہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں حقیقی عزت حاصل کرنے کے قابل ہو سکتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی نظر میں عزت کا مستحق ہونا ایک حقیقی مومن کیلئے ایسا انعام ہے کہ کوئی دنیاوی انعام اس کی قیمت کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ دنیاوی قدر و عزت اس کے مقابلہ میں ہیچ ہے۔ پس ہر ایک جو اللہ تعالیٰ کی طرف خلوص دل کے ساتھ قدم بڑھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور اجر دیتا ہے اور ایسے بندے کو دنیا میں بھی عزت و تکریم عطا فرماتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ متقیوں کے ساتھ ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاللّٰہُ وَلِیُّ الْمُتَّقِیْنَ (الجاثیۃ:20) یعنی اللہ تعالیٰ متقیوں کا دوست ہے۔ اس آیت میں دوست کیلئے جو عربی لفظ استعمال ہوا ہے وہ وَلِی ہے۔ یہ کسی معمولی دوستی کے لئے استعمال نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی دوستی کی تو کوئی حد نہیں ہے۔ اس لفظ کے کئی مطالب ہیں۔ وَلِیْ کا مطلب صرف دوست نہیں بلکہ پیار کرنے والا، مدد کرنے والا، محافظ اور سرپرستی کرنے والا بھی اس کے دیگر معانی ہیں۔

(اقرب الموارد زیر مادہ ''وَلِی'')

قرآن مجید میں ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا لَکُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ (البقرۃ:108) یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا تمہارا کوئی دوست یا مددگار نہ ہے۔ پس کوئی بھی شخص اللہ تعالیٰ کی مدد اور دوستی کے بغیر اپنے ایمان میں ترقی نہیں کر سکتا اور نہ ہی دنیاوی معاملات میں ترقی کر سکتا ہے۔ بعض لوگ ظاہری حسن اور دنیا کی کشش سے متاثر ہو کر اپنی کوششوں کے ذریعہ بعض دنیاوی معاملات میں ترقی کر لیتے ہیں مگر ایک احمدی کو ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کر چکا ہے اور دین کو تمام دنیاوی معاملات پر مقدم کرنے کا وعدہ کر چکا ہے۔ درحقیقت اس کی مذہبی، روحانی اور دنیاوی ترقیات کا براہ

راست تعلق دین کو دنیا پر مقدم رکھنے سے ہے۔ احمدی کو اپنے سامنے موجود دو باتوں میں سے ایک کا انتخاب کرنا ہو گا۔ یا تو اس کو دنیاوی مال و دولت کو اپنے اوپر غالب آنے سے روکنا ہوگا یا پھر دین کی خاطر کئے گئے عہد کی پابندی کرنی ہوگی۔ کیونکہ یہ ممکن نہیں ہے کہ آپ دین کو اور دنیا داری کو ایک ساتھ رکھتے ہوئے اس عہد کو پورا کر پائیں۔ یعنی آپ کی توجہ دنیا کی طرف بھی ہو اور دین کی طرف بھی۔

دیکھیں! اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو جو نیک نیتی اور خلوص دل سے اسلام کی تعلیمات پر عمل کرتا ہے کتنی عزت سے نوازا ہے۔ یعنی اس شخص کی ان کوششوں کی بدولت اللہ تعالیٰ اس کا دوست بن جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی دوستی کوئی معمولی دوستی نہیں ہے۔ ایک عام دوست اپنے دوسرے دوست کے حقوق ادا کرنے کی خواہش تو رکھتا ہے مگر بعض اوقات وہ اپنے دوست کی مدد کرنے میں بے بس ہو جاتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ بہترین دوست ہے کیونکہ وہ تمام طاقتوں کا مالک ہے اور اس کے اندر تمام طاقتیں موجود ہیں۔ وہ جو کچھ اپنے دوست کیلئے کرسکتا ہے اس کی کوئی حد نہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہاں مَیں ایک بات واضح کردوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہاں ایک انتہائی لطیف نکتہ بیان فرمایا ہے کہ **جب اللہ کسی شخص کا دوست بنتا ہے تو اس شخص کو بھی چاہئے کہ وہ اپنے اوپر عائد دوستی کے تمام حقوق ادا کرے۔ کیونکہ دوستی تو یکطرفہ نہیں ہوتی۔ پس وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کا دوست ہے اسے دوستی کے حقوق بھی ادا کرنے چاہئیں۔**

دعا کی قبولیت کے بارے میں بھی آپ کو ذہن میں رکھنا چاہئے کہ بسا اوقات ہمارے دوست ہماری التجا فوراً مان لیتے ہیں لیکن کئی مواقع ایسے آتے ہیں وہ انکار کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی شخص دعا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو قبول نہیں کرتا تو اس سے اس شخص کے دل میں شکوہ یا ناراضگی پیدا نہیں ہونی چاہئے اور یہ نہیں سوچنا چاہئے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ اس کا دوست ہے اس لئے یہ اس کا حق ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ دعا قبول نہ کرے تو معاملہ یہاں ختم نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی صفت ''ولی'' دوسرے دروازے کھول دیتی ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ 'ولی' کا ایک مطلب پیار کرنے والا بھی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنے دوست کی کسی دعا کو قبولیت کا شرف نہیں بخشتا تو وہ ایسا اس بندے سے محبت کے نتیجہ میں کرتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ اس شخص کیلئے کیا خیر ہے اور کیا شر۔ **لیکن جب بھی اللہ تعالیٰ کسی دعا کو رد کرتا ہے تو وہ اپنے دوست پر کسی اور رنگ میں اَن گنت انعامات اور رحمتیں نازل فرماتا ہے اور اگر وہ دعا اس زندگی میں قبول نہیں بھی ہوتی تو یہ ضائع نہیں جاتی کیونکہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی دعا کا اس کو آخرت میں اجر دے گا۔**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اللہ مدد کرنے والا اور حفاظت کرنے والا بھی ہے۔ ہمارے دنیاوی دوست ہماری مدد کے لئے اور ہماری حفاظت کے لئے ہمہ وقت میسر نہیں ہو سکتے جبکہ اللہ تعالیٰ تو ہمیشہ موجود ہے۔ وہ ذات نہ تو تھکتی ہے اور نہ ہی اس کو کسی آرام کی ضرورت ہے۔ پس اصل مدد کرنے والا اور حفاظت کرنے والا تو خدا ہے جس کے وجود میں ہمیشگی ہے۔ یہی ہمارا مالک ہے اور کیا ہی اعلیٰ مددگار اور دوست ہے۔ کون ایسا عقلمند ہے جو اس قسم کے مددگار اور دوست کو چھوڑ کر کہیں اور چلا جائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: متقین کو نوازے جانے والے انعامات کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَھٰذَا کِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (سورۃ الانعام:156) **یعنی یہ بہت مبارک** کتاب ہے جسے ہم نے اتارا ہے پس اس کی پیروی کرو اور تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم رحم کئے جاؤ۔

اس لئے ایک حقیقی مومن کا فرض ہے کہ وہ دنیا کے پیچھے نہ بھاگے بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف قدم بڑھائے اور اس کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرے تب ہی وہ تقویٰ کی راہ پر چلنے والا ہوگا۔ اور اس کو حاصل کرنے کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس کی کتاب مکمل و کامل ہے اور اس نے دنیا کے تمام علوم کا احاطہ کر رکھا ہے۔ اس کتاب میں تمام حقوق اللہ اور حقوق العباد کا احاطہ کیا گیا ہے اور اس میں خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے تمام معیار بیان کئے گئے ہیں۔ **ہر قسم کی انسانی ترقی اس کتاب کے ساتھ وابستہ ہے۔ دنیاوی ترقی کا تعلق بھی قرآن سے ہے۔ معاشرتی ترقی کا تعلق بھی قرآن سے ہے۔ ہر یک شخص کی انفرادی ترقی کا تعلق بھی قرآن کے ساتھ ہے۔ اور سب سے اہم اور ضروری چیز یعنی روحانی ترقی اور تعلق باللہ بھی درحقیقت قرآن کے ساتھ منسلک ہے۔** اور آپ ان سب چیزوں کے حصول کیلئے کوشش کرتے ہیں تو آپ اعلیٰ کامیابی حاصل کرسکتے ہیں۔ دنیاوی ترقی کو ہی کامیابی مت سمجھیں۔ اصل کامیابیاں تو وہ ہیں جو اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی کام آتی ہیں۔ پس جب آپ ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے نیک ارادوں کے ساتھ اعلیٰ معیار پر قائم ہو جائیں گے اور جب آپ تقویٰ کے حصول کیلئے کوشش کریں گے تو تب اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ آپ لوگوں کو تمام مشکلات اور مصیبتوں سے آزاد کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا (الطلاق: 4) اس کا مطلب ہے کہ جو اللہ سے ڈرے اس کے لئے وہ کوئی نجات کی راہ بنا دیتا ہے۔ یہ رہنمائی صرف گھریلو معاملات تک محدود نہیں ہے بلکہ یہ ہر ایک مسئلہ اور مصیبت کا احاطہ کرتی ہے۔ بعض لوگ اپنی دنیاوی ضروریات پوری کرنے کی خاطر اتنا پریشان ہو جاتے ہیں کہ وہ اپنے دین کو ثانوی حیثیت دینے لگتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اگر انہوں نے اپنی دنیاوی ضروریات کیلئے جان نہ لڑائی تو ان کو معاشرہ کی طرف سے سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا اور وہ بھوکے مر جائیں گے۔ تاہم ایسے لوگوں کو سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کر رکھا ہے وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (الطلاق: 4)۔ یعنی وہ اسے وہاں سے رزق عطا کرتا ہے جہاں سے وہ گمان بھی نہیں کرسکتا۔ اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے:۔

''انسان مشکلات اور مصائب میں مبتلا ہوتا ہے اور حاجات مختلف رکھتا ہے۔ ان کے حل اور روا ہونے کیلئے بھی تقویٰ ہی کو اصول قرار دیا ہے۔ معاش کی تنگی اور دوسری تنگیوں سے راہ نجات تقویٰ ہی ہے۔ فرمایا وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (الطلاق: 3-4) خدا متقی کیلئے ہر مشکل میں ایک مخرج پیدا کر دیتا ہے اور اس کو غیب سے اس سے مخلصی پانے کے اسباب بہم پہنچا دیتا ہے۔ اس کو ایسے طور سے رزق دیتا ہے کہ اس کو پتہ بھی نہ لگے۔''

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اب غور کر کے دیکھ لو کہ انسان اس دنیا میں چاہتا کیا ہے۔ انسان کی بڑی سے بڑی خواہش دنیا میں یہی ہے کہ اس کو سُکھ اور آرام ملے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک ہی راہ مقرر کی ہے جو تقویٰ کی راہ کہلاتی ہے اور دوسرے لفظوں میں اس کو قرآن کریم کی راہ کہتے ہیں اور یا اس کا نام صراط مستقیم رکھتے ہیں۔''

حضرت مسیح موعود علیہ السلام مزید فرماتے ہیں:

''کوئی یہ نہ کہے کہ کفّار کے پاس بھی مال و دولت اور املاک ہوتے ہیں اور وہ اپنی عیش و عشرت میں منہمک اور مست رہتے ہیں۔ مَیں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ وہ دنیا کی آنکھ میں بلکہ ذلیل دنیا داروں اور ظاہر پرستوں کی آنکھ میں خوش معلوم دیتے ہیں مگر درحقیقت وہ ایک جلن اور دکھ میں مبتلا ہوتے ہیں۔ تم نے ان کی صورت کو دیکھا ہے مگر میں ایسے لوگوں کے قلب پر نگاہ کرتا ہوں۔ وہ ایک سعیر اور سلاسل و اغلال میں جکڑے ہوئے ہیں۔''

(ملفوظات جلد1 صفحہ 280-279۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

ایک اور جگہ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے متقیوں پر کئے جانے والے انعامات کا ذکر اس طرح آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں اور ان کے کاموں میں آسانی پیدا کرتا ہے۔ اگر ہم آج کے دور کے حالات پر نظر ڈالیں تو دیکھتے ہیں کہ تیسری خوفناک جنگ عظیم کا سایہ ہمارے سروں پر منڈلا رہا ہے اور دنیا ایک خوفناک تباہی کے دہانہ پر آن کھڑی ہے۔ اگر دنیا اپنی لاپرواہی، حدود سے تجاوز کرنے اور ظلم کرنے سے باز نہ آئی تو یہ دنیا اللہ تعالیٰ کے شدید قہر کا مورد بنے گی اور جب یہ عذاب نازل ہوتا ہے تو اس عذاب سے صرف وہی محفوظ رہتا ہے جو تقویٰ اختیار کرنے والا ہو۔ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ (الدخان :52) **یعنی یقیناً متقی پُرامن مقامات** میں ہوں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کا اپنے ایک شعر میں بھی ذکر فرمایا ہے۔

آگ ہے پر آگ سے وہ سب بچائے جائیں گے
جو کہ رکھتے ہیں خدائے ذوالعجائب سے پیار

(درثمین اردو نظم بعنوان ''پیشگوئی جنگ عظیم'' شائع کردہ نظارت اشاعت)

پس یہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے اور اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک مرتبہ پھر ایک ناگزیر عظیم تباہی کا ہمیں اس طرح سے بتایا ہے کہ جو لوگ متقی ہوں گے اور خدا تعالیٰ سے ڈرنے والے ہوں گے وہی اس تباہی سے بچائے جائیں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ **اگر کوئی مسلمان اپنی الگ شریعت بنانے کی کوشش کرتا ہے اور اپنی مرضی کے مطابق تقویٰ کی تعریف کرتا ہے اور اپنی خواہشات کے مطابق قرآن کریم کے احکامات کی تفسیر کرتا ہے اور پھر اپنی خواہشات کے تابع ہو کر اپنے آپ کو بااختیار سمجھنے لگ جاتا ہے تو وہ ایسے افعال کی وجہ سے متقی نہیں بن پائے گا۔** حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں دنیا کی اصلاح کی خاطر پیغمبر بھیجے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سچا تقویٰ تب ہی اختیار کیا جاسکتا ہے جب اس کے پیغمبروں کی پیروی اور اطاعت کی جائے۔ سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا و ہادی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ سورۃ آل عمران میں فرماتا ہے۔ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران:32) یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یہ اعلان کردو کہ تم میری کامل اور حقیقی پیروی کرو گے تو اللہ تم سے محبت کرے گا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نصیحت فرمائی تھی کہ مسلمانوں کو چاہئے کو وہ آنے والے مسیح کو میرا سلام پہنچائیں۔ (المستدرک علی الصحیحین للحاکم جزء8 صفحہ3084 كتاب الفتن والملاحم، حديث عقيل بن خالد حديث نمبر:8635 مطبوعہ مکتبۃ نزار مصطفی الباز مکۃ 2000ء)

اور اس کی جماعت میں شامل ہوں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسیح کی اطاعت دراصل میری اطاعت ہے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کامل طور پر ایمان لانے کے لئے اور آپ کی حقیقی پیروی کے لئے تقویٰ کا ہونا ضروری ہے۔

ہم بہت خوش قسمت ہیں کہ ہم اس مسیح کی جماعت میں سے ہیں جو ساری دنیا کی رہنمائی کے لئے آیا ہے۔ یہ کوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کسی ذاتی خوبی کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اس وجہ سے ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عاشق اور حقیقی غلام تھے۔ **لیکن ہم محض سرسری طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کرنے سے کبھی بھی آنے والی تباہی سے بچ نہیں پائیں گے اور نہ ہی ہم سکون حاصل کرسکیں گے۔ نیز ظاہری طور پر محض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کر لینے سے ہم متقی نہیں بن سکتے۔ بلکہ ہمیں ان راستوں پر چلنا ہوگا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم اور سنت کی روشنی میں ہمیں دکھلائے ہیں۔** ہمیں ہر حال میں ان راستوں پر چلنا ہوگا جن کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے پیروکاروں سے توقع رکھی ہے اور یہ راستے کیا ہیں؟ مَیں ان کا یہاں پر مختصراً ذکر کروں گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''وہ مراتب اور مقاصد عالیہ جن پر اللہ تعالیٰ اس کو پہنچانا چاہتا ہے، ابھی بہت دور ہیں۔ وہ حاصل نہیں ہو سکتے ہیں، جب تک وہ خصوصیت پیدا نہ ہو جو اس سلسلہ کے قیام سے خدا کا منشاء ہے۔ توحید کے اقرار میں بھی خاص رنگ ہو، تبتّل اِلَی اللّٰه ایک خاص رنگ کا ہو، ذکرِ الٰہی میں خاص رنگ ہو، حقوق اخوان میں خاص رنگ ہو''۔

(ملفوظات جلد2 صفحہ 67۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ **سب سے پہلے آپ کو عبادت کی طرف توجہ دینی ہوگی اور اس عبادت میں ایک خوبصورتی اور امتیاز ہونا لازمی ہے۔ دوسرا آپ کو حقوق العباد ادا کرنے ہوں گے۔ اگر ان دونوں صفات کو اختیار کیا جائے تو جماعت کی ترقیات میں سینکڑوں گنا اضافہ ہو جائے گا۔** (انشاءاللہ)

لیکن جب ہم اپنا محاسبہ کرتے ہیں تو واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ بدقسمتی سے بہت سے احمدی ایسے ہیں جو عبادات بجالانے کا حق ادا نہیں کر رہے۔ آپ میں سے بہت سے ایسے ہیں جو اپنی نماز کی حفاظت نہیں کر رہے کیونکہ آپ لوگ دنیاوی مقاصد کو حاصل کرنے کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ ایسے لوگ اگر نمازیں ادا کرتے بھی ہیں تو اس طرح جیسے کسی بوجھ سے چھٹکارا حاصل کر رہے ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ایسے لوگ اتنی جلدی نماز ادا کرتے ہیں اور اس طرح سجدے کر رہے ہوتے ہیں جیسے مرغی اپنے سامنے پڑے ہوئے دانہ پر چونچیں مار رہی ہو۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 1 صفحہ 402۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

یہ تو فرض نماز کی حالت ہے۔ اور نوافل وغیرہ تو ایسے احمدی شاذ ہی ادا کرتے ہوں گے۔ پس اللہ تعالیٰ کی حقیقی اطاعت تب ہی ممکن ہوسکتی ہے جب آپ اللہ تعالیٰ کی ذات کو تمام دیگر باتوں پر مقدم رکھیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اب مَیں آپ پر واجب بہنوں اور بھائیوں کے حقوق کی طرف آتا ہوں۔ ہر ایک انسان کو دوسرے کے حقوق ادا کرنے چاہئیں اور یہ اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک انسان اپنے دل سے یہ نہ مان لے کہ وہ اپنے حقوق کا مطالبہ کرنے کی بجائے دوسروں کے حقوق ادا کرنے کی کوشش کرے گا۔

ہمیشہ یادرکھیں کہ اسلام حقوق العباد کا علمبردار ہے۔ قبل اس کے کہ کوئی آپ سے اپنے حقوق کا مطالبہ کرنے پر مجبور ہو جائے، مومن کا فرض ہے کہ وہ ایسے راستے تلاش کرے جن کے ذریعہ وہ مطلوبہ حقوق ادا کر دے۔ اگر آپ اپنے اندر اس طرح کی سوچ پروان چڑھا لیتے ہیں تو پھر آپ کے گھروں کے اندر لڑائیاں اور جھگڑے ختم ہو جائیں گے جو کہ میاں بیوی کی طرف سے ایک دوسرے سے ہونے والے مطالبات کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں۔ آپ کا باہمی تعلق معاشرہ میں پیار اور محبت کو فروغ دینے کیلئے مثالی ہونا چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اگر ان اصولوں کی جو مَیں نے بیان کئے ہیں پیروی کی جائے تو عہدیداران کے رویہ کی وجہ سے ان کے خلاف پیدا ہونے والی تمام شکایات کا بھی خاتمہ ہو جائے گا اور پاکستانی، گورے اور ایفرو امریکن احمدیوں کے مابین پیدا ہونے والے تمام مسائل بھی ختم ہو جائیں گے۔ اور جماعت متحد ہو کر اپنی اس منزل کی طرف بڑھے گی جس کے بیچ کوئی دنیاوی روک حائل نہیں ہوسکتی۔ انشاءاللہ

جماعت کے اندر آپس کے تعلقات کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے: ’’ہماری جماعت کو سرسبزی نہیں آئے گی جب تک وہ آپس میں سچی ہمدردی نہ کریں۔ جو پوری طاقت دیا گیا ہے وہ کمزور سے محبت کرے‘‘۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مزید فرماتے ہیں ’’اگر عفو نہ کیا جائے۔ ہمدردی نہ کی جاوے۔ اس طرح پر بگڑتے بگڑتے انجام بد ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کو یہ منظور نہیں۔ جماعت تب بنتی ہے کہ بعض بعض کی ہمدردی کرے۔ پردہ پوشی کی جاوے۔ جب یہ حالت پیدا ہو تب ایک وجود ہو کر ایک دوسرے کے جوارح ہو جاتے ہیں اور اپنے تئیں حقیقی بھائی سے بڑھ کر سمجھتے ہیں۔‘‘ (ملفوظات جلد2 صفحہ 265-264۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

ایک اور جگہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

’’اصل بات یہ ہے کہ اندرونی طور پر ساری جماعت ایک درجہ پر نہیں ہوتی ...... پس یہ دستور ہونا چاہئے کہ کمزور بھائیوں کی مدد کی جاوے اور ان کو طاقت دی جاوے۔ یہ کس قدر نامناسب بات ہے کہ دو بھائی ہیں ایک تیرنا جانتا ہے اور دوسرا نہیں۔ تو کیا پہلے کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ وہ دوسرے کو ڈوبنے سے بچاوے یا اس کو ڈوبنے دے۔ اس کا فرض ہے کہ اس کو غرق ہونے سے بچائے۔ اسی لئے قرآن شریف میں آیا ہے۔ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى (المائدہ:3) کمزور بھائیوں کا بار اٹھاؤ۔ عملی، ایمانی اور مالی کمزوریوں میں بھی شریک ہو جاؤ۔ بدنی کمزوریوں کا بھی علاج کرو۔ کوئی جماعت جماعت نہیں ہوسکتی جب تک کمزوروں کو طاقت والے سہارا نہیں دیتے۔ اور اس کی یہی صورت ہے کہ ان کی پردہ پوشی کی جاوے‘‘۔

(ملفوظات جلد2 صفحہ 264-263۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اب تم میں ایک نئی برادری اور نئی اخوت قائم ہوئی ہے۔ پچھلے سلسلے منقطع ہو گئے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے یہ نئی قوم بنائی ہے جس میں امیر، غریب، بچے، جوان، بوڑھے ہر قسم کے لوگ شامل ہیں۔ پس غریبوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے معزز بھائیوں کی قدر کریں اور عزت کریں اور امیروں کا فرض ہے کہ وہ غریبوں کی مدد کریں۔‘‘

(ملفوظات جلد2 صفحہ 265۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس قسم کی جماعت کا تصور دیا ہے اور پوری دنیا میں اسی طرز کے معاشرہ کا قیام عمل میں لانا ہوگا اور جب اس طرح ہو جائے تو تب ہی ہم اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لا سکتے ہیں۔

اگر ہم تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى پر غور کریں تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ ہم سب کو اپنی اصلاح کرنے کیلئے محنت کرنا ہوگی۔ اگر ایک انسان خود متقی نہیں ہے اور تقویٰ کی راہ پر نہیں چلتا تو پھر دوسروں کی کس طرح رہنمائی کرسکتا ہے۔ پس جہاں قرآن مجید میں مومنین کو ایک دوسرے کے ساتھ نیکی اور تقویٰ پر تعاون کرنے کی نصیحت کی گئی ہے وہاں یہ بات بھی بتائی گئی ہے کہ جب وہ اپنے اندر نیکی اور تقویٰ پیدا کرنے والے ہوں گے تب ہی وہ دوسروں کی نیکی اور تقویٰ پر مدد کرنے والے ہوں گے۔ پس انسان اسی صورت میں کسی کی مدد کرسکتا ہے جب وہ مدد کرنے کے لائق بھی ہو۔

ساری جماعت کو تقویٰ پر چلنے کی نصیحت کی گئی ہے۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ: ’’پس غریبوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے معزز بھائیوں کی قدر کریں اور عزت کریں اور امیروں کا فرض ہے کہ وہ غریبوں کی مدد کریں۔‘‘

پس ہر معاملہ میں نیکی اور تقویٰ کو ملحوظِ خاطر رکھیں۔

ہمیں نیک اعمال بجالانے کی طرف توجہ دینی چاہئے اور پھر اسی طریق پر دوسروں کو بھی مثبت انداز میں نیکی کی طرف بلانا چاہئے۔ اگر آپ دوسروں کو نیکی کی طرف بلانے کی خواہش رکھتے ہیں تو تکبر کے ساتھ ایسا مت کریں بلکہ دوسروں کے احساسات اور عزت نفس کا خیال رکھتے ہوئے ایسا کریں۔ دوسروں کے ایمان میں ترقی کا باعث بننے کیلئے آپ کو اپنی مثال عملی طور پر پیش کرنی ہوگی۔ یہی سب سے بہتر طریق ہے چہ جائیکہ آپ دوسروں کو حقیر سمجھنا شروع کر دیں۔ ورنہ اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ پہلے کی نسبت مزید دور چلے جائیں گے۔ یقیناً تمام عہدیداروں اور ان لوگوں پر جو جماعت کی خدمت کرنا چاہتے ہیں بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ جماعت کی عملی و روحانی حالت کو بہتر بنانے کیلئے پہلے اپنے اخلاق کی بہترین مثال قائم کریں۔ اور یہ بات بالخصوص ان لوگوں کو سمجھنی چاہئے جن کے بزرگوں نے پرانے وقتوں میں احمدیت قبول کی تھی۔ ایسے لوگوں کو پرانے احمدی خاندانوں کے فرد ہونے کی وجہ سے تکبر نہیں کرنا چاہئے بلکہ ان کو اپنی روحانی اور عملی حالتوں کو اس قدر ترقی دینی چاہئے کہ وہ دوسروں کیلئے روشن مثال بن جائیں اور پھر اس کے ذریعہ سے جماعت میں حقیقی روحانی انقلاب آئے گا۔ اور ان اعلیٰ معیاروں کی بدولت سارے معاشرہ اور ملک بلکہ پوری دنیا میں انقلاب برپا ہو جائے گا۔

ایک اور نہایت اہم بات کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہماری توجہ مبذول کروائی ہے۔ جس کے بغیر کوئی شخص دین نہیں سیکھ سکتا ہے اور نہ ہی صحیح اور غلط میں تمیز کرسکتا ہے اور اس کے بغیر کوئی شخص اللہ اور اس کے رسول کی توقعات پر پورا نہیں اتر سکتا ہے اور حلال و حرام کا علم نہیں رکھ سکتا ہے۔ اس کے بغیر نہ تو وہ نیکی اور تقویٰ کے تقاضوں پر پورا اتر سکتا ہے اور نہ ہی گناہ اور برائی کی پہچان کرسکتا ہے۔ وہ پاک کلام جو نہ صرف ان باتوں کی طرف ہماری رہنمائی کرتا ہے بلکہ ان کی طرف جانے والی راہوں کو بھی کھولتا ہے وہ یقیناً قرآن کریم ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آخری شریعت ہے۔ یہ کتاب روحانی اور دنیاوی علوم کے خزائن سے اس قدر بھری ہوئی ہے کہ بنی نوع انسان کی ہر معاملہ میں رہنمائی کرتی ہے یہاں تک اس میں ہر ایک سوال کا جواب موجود ہے جو انسان کو عمر کے کسی بھی حصہ میں پیدا ہوسکتا ہے۔ ہماری توجہ اس خزانہ کی طرف پھیرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔

’’قرآن شریف ایک زندہ اور روشن کتاب ہے...... غرض مَیں بار بار اس امر کی طرف ان لوگوں کو جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ کو کشف حقائق کیلئے قائم کیا ہے کیونکہ بدُوں اس کے عملی زندگی میں کوئی روشنی اور نور پیدا نہیں ہوسکتا اور میں چاہتا ہوں کہ عملی سچائی کے ذریعہ اسلام کی خوبی دنیا پر ظاہر ہو جیسا کہ خدا نے مجھے اس کام کیلئے مامور کیا ہے۔ اس لئے **قرآن شریف کو کثرت سے پڑھو مگر نرا قصہ سمجھ کر نہیں بلکہ ایک فلسفہ سمجھ کر۔**‘‘

(ملفوظات جلد2 صفحہ 113۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

لہٰذا ان ترقی یافتہ ممالک میں جہاں دنیاوی کامیابیوں پر بھرپور زور دیا جاتا ہے یہ بات نہایت ضروری ہے کہ قرآن کو پڑھا اور سمجھا جائے اور اس پر عمل کیا جائے۔ آپ کے لئے ضروری ہے کہ اس کتاب کا پیغام اپنے ہموطنوں کو دیں تا کہ وہ اس مبارک فلسفہ اور طرز معاشرت کو سمجھ سکیں۔ اگر ایسا ہو جاتا ہے تو تب یہ دنیا خدا تعالیٰ کے وجود کو حقیقی طور پر پہچان پائے گی۔ اس لئے احمدیوں کی زندگیاں دوسروں کے لئے محور ہونی چاہئیں تا کہ وہ مذہب کی اہمیت کو سمجھنے والے بن سکیں۔ اس طرح سے دین کی خوبصورت تعلیمات دنیا کے سامنے ظاہر ہوں گی اور اس کے اوپر وقتاً فوقتاً لگائے جانے والے الزامات دور ہو جائیں گے۔ اس لئے ایک احمدی کے لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ وہ ایسا علم حاصل کرے جس کے بغیر اس کا عہد بیعت نامکمل ہو۔ ہر احمدی کو اس کی عربی عبارت کے ساتھ ساتھ اس کی اہمیت کا بھی علم ہونا چاہئے۔ احمدیوں کو اس کا ترجمہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کی تفسیر کا مطالعہ کرنا چاہئے اور آپ کو اس بات کو یقینی بنانا ہوگا کہ یہ آپ کی زندگی کا مستقل حصہ بن جائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حقیقی علم وہ ہے جو آپ کی زندگیوں میں عملی تبدیلی لے کر آئے اور جب یہ انقلاب آئے گا تب دنیا بھی اس علم کی حقیقت کو جان لے گی، جو لوگ اس طرز پر عمل کر رہے ہوں گے تو دنیا کی توجہ ان کی طرف ہو جائے گی۔ تبلیغ کے نئے مواقع پیدا ہوں گے۔ جب یہ مواقع پیدا ہوں گے اور دنیا ہماری عملی حالت دیکھ رہی ہوگی تو یہ وہ وقت ہوگا جب ہم دنیا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پرچم تلے لانے والے ہوں گے۔ پس اس امر کی ضرورت ہے کہ ہم اپنا مقام سمجھیں اور اپنی اقدار جانیں۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم دنیا کو بتائیں کہ وہ عظیم معجزہ جو 110 سال قبل خدا تعالیٰ نے دکھایا تھا، جس میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود سے اپنی بے پایاں تائید نصرت کا اظہار کیا تھا، وہ صرف اُس دَور سے متعلق نہیں تھا اور نہ ہی کوئی عارضی مدد کا اظہار تھا۔ ہمیں یہ بات دنیا کو باور کرانی ہے کہ امریکی اخبارات کی یہ گواہی کہ Great is Mirza Ghulam Ahmad۔

(امریکہ کے ڈاکٹر الیگزنڈر ڈوئی کا عبرتناک انجام از چوہدری خلیل احمد صفحہ 98 مطبوعہ الشرکۃ اسلامیہ لمیٹڈ 1954ء)

یہ کوئی اس ایک چیلنج کا عارضی نتیجہ نہیں تھا بلکہ یہ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کا مقدر ہے کہ اسلام کی عظیم اور خوبصورت تعلیم سے تمام دنیا کو قائل کرے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

کیا دنیا میں یہ روحانی انقلاب خود بخود ہی آ جائے گا۔ ہرگز نہیں۔ درحقیقت اس عظیم انقلاب کو برپا کرنے کے لئے ہمیں اپنے نفسوں میں عظیم تبدیلیاں پیدا کرنی ہوں گی اور نفس کی ایسی اصلاح کے لئے مَیں نے چند نکتے بیان کئے ہیں۔ پس ہر احمدی کو اپنی حالت پر گہری نظر رکھنے کی ضرورت ہے تب جا کر وہ اپنے اس عہد بیعت کو پورا کرنے والا ہوگا جو اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق سے کیا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام ہم سے کیا چاہتے ہیں؟ وہ درد اور غم جس کے ساتھ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے احباب جماعت سے توقعات وابستہ کی ہیں، وہ حضور کے اپنے الفاظ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’**یادرکھو ہماری جماعت اس بات کیلئے نہیں ہے جیسے عام دنیادار زندگی بسر کرتے ہیں۔ نرا زبان سے کہہ دیا کہ ہم اس سلسلہ میں داخل ہیں اور عمل کی ضرورت نہ سمجھی جیسے بدقسمتی سے مسلمانوں کا حال ہے کہ پوچھو تم مسلمان ہو؟ تو کہتے ہیں شکر الحمدللہ۔ مگر نماز نہیں پڑھتے اور شعائر اللہ کی حرمت نہیں کرتے۔** پس مَیں تم سے یہ نہیں چاہتا کہ صرف زبان سے ہی اقرار کرو اور عمل سے کچھ نہ دکھاؤ۔ یہ نکمّی حالت ہے۔ خدا تعالیٰ اس کو پسند نہیں کرتا۔ اور دنیا کی اس حالت نے ہی تقاضا کیا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اصلاح کیلئے کھڑا کیا ہے۔ پس اب اگر کوئی میرے ساتھ تعلق رکھ کر بھی اپنی حالت کی اصلاح نہیں کرتا اور عملی قوتوں کو ترقی نہیں دیتا بلکہ زبانی اقرار ہی کو کافی سمجھتا ہے وہ گویا اپنے عمل سے میری عدم ضرورت پر زور دیتا ہے۔ پھر تم اگر اپنے عمل سے ثابت کرنا چاہتے ہو کہ میرا آنا بے سُود ہے، تو پھر میرے ساتھ تعلق کرنے کے کیا معنے ہیں؟ **میرے ساتھ تعلق پیدا کرتے ہو تو میری اغراض و مقاصد کو پورا کرو اور وہ یہی ہیں کہ خدا تعالیٰ کے حضور اپنا اخلاص اور وفاداری دکھاؤ اور قرآن شریف کی تعلیم پر اسی طرح عمل کرو جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کر کے دکھایا اور صحابہ نے کیا۔**‘‘

فرماتے ہیں: ’’قرآن شریف کے صحیح منشاء کو معلوم کرو اور اس پر عمل کرو۔ خدا تعالیٰ کے حضور اتنی ہی بات کافی نہیں ہوسکتی کہ زبان سے اقرار کر لیا اور عمل میں کوئی روشنی اور سرگرمی نہ پائی جاوے۔ یادرکھو کہ وہ جماعت جو خدا تعالیٰ قائم کرنی چاہتا ہے وہ عمل کے بدُوں زندہ نہیں رہ سکتی۔ یہ وہ عظیم الشان جماعت ہے جس کی تیاری حضرت آدم کے وقت سے شروع ہوئی۔ کوئی نبی دنیا میں نہیں آیا جس نے اس دعوت کی خبر نہ دی ہو۔ پس اس کی قدر کرو اور اس کی قدر یہی ہے کہ اپنے عمل سے ثابت کر کے دکھاؤ کہ اہل حق کا گروہ تم ہی ہو۔‘‘

(ملفوظات جلد2 صفحہ 282۔ ایڈیشن 2003ء۔ مطبوعہ ربوہ)

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہم سے یہ توقعات ہیں۔ اسلئے اے لوگو جو مسیح امام الزماں علیہ السلام کی بیعت کرنے کا دعویٰ کرتے ہو! ان لوگوں کی طرح ہو جاؤ جو کہ حقیقتاً اپنے عہد بیعت نبھاتے ہیں، ایسے ہو جاؤ جنہیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے مبارک درخت کی سرسبز شاخیں قرار دیتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو فرمایا تھا کہ تم ہی خدا کی سچی جماعت ہو، اسے سچا ثابت کر دکھاؤ۔

لیکن یہ بھی یادرکھو کہ یہ مقام اتنی آسانی سے نہیں حاصل ہوسکتا بلکہ اسے حاصل کرنے کیلئے آپ کو اپنی زندگیوں میں ایک انقلاب لانا ہوگا۔ صرف یہ نعرے ہی نہ ہوں کہ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہ یعنی اے مسیح الزماںؑ! ہم تمہارے مددگار ہیں۔ بلکہ دنیا کو یہ ثابت کر دکھاؤ کہ تم واقعتاً اپنے اندر وہ روح رکھتے ہو جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مددگار ہونے کیلئے ضروری ہے اور یہ ثابت کر دو کہ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے تم ہر

ایک قربانی کیلئے تیار ہو۔ اگر آپ نے یہ عہد کیا ہے کہ آپ اس مقصد کے حصول کیلئے اپنی جان، مال اور عزت قربان کریں گے تو سب سے پہلے اپنے آپ کو دنیا کی تمام فکروں اور بیماریوں سے دور کر کے اپنے دلوں کو روحانی پاکیزگی سے پُر کرنا ہوگا۔ دنیا پر یہ ثابت کر دو کہ تم مادی دنیا کے غلام بننے کی بجائے دولت اور مادی دنیا کی کامیابیوں کو اپنا غلام اور تابع فرمان کرنے والے ہو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جہاں تک دوسروں کے حقوق کی ادائیگی کا تعلق ہے تو یقیناً آپ کے ذمہ اپنے ہم وطنوں کا حق ہے اور آپ کو اس فریضہ کی انجام دہی میں مصروف رہنا چاہئے اور یہ حق تقاضا کرتا ہے کہ آپ کو لازماً انہیں اسلام کی کامل تعلیمات سے متعارف کروانا ہوگا، آپ کو چاہئے کہ انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے لائیں اور اپنے ہم وطنوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت و رحمت کا وارث بنائیں جو کہ تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجے گئے تھے۔ آپ تبھی ایسا کر سکتے ہیں جب آپ خود علم و شعور حاصل کریں گے اور اسلام کی حقیقی تعلیمات کو سمجھیں گے اور جب آپ خود اسلام قبول کرنے کی برکات پانے والے ہوں گے۔ اس مقام کو حاصل کرنے کے لئے آپ کو پہلے خدا تعالیٰ سے تعلق قائم کرنا ہوگا اور ایسا تعلق جو دیگر تمام تعلقات سے بڑھ کر ہو۔ اس کی عبادت کی طرف خاص توجہ کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

دنیا پر یہ ثابت کر دیں کہ اس دور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کا بھیجا جانا بے مقصد نہ تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آنا نجات کا ذریعہ تھا تا کہ دنیا کو تباہی سے بچایا جاسکے۔ پس آؤ اور اس کے امن اور حفاظت کے قلعہ میں داخل ہو جاؤ جو اس نے ہمارے لئے تعمیر کیا ہے۔

یہ بھی یاد رکھیں کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حقیقی تعلق قائم کرنے کے لئے اور ان کے امن اور حفاظت کے قلعہ میں داخل ہونے کیلئے خدا تعالیٰ کی قدرت ثانیہ کے ظہور یعنی جس کا ظہور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد ہوا۔ اس کے ساتھ آپ کو زندہ اور نہ ٹوٹنے والا تعلق قائم کرنا ہوگا۔ **پس آپ حقیقی طور پر تب اس روحانی پناہ گاہ میں داخل ہو سکتے ہیں جب آپ خلیفۂ وقت کی کامل اطاعت اور فرمانبرداری کریں گے اور اس سے کئے گئے تمام وعدوں کو پورا کریں گے۔ آپ کو خلیفہ کی ہر بات سننی ہوگی اور خلیفہ کی جاری کردہ تمام ہدایات اور احکامات پر عمل کرنا ہوگا۔ کیونکہ یہ صرف اور صرف خلافت احمدیہ ہی ہے جو دنیا کے تمام پراگندہ گروہوں کو یکجا کر سکتی ہے اور ان تمام بھٹکے ہوؤں کو ایک راہ پر ڈال سکتی ہے۔ اگر یہ ہو جائے تو تمام قوموں کی طاقتیں اور صلاحیتیں یکجا ہو جائیں گی اور پھر تمام مل کر حقیقی راستبازی اور پاکیزگی کی جانب قدم بڑھائیں گی اور اس طرح یہ جماعت دنیا کو تخلیق کے اصل مقصد سے آشکار کرائے گی اور بنی نوع انسان کو خدائے واحد کا عبادت کرنے والا بنائے گی۔**

اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس مقصد کو حاصل کرنے کی توفیق دے۔ اور اللہ کرے کہ یہ جلسہ آپ سب میں وہ روحانی انقلاب پیدا کرنے والا بن جائے جو عارضی اور قلیل وقت کیلئے نہ ہو بلکہ ہمیشہ رہنے والا اور مستقل ہو۔ اللہ کرے کہ یہ روحانی تبدیلیاں آپ کی نسلوں میں بھی جاری رہیں اور ایسے ہی روحانی انقلاب پیدا کرتی رہیں۔ اللہ کرے وہ ہمیں ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان دعاؤں کا وارث بناتا رہے جو آپ نے اپنی جماعت کے لئے کیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنی حفاظت میں رکھے اور آپ خیریت سے واپس گھروں کو جائیں۔ آمین اب میرے ساتھ دعا میں شامل ہو جائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ اختتامی خطاب دو بجے تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اختتامی دعا کروائی۔

جلسہ کی حاضری

دعا کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ کی حاضری کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ امسال جلسہ سالانہ کی حاضری 11436 رہی ہے۔ جس میں 5386 خواتین، 6050 مرد احباب اور 2469 مہمان شامل ہیں۔ سال 2008ء کے جلسہ سالانہ کی حاضری جس میں حضور انور پہلی بار شامل ہوئے تھے 10576 تھی۔

جلسہ کے اختتامی لمحات آ چکے تھے جلسہ گاہ فلک شگاف نعروں سے گونج رہی تھی۔ احباب میں ایک جوش، ایک ولولہ تھا جس کا اظہار ہر طرف سے بلند ہونے والے نعروں کی صورت میں ہو رہا تھا اور پھر ترانے بھی پیش کئے جا رہے تھے۔ خدام اور اطفال کے ایک گروپ نے کورس کی شکل میں، اپنی اطاعت اور فدائیت کا اظہار کرتے ہوئے کہ

ع پیارے آقا تیرے حکموں پہ ہمیں چلنا ہے

ترانہ پیش کیا۔ افریقن امریکن احمدیوں نے مل کر اپنے مخصوص روایتی انداز میں کلمہ طیبہ کا ورد کیا اور بعض نظمیں پیش کیں۔ خدام کے ایک گروپ نے حضرت اقدس مسیح موعود کا عربی قصیدہ یَا عَیْنَ فَیْضِ اللّٰہِ وَالْعِرْفَانِ سے چند اشعار اس کے اردو ترجمہ بصورت نظم کے ساتھ پیش کئے۔

یہ الوداعی لمحات تھے جس کے بعد ان احباب نے، ان فیملیز نے اپنے گھروں کو لوٹ جانا تھا۔ ہر چھوٹا، بڑا، جوان، بوڑھا، ان لمحات میں لمحہ لمحہ برکتیں سمیٹ رہا تھا۔ احباب خصوصاً نوجوان اور بچے اپنے کیمروں میں مسلسل حضور انور کے مبارک وجود کی تصاویر بنا رہے تھے۔ ہزاروں کیمرے تھے جو بیک وقت پیارے آقا کے چہرہ مبارک کو اور ان گھڑیوں کو محفوظ کر رہے تھے۔ بہتوں کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ اس پُر سوز ماحول میں ہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور نے اپنا ہاتھ بلند کر کے سب کو السلام علیکم کہا اور جلسہ گاہ سے واپس ہوٹل جانے کیلئے روانہ ہوئے۔ پونے تین بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہوٹل پہنچے اور اپنے رہائشی اپارٹمنٹ میں تشریف لے گئے۔

ہیرس برگ میں قیام

آج پروگرام کے مطابق Harrisburg سے واپس مسجد بیت الرحمٰن واشنگٹن کیلئے روانگی تھی۔ لیکن دو روز قبل واشنگٹن کے اس علاقہ میں شدید طوفان آنے کی وجہ سے بجلی کا نظام درہم برہم تھا اور پانی کی سپلائی بھی بند تھی اور لاکھوں لوگ اس طوفان سے متاثر ہوئے تھے اور بجلی سے محروم تھے۔ جماعتی انتظامیہ کے مشورہ سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہاں Harrisburg میں ہی قیام کا فیصلہ فرمایا اور ہدایت فرمائی کہ آج شام کے پروگرام یہاں ہی ہوں گے اور اسی طرح کل سوموار کے دن کے جملہ پروگرام اور میٹنگز اپنے شیڈیول کے مطابق یہاں Harrisburg میں ہوں گی۔

سوا چھ بجے کے قریب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کیلئے ڈاکٹر عائشہ احمد صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر محمد احمد

شش جہت میں گونجتی ہے آج اُس کی بازگشت

بند تُم نے کر دیئے جلسے جو پاکستان میں   کُل جہاں میں ہو رہے ہیں، منفرد ہیں شان میں
جھولیاں بھر بھر کے ملتا ہے مقدس مائدہ   برکتیں ہیں بے بہا مہدؑی کے دستر خوان میں

شش جہت میں گونجتی ہے آج اُس کی بازگشت
وہ جو مدھم سی صدا اُٹھی تھی ہندوستان میں

جب ہمارے درمیاں تشریف فرما ہوں حضور   گنگنا اُٹھتے ہیں دل خوشیوں کے سائبان میں
تین دن تک جب برستی ہے نصائح کی پھوار   اور بڑھ جاتے ہیں دل افزائشِ ایمان میں

شش جہت میں گونجتی ہے آج اُس کی بازگشت
وہ جو مدھم سی صدا اُٹھی تھی ہندوستان میں

ایک ننھے سے شگوفے سے گلستاں بن گیا   ایک قطرہ ڈھل گیا برسات کے باران میں
اِک ستارے میں نہاں تھیں کہکشائیں اَن گنت   ایک انساں ڈھل گیا اِک عالمِ گنجان میں

شش جہت میں گونجتی ہے آج اُس کی بازگشت
وہ جو مدھم سی صدا اُٹھی تھی ہندوستان میں

الغرض میں نام گنواؤں تو کس کس ملک کا   سب کے سب باندھے گئے بیعت کے اک پیمان میں
شکریہ تیرا ادا کرتے ہیں ربِ ذوالجلال   تو نے ہر پل دی ترقی دین کے میدان میں

شش جہت میں گونجتی ہے آج اُس کی بازگشت
وہ جو مدھم سی صدا اُٹھی تھی ہندوستان میں

جب بصد حسرت وطن کو الوداع کہنا پڑا   اِک توکل کے سِوا کُچھ بھی نہ تھا سامان میں
خوف کی حالت کو بدلا امن میں اللہ نے   ہم پہ اپنا ہاتھ رکھا اُس نے ہر بحران میں

شش جہت میں گونجتی ہے آج اُس کی بازگشت
وہ جو مدھم سی صدا اُٹھی تھی ہندوستان میں

ایم ٹی اے کا ہو بھلا یہ زخمِ فرقت کی دوا   اِس کا حصہ خُوب ہے اس درد کے درمان میں
گھر میں ہر اِک احمدی کے جلوہ فرما ہیں حضور   تازگی آتی ہے اُن کو دیکھ کر ایمان میں

شش جہت میں گونجتی ہے آج اُس کی بازگشت
وہ جو مدھم سی صدا اُٹھی تھی ہندوستان میں

سلسلہ جلسوں کا امریکہ میں، کینیڈا میں بھی   پھر تسلسل جرمنی میں، ہند میں، جاپان میں
نُورِ حق سے جگمگا اُٹھا ہے افریقہ بھی آج   سب پہ بازی لے گیا مہدؑی کی وہ پہچان میں

شش جہت میں گونجتی ہے آج اُس کی بازگشت
وہ جو مدھم سی صدا اُٹھی تھی ہندوستان میں

آؤ دیکھو کس نے دنیا میں طنابیں گاڑ دیں   بڑھ گیا ہے کون دیکھو رُشد اور بُرہان میں
ہم تو خوشبو کی طرح پھیلے جہاں میں چار سُو   ہر جگہ عرشیؔ رہے ہم سایۂ رحمان میں

شش جہت میں گونجتی ہے آج اُس کی بازگشت
وہ جو مدھم سی صدا اُٹھی تھی ہندوستان میں

کس میں ہے وحدت، خلافت، اور منظّم کون ہے   کون ہے بازار کی اک بھیڑ کے فرمان میں
کس کو حُجرے میں محمدؐ کے ملی جائے اماں؟   کون بیٹھا رہ گیا اِبلیس کے دالان میں؟

شش جہت میں گونجتی ہے آج اُس کی بازگشت
وہ جو مدھم سی صدا اُٹھی تھی ہندوستان میں

ہم خدا کے ہاتھ کے بوئے ہوئے وہ بیج ہیں   جو اُگے شہروں میں، ویرانوں میں، ریگستان میں
وہ ہوا کے دوش پر دنیا میں پھیلائی گئی   جو صدا تم نے دبانا چاہی پاکستان میں

شش جہت میں گونجتی ہے آج اُس کی بازگشت
وہ جو مدھم سی صدا اُٹھی تھی ہندوستان میں

(ارشاد عرشی ملک)

صاحب کے گھر تشریف لے گئے۔ ڈاکٹر عائشہ احمد صاحبہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی نواسی ہیں اور Harrisburg شہر کے ایک علاقہ Hammels Town میں مقیم ہیں۔

فیملی ملاقاتیں

بعد ازاں پروگرام کے مطابق ساڑھے سات بجے فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ ہوٹل Sheratton میں ہی چند کمرے اور ہال حاصل کر کے فیملی ملاقاتوں کا انتظام کیا گیا تھا۔ آج 38 فیملیز کے 209 افراد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ ان ملاقات کرنے والی فیملیز کا تعلق Austin, Miami, Dallas, Dayton, Boston, New Orlens, Or Lando، ہیوسٹن سائپرس Houston North Kansacity, Fitsburg سے تھا۔ اس کے علاوہ اُردن اور پاکستان سے آنے والے بعض احباب نے بھی ملاقات کی سعادت پائی۔

گیمبیا کے وفد کی ملاقات

افریقہ کے ملک گیمبیا (Gambia) سے جلسہ سالانہ یو ایس اے کے موقع پر آٹھ مردوں اور تین خواتین پر مشتمل گیارہ افراد کا وفد آیا تھا۔ آج اس وفد نے بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت پائی۔ سبھی نے جلسہ کی تعریف کی کہ اچھے انتظامات تھے اور ہم نے بہت استفادہ کیا۔

حضور انور نے اپنے گیمبیا کے سفر کے بارہ میں بتایا کہ جب حالات موزوں اور مناسب ہوں گے تو پھر انشاء اللہ العزیز آؤں گا۔

امیر صاحب گیمبیا نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں احباب جماعت گنی بساؤ کا سلام عرض کیا تو اس پر حضور انور نے فرمایا جب واپس جائیں تو میرا بھی سلام ان کو پہنچائیں۔

آخر پر وفد کے تمام ممبران نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ باری باری تصاویر بنوائیں۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام 9 بجکر 20 منٹ پر ختم ہوا۔ اس کے بعد 9 بجکر 40 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ''مسجد ہادی'' Harrisburg تشریف لے گئے اور نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔

تقریب نکاح میں شرکت

نمازوں کی ادائیگی کے بعد مکرم نسیم مہدی صاحب نائب امیر و مبلغ انچارج امریکہ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے درج ذیل پانچ نکاحوں کا اعلان کیا۔

عزیزہ اساٹو جیلو صاحبہ بنت مکرم یوبا جیلو صاحب کا نکاح عزیزم لامن تراوالے ابن مکرم محمد وتراوالے صاحب کے ساتھ طے پایا۔

عزیزہ رضوانہ مبشر صاحبہ بنت مبشر احمد صاحب کا نکاح عزیزم محمد اجمل صاحب ابن مکرم محمد سلیم صاحب کے ساتھ طے پایا۔

عزیزہ ثناء طاہر صاحبہ بنت مکرم طاہر محمود صاحب کا نکاح عزیزم ذوالقرنین سید ابن مکرم عاصم سید صاحب کے ساتھ طے پایا۔

عزیزہ نادیہ ممتاز ملک بنت گلزار احمد ملک صاحب کا نکاح عزیزم کینت جان ھیگن ابن جان جوزف ھیگن صاحب کے ساتھ طے پایا۔

عزیزہ لبنیٰ روحی ملک صاحبہ بنت ناصر محمود ملک صاحب کا نکاح عزیزم نصیر الدین احمد طارق ابن افتخار حسین صاحب کے ساتھ طے پایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ شفقت نکاحوں کے اعلان کے دوران تشریف فرما رہے اور آخر پر دعا کروائی۔

دعا کے بعد ساڑھے دس بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ''مسجد ہادی'' سے روانہ ہو کر واپس ہوٹل تشریف لے آئے۔

میڈیا کوریج

جماعت احمدیہ امریکہ کے اس جلسہ سالانہ کو Harrisburg سے شائع ہونے والے اخبار نے کوریج دی۔ اور جلسہ کے تعلق میں خبریں، انٹرویو، اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات کے حوالہ سے خبریں شائع کیں۔

اخبار Sunday Patriot News نے یکم جولائی 2012ء کی اشاعت میں لکھا۔

''عہدوں سے دعاؤں تک

''حیا ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ آپ کا پردہ اور مذہبی لباس آپ کے وقار کا حصہ ہے۔''

(حضرت مرزا مسرور احمد امام جماعت احمدیہ عالمگیر)

جب عالمگیر احمدیہ مسلم جماعت کے سربراہ نے ہفتہ کو 5 ہزار عورتوں سے Harrisburg میں خطاب کیا۔ تو روایتی کلمات کو دہراتے نظر آئے۔

آنجناب مرزا مسرور احمد صاحب جو کہ دنیا میں مسلمانوں کی سب سے بڑی جماعت کے امام ہیں انہوں نے عورتوں کو حیادار کپڑے، برقعے اور پردہ جو ان کے بالوں کو ڈھانپ سکے، پہننے کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی۔

(حضرت) احمد نے ایک الگ اجلاس میں احمدیہ مسلم جماعت کے چونسٹھویں جلسہ سالانہ پر سات ہزار مردوں سے بھی خطاب کیا۔ آپ لندن سے اپنے ساتھ بنیادی چیزوں پر قائم رہنے کا پیغام لے کر آئے۔ یہ جلسہ State Farm Show Complex میں جمعہ کے روز شروع ہوا اور آج کے روز ختم ہو رہا ہے۔ ہزاروں عورتیں روایتی اسلامی لباس میں ننگے پاؤں بڑے میدان کے فرش پر یا کرسیوں پر بیٹھی نظر آئیں۔ دیوار پر دس شرائط (بیعت) لکھیں ہوئی تھیں جو ایک وفادار مسلمان نبھاتا ہے۔

عائشہ احمد جو کہ Harrisburg کی مسجد ہادی کی ممبر ہیں، انہوں نے کہا کہ ''حضرت اقدس نے ہمیں زبردست پیغام دیا۔''

''میں بہت متاثر ہوئی ہوں۔ مجھے یہ بات پسند آئی کہ آپ نے فرمایا: عورتیں اس بات کی ذمہ دار ہیں کہ اپنے بچوں میں خدا کی محبت پیدا کریں، جو ایک خاندان کو مضبوط بناتی ہے۔''

(حضرت) احمد کی ایک گھنٹے کی تقریر سے قبل عورتوں نے قرآن کریم کی تلاوت اور اردو میں نظم سنی۔ یہ ایسی زبان ہے جو زیادہ تر ہندوستان اور پاکستان میں بولی جاتی ہے۔

(حضرت) احمد نے عورتوں کے ہال میں دعا کروائی۔ آپ نے فرمایا ''اپنے عہدوں پر جو تم نے کئے ہیں ان پر سچائی کے ساتھ قائم رہو۔'' آپ نے انہیں قرآن کریم کے ساتھ پوری اطاعت کرنے کی ترغیب دلائی۔

''اگر آپ اپنے عہدوں کی طرف توجہ نہیں دیں گی تو آپ نیکی کی راہ پر نہیں چل رہیں۔'' آپ نے انہیں ان کے عہد کی یاد دلاتے ہوئے کہا کہ ''اپنے آپ کو غیر اسلامی روایات اور نفسانی جھکاؤ سے محفوظ رکھیں۔'' اور عورتوں کو اس بات سے بھی آگاہ کیا کہ وہ ''کسی ایسی ثقافت سے اثر نہ لیں جو غلط ہوں اور خدا کے احکامات کے منافی ہو۔''

آپ نے شرم و حیا کے بارہ میں تفصیل سے بتایا اور عورتوں کو اس بات کی بھی یاد دہانی کروائی کہ پردے کے ہوتے ہوئے تنگ جینز اور ٹی شرٹ پہننا مناسب نہیں۔

(حضرت) احمد نے فرمایا ''حیا ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ آپ کا پردہ اور مذہبی لباس آپ کے وقار کا جزو ہے۔ ہر عورت کو جنت کی چابی نہیں دی گئی، صرف وہی عورت جنت میں جائے گی جو خدائی احکامات کی پیروی کرتی ہے۔''

انہوں نے پیروکاروں کو اپنی تقاریر سننے کو کہا خواہ حاضرین میں بیٹھے ہوں یا مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ پر دیکھ رہے ہوں، جو کہ ایک عالمگیر سیٹلائٹ ٹی وی نیٹ ورک ہے جس کو احمدیہ مسلم جماعت ہی چلا رہی ہے''۔

حاضری کی تفصیل

جماعت احمدیہ امریکہ کا 64 واں جلسہ سالانہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔ جلسہ کی مجموعی حاضری اللہ تعالیٰ کے فضل سے گیارہ ہزار سے زائد رہی جو کہ جماعت امریکہ کی تاریخ میں کسی بھی جلسہ سالانہ کی سب سے زیادہ حاضری ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مبارک آمد اور جلسہ میں شمولیت اور برکت کی وجہ سے حاضری میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے اور امریکہ کے طول و عرض سے احباب جماعت اور فیملیز تین تین ہزار میل سے زائد کے بڑے لمبے سفر طے کر کے جلسہ کیلئے پہنچی تھیں۔ امریکہ جو کہ 52 سٹیٹس پر مشتمل وسیع و عریض رقبہ پر پھیلا ہوا ملک ہے اور امریکہ کے اندر ہی ایک جگہ سے دوسری جگہ کے وقت کا تین گھنٹہ کا فرق ہے۔ بڑے لمبے اور کئی کئی دن کے سفر کر کے احباب ملک کی دور کی جماعتوں سے جلسہ میں پہنچے تھے۔

امریکہ کے علاوہ درج ذیل 33 ممالک سے بھی احباب جماعت جلسہ سالانہ یو ایس اے میں شمولیت کیلئے پہنچے۔ بہت سارے ممالک سے احباب صرف اور صرف اس وجہ سے آئے کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس جلسہ میں رونق افروز ہو رہے ہیں۔ ان ممالک کے نام درج ذیل ہیں۔

کینیڈا، یوکے، جرمنی، ناروے، ڈنمارک، سپین، سویڈن، نائیجیریا، غانا، گیمبیا، ماریشس، گوئٹے مالا، برمودا، ہیٹی، ڈومینیکن ری پبلک، تھائی لینڈ، بحرین، عمان، UAE، نیوزی لینڈ، آسٹریلیا، ہندوستان، پاکستان، چائنا، نیپال، کویت، بنگلہ دیش، انڈونیشیا، فرانس، انگولا، بیلجیئم رشیا، برازیل۔

جلسہ میں خوشی و مسرت کا سماں تھا۔ ایک روح پرور ماحول تھا۔ ان تین ایام میں ہر ایک نے اپنے پیارے آقا کے مبارک وجود سے جہاں فیض پایا وہاں بے انتہا برکتیں بھی سمیٹیں اور حلاوت ایمان پائی، تسکین قلب کے ساتھ اپنی پیاس بھی بجھائی۔ یہ لوگ اپنی جھولیوں میں یہاں سے برکتیں اور مسرتیں لئے ہوئے واپس اپنے گھروں کو لوٹے اور اپنے پیارے آقا کے ساتھ ان کے یہ گزرے ہوئے تین بابرکت ایام ان کے لئے نہ صرف یادگار بن گئے بلکہ ان کے گھروں میں ایک پاک تبدیلی کا باعث بنے۔ اللہ کرے کہ ان برکتوں اور خوشیوں سے ہمیشہ ان کے گھر آباد رہیں اور یہ اس ایمانی حلاوت کی جو ان دنوں میں ان کو نصیب ہوئی ہے ہمیشہ اس کی حفاظت کرنے والے ہوں اور اس کو کبھی بھی ضائع نہ ہونے دیں۔ آمین

2 جولائی 2012ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح 4 بجکر 40 منٹ پر تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی اپارٹمنٹ میں تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور ہدایات سے نوازا۔

آج پروگرام کے مطابق گوئٹے مالا اور برمودا سے آنے والے وفود کی ملاقات کے علاوہ نیشنل مجلس عاملہ یو ایس اے اور نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ یو ایس اے کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ میٹنگز تھیں۔

وفود سے ملاقاتوں اور ان میٹنگز کا انتظام ہوٹل Sheraton کے ایک کانفرنس روم میں کیا گیا تھا۔

گوئٹے مالا کے وفد سے ملاقات

10 بجکر 40 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہوٹل کے کانفرنس روم میں تشریف لائے اور سب سے پہلے گوئٹے مالا (Guatemala) سے آنے والے وفد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ گوئٹے مالا سے مکرم عبدالستار خان صاحب امیر و مربی انچارج گوئٹے مالا کے ساتھ چھ افراد پر مشتمل وفد آیا تھا۔

ان میں سے ایک David Gonzalez صاحب تھے جو جماعت کے جنرل سیکرٹری ہیں۔ انہوں نے 2007ء میں بیعت کی تھی۔ 2008ء میں پہلی بار جلسہ سالانہ یوکے پر آئے اور حضور انور سے ملاقات کی تو ان میں خاص روحانی تبدیلی پیدا ہوئی۔ اور واپس آ کر لوگوں کو کھل کر احمدیت کا پیغام پہنچایا۔ ان کے ذریعہ ایک عرب پروفیسر اور کئی گوئٹے مالن افراد احمدیت میں داخل ہو چکے ہیں۔ موصوف بہت فدائی اور مخلص احمدی ہیں۔

✿......ایک دوسرے دوست Cesar Sazao صاحب تھے۔ موصوف نے بتایا کہ وہ ایڈووکیٹ ہیں اور گوئٹے مالا شہر کی میونسپلٹی میں سول میرج ڈیپارٹمنٹ کے سربراہ ہیں۔ گزشتہ سال پہلی مرتبہ لندن کے جلسہ میں شامل ہوئے تھے۔ حضور انور سے ملاقات کے نتیجہ میں تبدیلی پیدا ہوئی اور واپس آ کر بیعت کر لی۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ ان کو یوکے جلسہ نے توجہ دلائی کہ احمدیت قبول کریں۔

✿......ایک نو احمدی خاتون Alezandra صاحبہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو دیکھتے ہی اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکی اور رو پڑیں، آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں اور بات کرنا مشکل ہو گیا۔ ان کی ایک غیر احمدی بہن Gladys بھی ساتھ تھیں۔ ان کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے اور جذباتی ہو گئیں۔

کچھ توقف کے بعد Alezandra صاحبہ نے بتایا کہ ان کو جلسہ نے بہت متاثر کیا ہے۔ یوں لگتا تھا کہ ہم سب ایک فیملی کی طرح ہیں۔ سب ایک دوسرے سے محبت و پیار سے ملتے تھے۔ آئندہ سال ہم انشاء اللہ جلسہ سالانہ یوکے میں بھی شامل ہوں گے۔

✿......اس نو احمدی خاتون کی والدہ Ampro صاحبہ اور ساس Margrita صاحبہ بھی وفد میں شامل تھیں۔ والدہ نے بتایا کہ وہ جلسہ سے بہت متاثر ہوئی ہیں۔ ان کی والدہ کٹر کیتھولک ہیں۔ اب بیٹی کی تبلیغ کی وجہ سے احمدیت کے کافی قریب ہیں۔ ان کی والدہ نے جب

وفات مسیح کے بارہ میں لٹریچر پڑھا تو بے اختیار رو پڑیں اور کہنے لگیں کہ ہمیں پادریوں اور چرچ نے سخت اندھیرے میں رکھا ہے۔ اصل حقیقت یہی ہے کہ حضرت مسیح انسان تھے اور بحیثیت انسان وفات پائی۔

✿......اس نو احمدی خاتون Alezandra کے والد گوئٹے مالا کے ایک صوبہ کے گورنر رہ چکے ہیں۔ موصوفہ نے بتایا کہ ابھی میری منگنی ہوئی ہے اور ابھی شادی نہیں ہوئی۔ میرا خاوند انشاء اللہ شادی سے قبل احمدی ہو جائے گا۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم بڑی مضبوط احمدی لگتی ہو۔ تم انشاء اللہ اسے احمدی کر لوگی۔

احمدی خاتون کی ساس Margrita صاحبہ نے بتایا کہ ان کے کافی (Coffee) کے بہت بڑے باغات، فارم ہیں اور کافی کا پراسسز بھی ہمارے فارم میں ہی ہوتا ہے۔ ملک میں استعمال کے علاوہ ملک سے باہر بھی بھجوائی جاتی ہے۔ موصوفہ اپنے فارم کی کافی (Coffee) ساتھ لائی تھی۔ اور حضور انور کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کی۔

✿......احمدی خاتون نے بتایا کہ احمدی عورتیں جب ملتی ہیں اور نماز پڑھتی ہیں تو اس نے مجھے بہت متاثر کیا ہے۔ میں کیتھولک سے آئی ہوں۔ حضور انور نے فرمایا اللہ تعالیٰ بابرکت کرے۔

✿......ملک گوئٹے مالا (Guatemala) میں بھی ہیومینیٹی فرسٹ امریکہ کے تحت خدمت انسانیت کے کام جاری ہیں۔ جماعت کے جنرل سیکرٹری ہیومینیٹی فرسٹ کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر بھی ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ ہم نے آئی کیمپ میں 30، 35 آپریشن کرنے ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ آپریشن کی تعداد کو 100 (سو) تک لے جائیں۔ آپ کو فنڈز مہیا کر دیئے جائیں گے۔

IT سینٹر کے حوالہ سے انہوں نے بتایا کہ اس وقت ہمارے پاس 20 کمپیوٹر ہیں اور جو طلباء استعمال کر رہے ہیں ان کی تعداد 300 کے قریب ہے۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ ہیومینیٹی فرسٹ امریکہ ان کو مزید 10 کمپیوٹر مہیا کر دے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت وفد کے ممبران سے دریافت فرمایا کہ میں کب وہاں آؤں، کونسا موسم اچھا ہے۔ اس پر ممبران نے بتایا کہ اکتوبر سے جنوری تک کا موسم اچھا ہوتا ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا۔ ٹھیک ہے لیکن اس سال نہیں۔

گوئٹے مالا میں ہیومینیٹی فرسٹ کے تحت ایک ہسپتال کے قیام کا بھی منصوبہ ہے۔ حضور انور کے دریافت فرمانے پر بتایا گیا کہ اس پراجیکٹ کی تعمیر شروع کرنے کیلئے ایک ملین ڈالر کی ضرورت ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا ٹھیک ہے اس کا انشاء اللہ انتظام ہو جائے گا۔

گوئٹے مالا وفد کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے یہ ملاقات گیارہ بجے ختم ہوئی۔ وفد کے ممبران نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف بھی پایا۔

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

برمودا کے وفد سے ملاقات

اس کے بعد ملک برمودا (Burmuda) سے آنے والے وفد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ برمودا سے صدر صاحب جماعت کے ساتھ تین غیر احمدی افراد آئے تھے۔ جن میں ایک مرد اور دو خواتین تھیں۔

✿......صدر صاحب جماعت برمودا نے بتایا کہ یہ ساتھ آنے والے دوست وہاں کے پہلے مسلمان ہیں۔ انہوں نے اسلام قبول کر لیا ہوا ہے۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مخاطب ہو کر فرمایا کہ آپ سیدھے راستہ پر ہیں۔ اب دعا کریں کہ آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق امام مہدی پر اور مسیح موعود پر ایمان لانے کی توفیق عطا ہو۔ یہ دعا کریں کہ اگر وہ سچا ہے اور جماعت سچی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس میں شامل ہونے کی توفیق دے۔

حضور انور نے فرمایا: آپ نے جلسہ دیکھ لیا ہے، سارا ماحول دیکھ لیا ہے کہ ہم کس طرح منظّم ہیں اور آرگنائز ہیں۔

موصوف نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے بتایا کہ جماعت احمدیہ جو انسانیت کی خدمت کر رہی ہے اس نے مجھے بہت متاثر کیا ہے اس پر حضور انور نے فرمایا کہ یہی پیغام لے کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے تھے کہ خدا تعالیٰ کا حق ادا کرو اور خدا کی مخلوق کے حق ادا کرو۔

حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ چودھویں صدی میں مسیح اور مہدی آئے گا۔ اس کو قبول کرنا اور میرا سلام پہنچانا خواہ تمہیں برف کے تودوں پر سے گھٹنوں کے بل چل کر جانا پڑے تو اس کے پاس جانا اور میرا اسلام پہنچانا۔

حضور انور نے فرمایا: جب تک آپ ایک ہاتھ پر جمع نہیں ہوتے ترقی نہیں کر سکتے۔ اب دیکھیں مسلمان قرآن کریم پڑھتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں، روزے رکھتے ہیں، حج کرتے ہیں لیکن پھر بھی ان میں اختلافات ہیں اور کوئی ترقی نہیں ہے کیونکہ یہ ایک ہاتھ پر جمع نہیں ہیں۔ دوسری طرف جماعت احمدیہ ترقی کر رہی ہے کیونکہ وہ ایک ہاتھ پر ہے اور انہیں خدا کی تائید اور رہنمائی حاصل ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ جب قرآن کریم کی آیت وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعة:4) نازل ہوئی۔ تو صحابہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یہ آخرین، بعد میں آنے والے کون ہیں؟ تو اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسیؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ لَوْ كَانَ الْإِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَا لَهٗ رَجُلٌ اَوْ رِجَالٌ مِنْ هٰؤُلَآءِ کہ اگر ایمان ثریا ستارہ پر بھی چلا گیا تو ان لوگوں میں سے ایک شخص یا زیادہ اشخاص اس کو واپس لے آئیں گے۔ چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام آ چکے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: ہر مذہب خدا کی طرف سے ہے۔ ہر نبی خدا کی طرف سے ہے۔ خدا تعالیٰ نے ہر قوم کی طرف نبی بھیجا ہے۔ قرآن کریم نے اس کا ذکر کیا ہے کہ ہر قوم میں نبی گزرا ہے۔ ایک لاکھ 24 ہزار انبیاء آئے ہیں۔ آخر پر اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ آپ خاتم النبیین ہیں۔ آپؐ کے بعد اب کوئی نئی شریعت نہیں۔ کوئی نیا لاء (Law) نہیں آ سکتا۔ ہاں آپؐ کی شریعت کے تابع، آپؐ کی تعلیمات کو لے کر چلنے والے آ سکتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ آپ ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' اور کتاب ''دعوۃ الامیر'' کا مطالعہ کریں۔

حضور انور نے فرمایا: اس وقت جماعت 200 سے زیادہ ممالک میں قائم ہو چکی ہے اور میلینز (Millions) میں ہے۔ افریقہ میں ہماری تعداد بہت زیادہ ہے اور مسلسل بڑھ رہی ہے۔ افریقہ میں ہم خدمت خلق کے کام بھی کر رہے ہیں۔ ہم نے ہسپتال اور سکول بنائے ہیں۔ واٹر پمپ لگائے ہیں اور پینے کیلئے صاف پانی مہیا کیا ہے، سولر سسٹم کے ذریعہ ری موٹ ایریا میں بجلی مہیا کر رہے ہیں۔ ہم بغیر مذہب کی تفریق کے یہ خدمات کر رہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ماڈل ویلج کا ذکر فرمایا کہ ہم افریقہ کے بعض ممالک میں ایک ایسا گاؤں بنا رہے ہیں۔ جہاں ہم سولر سسٹم کے ذریعہ پینے کا پانی، TAP واٹر مہیا کر رہے ہیں۔ سٹریٹ لائٹیں دے رہے ہیں۔ Paved سٹریٹ بنائی ہیں۔ کمیونٹی سنٹر بنایا ہے اور گرین ہاؤس بھی بنوانا ہے تاکہ سبزیاں وغیرہ اگائی جا سکیں۔ ایسے ہی ایک ماڈل ویلج کا افتتاح ہو چکا ہے۔ اب مزید بنا رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: اس جلسہ سالانہ میں آپ نے جماعت کو اندرونی طور پر بھی دیکھا ہو گا کہ ہم کون ہیں۔ ہم سب رہنمائی قرآن کریم سے لیتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لیتے ہیں۔

✿......ایک خاتون مہمان نے صدر صاحب جماعت برمودا کی فیملی کے بارہ میں کہا کہ یہ فیملی بہت اچھی ہے۔ ان میں بہت خوبیاں ہیں۔ دوسروں سے بالکل مختلف ہے اور ملنسار اور ہمدرد ہے اور ہر ایک کے کام آنے والی ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا ایک احمدی فیملی کو ایسا ہی ہونا چاہئے۔

برمودا آئی لینڈ کی آبادی ساٹھ ہزار ہے۔ ان میں چودہ سو مسلمان ہیں وران مسلمانوں کے بھی آگے تین فرقے ہیں۔

حضور انور نے مہمانوں سے فرمایا جلسہ یوکے پر بھی آئیں۔ زیادہ بہتر ہو گا۔

ایک خاتون مہمان نے کہا اس جلسہ نے ہمیں بہت متاثر کیا ہے اور ہم احمدیت کے بہت قریب آ گئے ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ فیصلہ کرنے سے قبل پہلے گراؤنڈ ہموار کریں۔ مذہب منتخب کرنے میں آپ آزاد ہیں۔ لَاۤ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ۔ (البقرہ:257) دین میں کوئی جبر نہیں ہے۔ آپ پہلے اپنی فیملی میں ماحول بنا کر اور انہیں اس کیلئے تیار کر کے پھر احمدیت قبول کریں۔ میں نہیں چاہتا کہ آپ بہت زیادہ پرابلم اور مخالفت مول لیں۔

برمودا کے وفد کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے یہ ملاقات 11 بجکر 25 منٹ پر ختم ہوئی۔ آخر پر وفد کے ممبران نے حضور انور کے ساتھ تصاویر بھی بنوائیں۔

نیشنل مجلس عاملہ جماعت احمدیہ امریکہ کی حضور انور کے ساتھ میٹنگ

اس کے بعد پروگرام کے مطابق نیشنل مجلس عاملہ جماعت احمدیہ امریکہ کی حضور انور ایدہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی۔

نائب امیر مکرم ظہیر احمد باجوہ صاحب نے بتایا کہ امیر صاحب یو ایس اے کی ہدایت کے مطابق جماعت کے مرکزی ہیڈ کوارٹر بیت الرحمٰن میں دفتری امور کی انجام دہی سپرد ہے۔

مکرم ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ صاحب نے بتایا کہ وہ نائب امیر کے ساتھ، نیشنل سیکرٹری سمعی و بصری اور ''الاسلام ویب سائیٹ'' کے انچارج ہیں۔ ہم نے MTA کیلئے پروگرام تیار کر کے بھجوائے ہیں اب تک Real Talk کے چھ پروگرام بھجوا چکے ہیں۔ اس کے علاوہ یہاں کے میڈیا سے ہمارا رابطہ ہے۔ ان کو آرٹیکل اور دیگر مواد بھجواتے رہتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی کہ کوئی بھی سٹیٹمینٹ جاری کرنے سے قبل اجازت حاصل کرنی ہے اور امام کے پیچھے رہنا ہے۔ آگے قدم نہیں بڑھانا۔ اَلْاِمَامُ جُنَّةٌ يُّقَاتِلُ مِنْ وَّرَآئِهٖ۔

نائب امیر مکرم ڈاکٹر حمید الرحمٰن صاحب نے بتایا کہ وہ صدر جماعت لاس اینجلیس بھی ہیں اور ویسٹ کوسٹ کی جماعتوں سے رابطہ وغیرہ بھی ان کے سپرد ہے۔

نائب امیر مکرم منعم نعیم صاحب نے بتایا کہ وہ ہیومینیٹی فرسٹ کے چیئرمین بھی ہیں۔ حضور انور نے فرمایا اب یہ بات واضح ہے کہ ہیومینیٹی فرسٹ جماعت کی مین سٹریم میں شامل ہے۔ اس پر منعم نعیم صاحب نے بتایا کہ بالکل ایسے ہی ہے۔

مکرم وسیم ملک صاحب نائب امیر یو ایس اے نے بتایا کہ امیر صاحب امریکہ کی طرف سے جو کام سپرد ہوتے ہیں بجا لاتا ہوں۔

بعد ازاں **جنرل سیکرٹری صاحب** سے حضور انور ایدہ تعالیٰ نے جماعتوں کی تعداد اور Active اور باقاعدہ رپورٹس بھجوانے والی جماعتوں کے بارہ میں دریافت فرمایا۔

جنرل سیکرٹری صاحب نے بتایا کہ ہماری 72 جماعتیں ہیں۔ جن میں سے 36 جماعتیں اپنی رپورٹس ریگولر تو نہیں بھجواتیں لیکن اپنے کام اور پروگراموں کے لحاظ سے Active ہیں۔ صرف دس جماعتیں ایسی ہیں جو ماہانہ رپورٹس بھجواتی ہیں۔ حضور انور کے دریافت فرمانے پر جنرل سیکرٹری صاحب نے بتایا کہ ہم جماعتوں کو بذریعہ خطوط، فون اور ای میل کے ذریعہ یاددہانی کرواتے ہیں اور رابطہ رکھتے ہیں۔ امیر صاحب کی ہدایت پر بعض جماعتوں کا وزٹ بھی کرتا ہوں۔ وزٹ کرنے سے زیادہ فائدہ ہوتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: ابھی بہت زیادہ امپروومنٹ (Improvement) کی ضرورت ہے۔ آپ نے جو رپورٹ دی ہے اس کے مطابق آپ کی پچاس فیصد جماعتیں خطبات سننے، چندہ اور دیگر تربیتی پروگرام اور اجلاسات میں Active نہیں ہیں۔ اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

نیشنل سیکرٹری تبلیغ نے بتایا کہ وہ صدر جماعت Zion بھی ہیں۔ امسال 46 افراد احمدی ہوئے ہیں اور یہ لوگ مختلف قوموں سے ہیں۔ حضور انور کے دریافت فرمانے پر سیکرٹری تبلیغ نے بتایا کہ عرب لوگوں میں سے بھی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: جو عربوں کی بڑی پاکٹ ہیں ان میں تبلیغ کیلئے کیا پلاننگ کی ہے۔ یہاں کے عرب احمدیوں کو عربک ڈیسک کا ممبر بنائیں اور باقاعدہ پلاننگ کر کے کام کریں۔ اسی طرح افریقن امریکن میں، وائٹ امریکن ہیں۔ ایشین ہیں۔ ان کی ٹیمیں بنائیں اور پلاننگ اور منصوبہ بندی کریں۔ نیشنل تبلیغ ٹیم بھی بنائیں اور امیر صاحب امریکہ سے اس کی منظوری حاصل کریں۔

حضور انور نے فرمایا: اب تبلیغ کیلئے کریش پروگرام بنائیں اور جو پرانے احمدیوں کی اولادیں گم ہو چکی ہیں ان کو بھی تلاش کریں، ان کے بچوں کو تلاش کریں۔

حضور انور نے فرمایا مسیحؑ کے بارہ میں آتا ہے کہ وہ اپنی

گمشدہ بھیڑوں کوتلاش کریں گے۔

نیشنل سیکرٹری تربیت نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ہمارے چار مختلف پروگرام جاری ہیں۔

ایک حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ کا خلاصہ تیار کر کے جماعتوں کوبھجواتے ہیں اور پھر اس کا جائزہ لیتے ہیں۔

دوسرے یہ کہ شوریٰ کی منظور شدہ سفارشات کی تعمیل میں ہم ورکشاپ کرتے ہیں۔سوشل ایشو پر بھی پروگرام ہوتے ہیں جو نوجوان ممبر ز آتے ہیں وہ خصوصاً ان پروگراموں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:** اگر آپ کی تمام جماعتوں کے سیکرٹری تربیت فعال ہوں تو پھر کام درست ہوتا ہے۔آپ ذیلی تنظیموں پر انحصار نہ کریں ان کا اپنا کام ہے۔آپ کا اپنا کام ہے۔آپ اپنے سیکرٹریان کے کام کومضبوط کریں۔

سیکرٹری تربیت نے بتایا کہ شعبہ تربیت کے تحت 9 ریجنل سیکرٹری ہیں جو اپنے اپنے علاقہ میں نمازوں کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔مختلف حلقوں میں نماز کے سینٹرز بڑھائے ہیں۔بعض گھروں بھی نماز کے سینٹرز قائم کئے گئے ہیں۔

سیکرٹری تربیت نے بتایا کہ امیر صاحب امریکہ کی طرف سے بعض معاملے آتے ہیں تو ہم کونسلنگ بھی کرتے ہیں۔اس وقت 46 جماعتوں میں لوکل اصلاحی کمیٹی قائم ہے۔جس کا صدر سیکرٹری تربیت ہے اور مبلغ سلسلہ بھی اس میں شامل ہے۔

حضور انور نے فرمایا: آپ کے سیکرٹری تربیت کو خاندانی جھگڑوں میں کونسلنگ میں بہت محنت کرنی چاہئے۔شادیوں میں علیحدگی کی پرسنٹیج بڑھ رہی ہے۔اپنی کونسلنگ ٹیم کومضبوط کریں اور کام کرتے رہیں۔

نیشنل سیکرٹری تعلیم نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ہم نے اب تک 69 جماعتوں میں سے 2141 طلباء کے کوائف اکٹھے کر لئے ہیں۔ باقی تین جماعتوں میں طلباء نہیں ہیں۔ہم کوائف اکٹھے کرنے کے سلسلہ میں مزید کام کر رہے ہیں اور طلباء کی خامیوں اور کمزوریوں کا بھی جائزہ لے رہے ہیں اور ہر ہفتہ نیوز لیٹر (News Letter) بھجواتے ہیں اور مختلف امور میں طلباء کی رہنمائی کرتے ہیں۔ سکالرشپ کے حصول کے بارہ میں بھی رہنمائی کی جاتی ہے۔

حضور انور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا: کہ جب طلباء کے سکول کے فائنل امتحانات ہوتے ہیں تو کالج، یونیورسٹیز جانے سے قبل ان کی باقاعدہ کونسلنگ ہونی چاہئے۔گریڈ نمبر 12 کے بعد کونسلنگ ہونی چاہئے۔احمدی ماہرین کے علاوہ دوسرے غیر احمدی ماہرین سے بھی کونسلنگ کیلئے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔بعض چیریٹیز بھی کونسلنگ کیلئے پروفیشنلز مہیا کر دیتی ہیں اس کا بھی جائزہ لے لیا جائے۔

حضور انور نے فرمایا: گائیڈ کرنے کے دوران یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ کون کون سی یونیورسٹیز ٹاپ پر ہیں۔بہتر اور اچھی ہیں۔پھر یہ کہ کس کس مضمون میں کونسی یونیورسٹی سب سے بہتر ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ یو کے میں جو Top Ten یونیورسٹی ہیں۔ان میں نمایاں اور اعلیٰ کامیابی حاصل کرنے والے کو وہ ایوارڈ کا حقدار قرار دیتے ہیں جبکہ امریکہ میں ابھی ایسا نہیں ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اپنی پچاس سٹیٹس میں ہائی رینکنگ یونیورسٹیز کا انتخاب کریں اور اسی طرح بعض یونیورسٹیز کسی خاص مضمون میں پہلے نمبر پر ہوں گی ان کو بھی لے لیں۔

نیشنل سیکرٹری تحریک جدید کو مخاطب ہوتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ماشاء اللہ بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔

سیکرٹری تحریک جدید نے بتایا کہ اس سال انشاء اللہ العزیز ہم چندہ دہندگان دس ہزار سے بڑھائیں گے۔ ہمارا بجٹ 28 فیصد زیادہ ہے۔

نیشنل سیکرٹری مال سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بڑی تفصیل کے ساتھ ان کے چندہ عام اور چندہ وصیت کے سالانہ بجٹ، چندہ دہندگان کی تعدا اور انکم کا جائزہ لیا اور فرمایا کہ جو چندہ عام دے رہے ہیں وہ ایورج انکم سے کم پر دے رہے ہیں۔ جماعتوں کے جو سیکرٹریان مال ہیں وہ اس پر زیادہ محنت کریں اور تشخیص بجٹ کے نظام کو بہتر بنائیں۔ اور جن کا معیار بہتر نہیں ہے اور اپنی انکم سے کم معیار پر چندہ دے رہے ہیں ان کو بتائیں کہ چندہ ٹیکس نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر دینا ہے۔اگر شرح سے کم پر دینا ہے تو پھر باقاعدہ لکھ کر اس کی اجازت لیں۔لیکن اپنا بجٹ صحیح بنائیں۔

حضور انور نے فرمایا: چندہ کی وصولی تقویٰ اور سچائی کی بنیاد پر ہونی چاہئے۔سیکرٹری تربیت بھی اس بارہ میں کوشش کریں۔

فلاڈلفیا میں ایک بڑی مسجد کی تعمیر کا منصوبہ ہے۔ حضور انور کے دریافت فرمانے پر بتایا گیا ہے کہ تین ملین ڈالرز کا منصوبہ ہے۔

نیشنل سیکرٹری وقف جدید نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ وقف جدید کے چندہ دہندگان کی تعداد 9700 ہے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اس میں اضافہ کریں۔ لجنہ اور خدام کو کہیں کہ وہ بچوں کو چندہ وقف جدید کے نظام میں شامل کریں۔ ننھے مجاہد ہیں اور سات سال سے کم عمر کے ہیں وہ بھی شامل ہوں اور پھر سات سال سے پندرہ سال کی عمر کے ہیں یہ بھی شامل ہوں۔

حضور انور کی خدمت میں رپورٹ پیش کی گئی کہ 2352 اطفال اور بچے چندہ کے نظام میں شامل ہیں۔اس پر حضور انور نے فرمایا۔اس سال کم از کم پانچ صد اطفال اور چھوٹے بچوں کا اضافہ کریں۔

نیشنل سیکرٹری وصایا نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ کمانے والے ممبران کی تعداد 4850 ہے اور موصیان کی مجموعی تعداد 2273 ہے۔اس پر **حضور انور نے فرمایا** کہ اس تعداد میں ہاؤس وائف اور طالب علم بھی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ ابھی تک کمانے والوں کا پچاس فیصد ٹارگٹ حاصل نہیں کر سکے۔

نیشنل سیکرٹری وصایا نے بتایا کہ ابھی تک بعض جماعتی عہدیداران نے بھی وصیت نہیں کی۔اس پر **حضور انور نے فرمایا** کہ کوششیں کرتے رہیں اور مبلغین سلسلہ سے مدد لیں اور ان کو ان کی ذمہ داری کی طرف توجہ دلاتے رہیں۔

نیشنل سیکرٹری امور عامہ نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ سوشل سروسز کے پروگرام جاری ہیں۔833 ضرورت مند فیملیز کی خوراک اور ادویات کے ذریعہ مدد کی جارہی ہے۔

حضور انور نے فرمایا جو اسائیلم سیکرز آرہے ہیں ان کی بھی مدد کریں اور ان کو باقاعدہ جماعت کے سسٹم میں لائیں ورنہ بعض نوجوان ضائع ہو جاتے ہیں۔

نیشنل سیکرٹری امور خارجہ نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ہم یہ کوشش کر رہے ہیں کہ ہر جماعت میں کم از کم پچاس فیصد سرکردہ لوگوں سے رابطہ قائم ہو۔اس بارہ میں 66 جماعتوں میں کام ہو رہا ہے اور رابطے قائم ہو رہے ہیں۔میئرز اور لوکل آفیشلز سے میٹنگ ہو رہی ہیں اور مختلف ممالک میں پرسی کیوشن کے حوالہ سے بات ہو رہی ہے۔

ہم نے اپنے نیشنل سیمینار میں سیکرٹریان امور خارجہ کی ٹریننگ کی ہے۔ ہماری امور خارجہ کی ٹیم میں 52 لوگ ہیں۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب ٹرینڈ ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جب مَیں کسی چیز سے روکتا ہوں تو اس کے پیچھے کوئی وجہ ہوتی ہے۔ آپ کے نزدیک صرف یہاں کے حالات ہوتے ہیں جبکہ میری ساری دنیا کے حالات پر نظر ہوتی ہے۔ پاکستان میں جماعتی حالات بھی مدّنظر ہوتے ہیں۔ بعض امور کی وجہ سے مخالفت بڑھ جاتی ہے۔

نیشنل سیکرٹری ضیافت کو حضور انور نے فرمایا: ٹھیک ہے آجکل تو آپ کا شعبہ کام کر رہا ہے۔

نیشنل سیکرٹری رشتہ ناطہ نے بتایا کہ وہ صدر جماعت ولنگبر و بھی ہیں۔اس وقت رشتہ ناطہ کی فہرست میں 362 نام ہیں جن میں 157 لڑکے اور 205 لڑکیاں ہیں۔

حضور انور کے دریافت فرمانے پر سیکرٹری صاحب نے بتایا کہ پچاس سے اوپر رشتے تجویز کئے گئے ہیں۔

صدر صاحب انصار اللہ کو فرمایا کہ آپ کے ساتھ تو ابھی علیحدہ میٹنگ ہوگی۔

نیشنل سیکرٹری زراعت نے بتایا کہ بیت الرحمٰن میں نمونہ کے طور پر ایک فارم بنایا ہوا ہے۔سبزیاں وغیرہ اگائی ہیں۔تا کہ لوگوں کو علم ہو کہ کس طرح فارم بنانا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: ہماری مساجد میں ایسی جگہیں ہیں جہاں گرین ایریا ہے وہاں گرین ہاؤس بن سکتا ہے۔ سبزیاں اگائی جاسکتی ہیں۔گارڈن وغیرہ بنایا جاسکتا ہے۔

نیشنل سیکرٹری تعلیم القرآن نے رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ انٹرنیٹ کے ذریعہ تعلیم القرآن کا کام ہو رہا ہے۔حضور انور نے دریافت فرمایا۔کیا آپ نے سروے کیا ہے کتنے بچے پڑھ رہے ہیں؟ اس پر سیکرٹری تعلیم القرآن نے بتایا کہ 629 اطفال میں 98 ایسے ہیں جنہوں نے ابھی ناظرہ مکمل نہیں کیا۔اسی طرح 65 سال کی عمر کے بعض انصار ایسے بھی ہیں جنہوں نے اب قرآن کریم سیکھا ہے۔ہم اس طرف بھی توجہ دے رہے ہیں کہ نئے آنے والے پڑھنا سیکھیں۔

وقف عارضی کے حوالہ سے رپورٹ دیتے ہوئے سیکرٹری صاحب نے بتایا کہ 20 لوگ سالانہ وقف عارضی کرتے ہیں۔اس پر **حضور انور نے فرمایا:** انصار اللہ کے ممبرز کو کہیں کہ وقف عارضی کیا کریں یہ لوگ تو فارغ ہوتے ہیں۔

انٹرنل آڈیٹر نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ اکاؤنٹ باقاعدہ چیک کرتا ہوں۔لوکل آڈیٹر مقامی جماعتوں کے آڈٹ کرتے ہیں جبکہ میں مرکزی ہیڈ کوارٹر کے حسابات کا آڈٹ کرتا ہوں۔

نیشنل سیکرٹری صنعت و تجارت کو حضور انور نے فرمایا کہ آپ نے کیا پلان بنایا ہوا ہے۔آپ کا کیا پروگرام ہے۔اب اسائیلم سیکرز آرہے ہیں۔ان کیلئے ضرورت ہو گی۔ان کیلئے بھی کام کریں۔

نیشنل سیکرٹری اشاعت نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ہم نے قرآن کریم شائع کرنا ہے۔ اس کیلئے تیاری کر رہے ہیں۔

نیشنل سیکرٹری صاحب وقف نو نے بتایا کہ واقفین نو بچوں کی کل تعداد 721 ہے۔341 بچے 15 سال سے اوپر کی عمر کے ہیں جن میں سے 192 نے وقف فارم پُر کر دیا ہوا ہے۔ باقی نے ابھی کرنا ہے۔حضور انور نے فرمایا جنہوں نے کرنا ہے ان سے کروائیں۔

حضور انور کے دریافت فرمانے پر سیکرٹری وقف نو نے بتایا کہ اکثر بچے اب اپنی تعلیم کے آخری سالوں میں ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: یو کے میں واقفات نو کے لئے ''مریم'' رسالہ کا اجراء کیا ہے۔وہاں سے اس کی مزید کاپیاں منگوا لیں۔واقفین نو کیلئے ''اسماعیل'' کے نام سے رسالہ کا اجراء ہوا ہے۔میرا پیغام اس میں شائع ہوا ہے وہ ہر وقف نَو تک جانا چاہئے۔

امین نے بتایا کہ بینک کا حساب رکھتا ہوں کہ کتنا خرچ ہو رہا ہے اور کتنا اکاؤنٹ میں موجود ہے۔

ایڈیشنل سیکرٹری وقف جدید نے بتایا کہ نئے آنے والوں کو نظام میں شامل کرتے ہیں۔ اس سال جو نئے داخل ہو رہے ہیں ان کو شامل کیا جا رہا ہے۔

مبلغین نے بھی باری باری اپنی رپورٹ پیش کی۔

مبلغ سلسلہ یحییٰ لقمان صاحب نے بتایا کہ 6 سٹیٹس میں آٹھ جماعتیں میرے سپرد ہیں اور بہت دور دور پھیلی ہوئی ہیں۔ ایک جماعت میں دس گھنٹے کا سفر کر کے جاتا ہوں اور وہاں پھر ہفتہ بھر قیام ہوتا ہے۔

انعام الحق کوثر صاحب مبلغ سلسلہ نے بتایا کہ مڈویسٹ ریجن میں نو جماعتیں ہیں اور 300 میل کے اندر اندر جماعتیں ہیں۔ جماعتوں کے دورہ جات کے دوران دعوتی اور تعلیم القرآن کلاسز خود لیتا ہوں۔

ارشاد احمد ملہی صاحب مبلغ سلسلہ نے بتایا کہ ان کے پاس چار سٹیٹس میں آٹھ جماعتیں ہیں ڈیٹرائٹ جماعت سب سے بڑی ہے اور ڈیٹن سے چار گھنٹے کی ڈرائیو پر ہے۔

شمشاد ناصر صاحب مبلغ سلسلہ نے بتایا کہ ویسٹ کوسٹ میں میرے سپرد سات جماعتیں ہیں سب سے بڑی جماعت لاس اینجلس ہے۔اس کے چھ صد ممبرز ہیں۔ جو سب سے چھوٹی جماعت ہے وہ 20 سے 30 ممبران پر مشتمل ہے۔

مبلغ سلسلہ ظفر احمد سرور صاحب نے بتایا کہ ان کے پاس تین مختلف سٹیٹس میں آٹھ جماعتیں ہیں۔ ہر جمعہ مختلف جماعتوں میں جا کر پڑھاتا ہوں سب سے بڑی جماعت بوسٹن میں ہے۔

مبشر احمد صاحب مبلغ سلسلہ نے بتایا کہ نارتھ ویسٹ ریجن میں سات جماعتیں ہیں۔سب سے دُور والی جماعت سیاٹل ہے جس کا فاصلہ 800 میل ہے۔

مبلغ سلسلہ محمد ظفر اللہ ہنجرا صاحب نے بتایا کہ پانچ سٹیٹس میں میری 7 جماعتیں ہیں۔ ہیوسٹن اور ڈلاس بڑی جماعتیں ہیں اور دونوں کی تعداد پانچ صد کے قریب ہے۔

مبلغ سلسلہ اظہر حنیف صاحب نے بتایا کہ میرا سینٹر

R & R

CAR SERVICES LTD

Abdul Rashid

Diesel & Petrol Car Specialist

Unit-15 Summerstown, SW17 0BQ

Tel: 020 8877 9336

Mob: 07782333760

ولنگبر و میں ہے۔ اور دو صد میل کے اندر اندر میری چھ جماعتیں ہیں۔

مکرم داؤد احمد حنیف صاحب اور محمد سعید خالد صاحب کے بارہ میں حضور انور نے فرمایا کہ آپ کے کاموں کا مجھے علم ہے۔Caribbean Islands کے جو ممالک ہیں وہ آپ کے سپرد ہیں۔

نیشنل مجلس عاملہ یو ایس اے کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یہ میٹنگ سوا ایک بجے ختم ہوئی۔

نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ کی حضور انور کے ساتھ میٹنگ

اس کے بعد پروگرام کے مطابق نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ امریکہ کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔ دعا کے بعد نائب صدر مجلس انصار اللہ سے ان کے سپرد کاموں کے بارہ میں دریافت فرمایا جس پر **نائب صدر صاحب** نے بتایا کہ پیچھے ہٹے ہوئے لوگوں سے رابطہ کر کے ان کو قریب لانا ان کے ذمہ ہے۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو لوگ پیچھے ہٹے ہوئے ہیں ان کی کیٹیگری بنائیں۔ بعض عہدیداران سے ناراض ہو کر پیچھے ہٹے ہوں گے۔ بعض کسی اور وجہ سے ہٹے ہوں گے۔ سارا جائزہ لیں کہ کیا وجہ ہے کہ ان کا اعتماد ختم ہوا۔ یہ کیوں پیچھے ہٹے ہیں ہر ایک کا انفرادی جائزہ لیں پھر ان کو قریب لائیں۔ ان کے قریب لانے کیلئے ایسے لوگوں کو مقرر کریں جن کی وہ عزت و احترام کرتے ہیں۔

نائب صدر صف دوم سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ کتنے انصار ورزش کرتے ہیں۔ سائیکل چلاتے ہیں یا پیدل سیر کرتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ ہر مجلس کا Data اکٹھا کریں کہ کتنے ورزش کرنے والے ہیں اور سائیکل چلانے والے یا پیدل چلنے والے ہیں۔ سال میں دو تین دفعہ Walk آرگنائز کر لیا کریں۔

ایک نائب صدر صاحب نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ وہ انصار کی ویب سائٹ آرگنائز کرتے ہیں۔

قائد عمومی نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دریافت فرمانے پر بتایا کہ ہماری 68 مجالس ہیں اور ان میں سے صرف ایک مجلس سست ہے باقی 67 مجالس اپنی رپورٹ ریگولر بھجواتی ہیں۔ انصار کی مجموعی تعداد 2602 ہے۔ جب مجالس سے رپورٹس آتی ہیں تو قائدین اور صدر صاحب ان رپورٹس پر اپنا تبصرہ دیتے ہیں۔ ریجنل ناظمین بھی اپنے ریمارکس دیتے ہیں۔ پھر یہ ریمارکس زعماء مجالس کو بھجوائے جاتے ہیں۔

قائد تبلیغ نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ امسال انصار اللہ کے تحت پانچ نئے احمدی ہوئے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ داعیان الی اللہ کی کوئی سپیشل ٹیم ہے یا کسی کی ذاتی کوششوں کے نتیجہ میں یہ لوگ احمدی ہوئے ہیں۔ اس پر قائد تبلیغ نے بتایا کہ ذاتی رابطوں کے نتیجہ میں ان لوگوں نے بیعت کی ہے۔

قائد اشاعت نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ہر ماہ ہم اپنا رسالہ بھی شائع کرتے ہیں اور مجالس کو News Letter بھی جاری کرتے ہیں۔

قائد مال نے رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ 2602 انصار ہیں اور ہمارا سالانہ بجٹ 3,98000 ڈالرز ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی کہ جو فارغ ہو چکے ہیں۔ ریٹائر ہو چکے ہیں ان کے ماہانہ چندہ کے لئے اپنی مجلس شوریٰ میں معاملہ رکھ کر کوئی رقم معین کریں۔

قائد تعلیم القرآن نے بتایا کہ آن لائن کلاسز لی جا رہی ہیں۔ **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا** کہ جو انگلش سپیکنگ انصار نومبائعین ہیں۔ ان کے لئے تعلیم القرآن کی ذمہ داری بھی آپ کے سپرد ہے۔ بیشک نومبائعین کے قائد ان کیلئے کام کر رہے ہیں مگر آپ کی اپنی ذمہ داری ہے۔ **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا** کہ واقفین عارضی کے نظام کو مضبوط بنائیں اور اس میں نئے آنے والے اسائیلم سیکرز کو بھی شامل کریں۔

آڈیٹر مجلس انصار اللہ نے بتایا کہ وہ ہر سہ ماہی آڈٹ کرتے ہیں اب جلسہ کے بعد سینٹر کا آڈٹ کرنا ہے۔

قائد تربیت نومبائعین نے بتایا کہ 43 نومبائعین تھے۔ اب 38 رہ گئے ہیں باقی پانچ تین سال کی حد عبور کر چکے ہیں اور جماعتی نظام کا حصہ بن گئے ہیں۔ جو اس وقت زیر تربیت ہیں ان میں سے بعض Active ہیں۔ تبلیغ بھی کرتے ہیں اور تربیتی پروگراموں میں شامل ہوتے ہیں۔ مجالس میں سیکرٹریان تربیت کے ان لوگوں سے رابطے ہیں۔

قائد تجنید نے بتایا کہ انصار کی تجنید 2602 ہے۔

اس پر **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا** کہ عام طور پر تجنید اور مال کا فگر ایک جیسا نہیں ہوتا۔ آپ گراس روٹ لیول پر آرگنائز کریں اور اپنی تجنید کا ایک دفعہ پھر جائزہ لیں۔

قائد ایثار نے رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ہم ضرورتمندوں کیلئے میڈیکل کیمپس اور بلڈ ڈونیشن کے ذریعہ مدد کرتے ہیں۔ ان کو ادویات بھی فراہم کرتے ہیں۔ خوراک بھی مہیا کرتے ہیں اور احمدی احباب کو کمپیوٹر ٹریننگ دیتے ہیں اور ان کو انٹرویو وغیرہ کیلئے تیار کرتے ہیں۔

قائد وقف جدید نے بتایا کہ وہ مجالس سے مل کر پروگرام بناتے ہیں۔

قائد صحت جسمانی نے بتایا کہ انصار کو تلقین کی ہے کہ وہ سائیکل کا استعمال کریں۔ **حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا** کہ نائب صدر صف دوم کے ساتھ مل کر اپنا پروگرام ترتیب دیں۔

قائد تعلیم نے اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ہم نے مطالعہ کیلئے کتب مقرر کی ہوئی ہیں اور سال میں دو مرتبہ امتحان بھی لیتے ہیں جس میں سے 26 سے 32 فیصد انصار حصہ لیتے ہیں۔ **حضور انور نے ہدایت فرمائی** کہ ایک تو اس تعداد کو بہتر کریں اور دوسرے کتاب شرائط بیعت بھی اپنے نصاب میں رکھیں اور کوشش کریں کہ 80 فیصد انصار امتحان میں شریک ہوں اور اس ٹارگٹ کو حاصل کریں۔

قائد تربیت نے بتایا کہ ہم انصار کو نمازوں کی طرف توجہ دلا رہے ہیں اس پر **حضور انور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا** کہ جو ایک دو نمازوں میں آ رہے ہیں ان کو توجہ دلائیں کہ زیادہ میں آئیں۔ اور جو باقاعدہ پانچ نمازیں ادا کر رہے ہیں ان کو توجہ دلائیں کہ تہجد ادا کریں۔ نوافل ادا کریں اور اپنی توجہ خدا کی طرف رکھیں۔

قائد تحریک جدید نے بتایا کہ تحریک جدید کے چندہ میں 9 لاکھ ڈالر انصار اللہ کی طرف سے شامل تھا اور 54 فیصد انصار اللہ کی شمولیت تھی۔

آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انصار اللہ کے ریجنل ناظمین کا تعارف حاصل کیا۔

نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یہ میٹنگ دو بجکر پانچ منٹ پر ختم ہوئی۔

اس کے بعد تصاویر کا پروگرام تھا۔ درج ذیل مجالس عاملہ اور شعبوں نے باری باری گروپ کی صورت میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف پایا۔

نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ، نیشنل مجلس عاملہ جماعت امریکہ، مبلغین سلسلہ امریکہ، تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے اولڈ سٹوڈنٹ، ہیومینیٹی فرسٹ یو۔ایس۔اے

الاسلام، MTA، تعلیم القرآن، مردوں اور خواتین کے گروپس نے علیحدہ علیحدہ تصویر بنوائی۔

فلاڈلفیا کی مسجد کا نقشہ

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فلاڈلفیا میں جماعت کی ایک بڑی مسجد کا نقشہ ملاحظہ فرمایا۔ اس مسجد کی اب تعمیر شروع ہونی ہے۔ یہ مسجد دو منزلہ ہے اور دو ایکڑ قطعہ زمین پر تعمیر ہو رہی ہے۔ اس میں نماز کیلئے مردوں اور خواتین کے ہال کے علاوہ (جس میں آٹھ صد افراد نماز ادا کر سکیں گے) دفاتر مشن ہاؤس، مبلغ کی رہائش، کانفرنس روم، کلاس روم، لجنہ کے آفسز، چلڈرن روم، ملٹی پرپز ہال اور جماعتی کچن شامل ہیں۔ اس کی تعمیر پر تین ملین ڈالر کا منصوبہ ہے۔ مکرم صدر صاحب جماعت نے اس موقع پر مسجد مبارک قادیان، مسجد اقصیٰ قادیان اور بیت الدعا قادیان کی ایک ایک اینٹ دعا کیلئے پیش کی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی "اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ" کی انگوٹھی باری باری ان تینوں اینٹوں پر رکھی اور دعا کی۔ یہ تینوں اینٹیں اس مسجد کی بنیاد میں نصب کی جائیں گی۔

اس کے بعد مکرم ڈاکٹر حمید الرحمٰن صاحب نائب امیر یو ایس اے و صدر جماعت لاس اینجلیس کی فیملی نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے شرف ملاقات حاصل کیا۔

بعد ازاں مجلس خدام الاحمدیہ کی سیکیورٹی ٹیم نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔ اور شرف مصافحہ بھی حاصل کیا۔

اڑھائی بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی اپارٹمنٹ میں تشریف لے گئے۔

فیملی ملاقاتیں

ساڑھے پانچ بجے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد ہادی Harrisburg تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واپس ہوٹل تشریف لے آئے جہاں پروگرام کے مطابق فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

آج مجموعی طور پر 54 فیملیز کے 432 افراد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ ملاقات کرنے والی فیملیز درج ذیل جماعتوں سے آئی تھیں: جارجیا، Kansas City، Sacramento سیاٹل، پورٹ لینڈ، لاس اینجلسز ایسٹ، لاس اینجلسز ویسٹ، Tulas, Binghamton Miami, Rochester, Phoenix, Silicon, valley, Dallas, Buffelo, Syracuse, Tucsaon, Houston سنٹرل ورجینیا۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام نو بجکر 25 منٹ پر ختم ہوا۔ جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دفتر سے باہر تشریف لائے تو بہت سی فیملیز گیلری میں کھڑی تھیں جن کی ملاقات نہیں ہو سکی تھی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ از راہ شفقت ہر فیملی کے پاس سے گزرے۔ اور ان سے گفتگو فرمائی۔ فیملی نے سلام عرض کیا اور دعا کی درخواستیں کیں۔ مردوں نے شرف مصافحہ کیا۔ ساتھ ساتھ تصاویر بھی بنتی رہیں۔ یوں یہ سبھی فیملیز بھی شرف ملاقات سے فیضیاب ہوئیں۔

نو بجکر 40 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد ہادی میں تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد دس بجکر 10 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واپس ہوٹل تشریف لے آئے۔

(باقی آئندہ)

اپنے آقا سے ملاقات کے مبارک موقع پر

گُھلتا ہی نہیں تجھ پر ، اے ساعتِ مجوبی
وہ چشمۂ مریم ہے ، یا نغمۂ داؤدی!

گُھلتی ہے سماعت میں خود لہجے کی شیرینی
لذّت میں جُدا سب سے ، تقریر کی یہ خوبی

وہ عسلِ مصفّٰی ہے ، انسان کے پیکر میں
اُس کے لئے رکھی ہے یہ مسندِ محمودی

لکھی ہے اُس اَبرو کے ہلکے سے اشارے پر
ہر گام پہ باطل کی ، معزولی و معتوبی

لشکر ہے صداقت کا ہر راہ میں ساتھ اُس کے
ہے سایہ فگن سر پر ، اک حلقۂ کرّوبی

اب تک ہے تصوّر میں ، کیفیتِ چشم اُس کی
جاتی ہی نہیں دل سے ، اک حالتِ مجذوبی

ہر حمد کے لائق ہے ، وہ حسنِ ازل جس نے
مسرور کو پہنائی ، یہ خلعتِ محبوبی

(محمد ظفر اللہ خان۔ فلاڈلفیا)

بقیہ: خطاب حضور انور از صفحہ نمبر 2

دیکھا کہ ایک بہت بڑا اجتماع ہے اور دور دور تک لوگ ہی لوگ نظر آتے ہیں اور سب نے سفید لباس پہن رکھا ہے اور درمیان میں ایک سٹیج ہے اور اس سٹیج پر انہوں نے مجھے دیکھا کہ مَیں کھڑا ہوں اور مَیں نے بھی سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ مجھے لکھ رہے ہیں کہ آپ اونچی آواز میں لَآاِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه دہرا رہے ہیں اور سارا مجمع بھی آپ کے ساتھ لَآاِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه دہرا رہا ہے اور ایک عجیب سرور کی کیفیت تھی۔ کہتے ہیں کہ اسی حالت میں میری آنکھ کھل گئی اور میری زبان پر بھی لَآاِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه کے الفاظ تھے اور اس کے بعد سے میرے دل میں یہ بات میخ کی طرح گڑھ گئی کہ اس دور میں لَآاِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه کی حفاظت کا ذمہ خدا تعالیٰ نے خلیفہ کو دیا ہے اور یہی جماعت لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کی وارث ہے۔

امیر صاحب بینن لکھتے ہیں کہ پورتونووو (Portonovo) میں (وہاں ایک شہر ہے) ایک ڈینٹسٹ ہیں جن کا تعلق مصر سے ہے۔ وہ مصری ہیں۔ وہ اپنی فیملی سمیت اپنی گورنمنٹ کے ساتھ کنٹریکٹ پر ایک پرائیویٹ ہسپتال میں ملازمت کر رہے ہیں۔ دل کے بڑے نرم ہیں۔ ان کے ساتھ مشن میں کئی بار اختلافی مسائل پر بات ہوئی۔ بات کو سمجھتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ختم نبوت کا مسئلہ تحقیق طلب ہے۔ جماعت کے اخلاق، تعلیم اور خدمتِ انسانی کے بہت معترف ہیں۔ اُنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں ''مسیح ہندوستان میں'' اور ''آئینہ کمالات اسلام'' پڑھنے کو دیں نیز دعا کی تحریک کی کہ خود دعا کریں کہ اگر احمدیت سچی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا کی طرف سے وہی مسیح موعود اور امام مہدی ہیں تو خدایا مجھے قبول کرنے کی توفیق دے اور میرا سینہ کھول دے۔ موصوف نے بتایا کہ میں نے دو یا تین روز مسلسل خصوصیت سے دعا کی تو مَیں نے خواب میں دیکھا کہ مَیں اپنی فیملی کے ساتھ ایک بہت بڑے اور خوبصورت گھر میں ہوں اور بہت خوش ہوں۔ اسی اثناء میں ایک بہت بڑا اژدھا ظاہر ہوتا ہے اور ہماری طرف آتا ہے اور وہ اتنا بڑا ہے کہ میں خوفزدہ ہو جاتا ہوں یہاں تک کہ کانپنا شروع کر دیتا ہوں۔ میں خیال کرتا ہوں کہ یہ سانپ مجھے اور میرے بچوں کو کھا جائے گا۔ اسی دوران میں مَیں ایک بزرگ کو اپنے پاس پاتا ہوں جو بڑے بارعب ہیں اور کسی کتاب سے کچھ پڑھتے جاتے ہیں۔ جوں جوں وہ کتاب کے صفحات تبدیل کرتے جاتے ہیں وہ سانپ غائب ہوتا جاتا ہے۔ جب مَیں ان بزرگ کا چہرہ دیکھتا ہوں تو کہتا ہوں کہ وَاللّٰهِ! هُوَخَلِیْفَةُ الْاَحْمَدِیَه، وَاللّٰهِ! هُوَخَلِیْفَةُ الْاَحْمَدِیَه۔ اور یہ دہراتے جاتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب بتاتے ہیں کہ بینن میں بسنے والے دوسرے مصری لوگ اُنہیں منع کرتے ہیں کہ جماعت کے لوگوں سے نہ ملا کرو، یہ کافر لوگ ہیں۔ تو وہ کہتے ہیں کہ مَیں تو جماعت میں اخلاق، انسانی ہمدردی اور اسلام کی حقیقی روح دیکھتا ہوں اور اپنے دوستوں سے اس بات کا برملا اظہار بھی کرتا ہوں۔ یعنی کہتے ہیں کہ مَیں اظہار سے نہیں رہ سکتا۔ تو اللہ تعالیٰ جو ابھی احمدی نہیں ہوئے، اُن کو بھی واضح طور پر بتاتا ہے۔

پھر نائیجر کے امیر صاحب ہی لکھتے ہیں کہ ماراوی ریجن کے ایک گاؤں میں ایم ٹی اے کی نشریات دیکھنے کے لئے احباب جمع ہوئے۔ ڈش انٹینا نصب کیا جا رہا تھا۔ گاؤں کے سب لوگ مرد و زن، بوڑھے بچے اکٹھے ہوئے ہوئے تھے جب ڈش سیٹ کر کے ٹی وی آن کیا گیا تو اُس وقت میرا پروگرام سکرین پر آ رہا تھا اور ساتھ ہی میری تصویر بھی تھی۔ کہتے ہیں کہ اچانک مجمع میں سے ایک بوڑھی خاتون اُٹھی اور آگے آ گئیں، وہ الحاجہ تھیں۔ انہوں نے حج کیا ہوا تھا۔ آتے ہی اونچی آواز میں کہنے لگیں کہ اس شخص کو مَیں نے خواب میں دیکھا ہے، جب اُنہیں بتایا گیا کہ یہ جماعت کے امام اور ہمارے خلیفہ ہیں تو وہ اور سکرین کے قریب آ گئیں اور غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔ وہ غریب عورت تھی اور وہاں اُس علاقے میں بجلی بھی نہیں، جنریٹر سے ٹی وی چلایا جاتا ہے تو اب یہ خاتون لکڑیاں لا کے بیچ کے گاؤں کے چیف کو پیسے دیتی ہیں کہ جنریٹر کے لئے تیل خریدیں اور جنریٹر چلائیں تا کہ وہ خلیفۃ المسیح کو دیکھ سکیں۔ تو یہ ایم ٹی اے کی برکتیں بھی ہیں۔ اس لئے آپ لوگوں کو بھی جو ایم ٹی اے کی سہولت ملی ہے، یہاں تو نہ آپ کو لکڑیاں بیچنی پڑتی ہیں نہ کوئی تیل خرچ کرنا پڑتا ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کے گھروں میں مہیا کیا ہوا ہے تو اس سے فائدہ اُٹھانا چاہئے اور یہی چیز جماعت کی تربیت کے لئے انتہائی ضروری ہے۔

پھر کسومو (کینیا) سے ہمارے مبلغ لکھتے ہیں کہ ہیومینٹی فرسٹ کے تحت احمدیہ مسجد کرونجے کے احاطے میں ایک کنواں کھودا جا رہا تھا۔ امید تھی کہ چالیس فٹ کی گہرائی تک کھدائی سے پانی مل جائے گا۔ مگر بیالیس فٹ تک کھدائی کرنے پر بھی پانی کا نام ونشان نہ تھا۔ مزدور بہت مایوس ہوئے اور کہا کہ ہمیں اس جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ کھدائی کرنی چاہئے کیونکہ عموماً پینتیس چھتیس فٹ تک پانی مل جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے یہ صورتحال مجھے فیکس کی، تو ان کو میرا جواب یہ گیا تھا کہ انشاء اللہ پانی جلد مل جائے گا تو اُس پر انہوں نے مزدوروں کو کہا کہ ہمت نہیں ہارنی، کھودو۔ اور جب دو تین فٹ اور کھودا تو اللہ کے فضل سے وافر پانی مل گیا۔

اور یہ چیزیں پھر وہاں کے رہنے والے جو لوگ ہیں، جو مزدور کام کر رہے تھے، اُن کو بھی حیران کرتی ہیں۔

اسی طرح امیر صاحب آسٹریلیا لکھتے ہیں کہ میلبورن سینٹر کی مسجد اور کمیونٹی کے لئے استعمال کی کونسل نے مخالفت کی۔ کونسل نے مخالفت کے باوجود اجازت دے دی تھی۔ بعد میں ایک شخص نے عدالت میں اپیل کر دی۔ ہم سب پریشان ہوئے کہ معاملہ کورٹ میں چلا گیا ہے۔ انہوں نے دعا کے لئے مجھے لکھا۔ کہتے ہیں میرا جواب اُنہیں گیا کہ اللہ تعالیٰ اب بھی فضل فرمائے اور آئندہ بھی راہ میں آنے والی رکاوٹوں کو خود دور کر دے گا۔ اور یہ کہتے ہیں کہ اُس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اور پہلی پیشی میں ہی کورٹ نے ہمارے حق میں فیصلہ دے دیا۔

امیر صاحب انڈونیشیا لکھتے ہیں کہ غلام محی الدین صاحب مبلغ سلسلہ انڈونیشیا نے لکھا کہ ایک نومبائع خاتون احمدی ہونے سے پہلے بھی تہجد کی نماز پڑھتی تھیں۔ ایک رات انہوں نے تہجد کی نماز کے بعد خواب میں ایک شخص کو دیکھا جنہوں نے پگڑی پہن رکھی تھی۔ وہ اُسے دیکھ کر مسکرا رہے تھے، وہ یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئیں، اُس کے بعد اُس نے تہجد کے بعد تین مرتبہ اس پگڑی والے شخص کو دیکھا۔ اُس نے اپنے استاد صاحب جو کہ احمدی نہ تھے اُن سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے؟ استاد نے جواب دیا کہ یہ صدیق شخص ہے۔ جو بھی ہے سچا ہی لگتا ہے۔ لیکن اس کے بعد اس کا دل بے چین رہنے لگا۔ بالآخر اُس کی ایک احمدی سے ملاقات ہوئی۔ اُس نے ایک دن اُس احمدی کے گھر میں ایم ٹی اے دیکھا۔ جب ایم ٹی اے پر انہوں نے میری تصویر دیکھی تو فٹ بولیں کہ یہ شخص تین دفعہ مَیں نے خواب میں دیکھا ہے اور اللہ کے فضل سے اس سال مئی میں انہوں نے بیعت بھی کر لی۔

اشرف ضیاء صاحب مبلغ سلسلہ لکھتے ہیں کہ بلغاریہ کے ایک دوست اولک (Olek) صاحب کافی عرصہ سے زیرِ تبلیغ تھے۔ عیسائی تھے اور اُن کی بیوی پہلے احمدی ہو چکی ہیں لیکن یہ احمدی نہیں ہوتے تھے۔ اس کی وجہ اُن کا خاندان بھی تھا جو کہ عیسائی ہے اور چرچ کی دیکھ بھال کا کام اُن کے سپرد ہے۔ 2005ء کے جلسہ سالانہ جرمنی میں ان کو شمولیت کی دعوت دی۔ اس پر یہ مع اپنی اہلیہ کے شریک ہوئے جو کہ احمدی ہو چکی تھیں۔ اُن کی میرے سے ملاقات بھی ہوئی۔ واپسی پر بہت متاثر تھے لیکن بیعت نہیں کی، ایک دن ہمارے سینٹر آئے اور کہنے لگے کہ میں نے بیعت کرنی ہے۔ میں احمدی ہونا چاہتا ہوں۔ اُن سے پوچھا کیا وجہ ہے۔ کہنے لگے کہ آج دوسری رات ہے لگاتار خلیفۃ المسیح میرے پاس خواب میں آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اولک! اگر تم پاس نہیں آتے تو مَیں ہی تمہارے پاس آ جاتا ہوں۔ اس طرح میرے گھر تشریف لاتے ہیں، مجھے شرمندگی ہوتی ہے اور مَیں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ آج ہی مَیں احمدیت میں داخل ہوں گا۔ اللہ کے فضل سے بیعت کر لی۔

جرمنی کی ایک جماعت کے صدر صاحب لکھتے ہیں کہ ہم نے ٹیئر (Trier) شہر میں ایک تبلیغی سٹینڈ لگایا۔ ایک کُرد مسلمان قاسم دال اپنی جرمن بیوی اور تین بیٹیوں کے ساتھ وہاں تشریف لائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر سے بات شروع ہوئی اور خوب غصے سے بولے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کون آ سکتا ہے؟ تقریباً پندرہ منٹ کی بحث کے بعد ہمارے سیکرٹری تبلیغ نے اُن کا فون نمبر لے لیا اور وہ چل دیئے۔ اگلے ہی دن اُنہیں کھانے پر بلایا گیا اور تین گھنٹے کی تبلیغی نشست ہوئی۔ اُنہیں کتابیں بھی دی گئیں۔ دو دن بعد اُن کا فون آیا کہ جو کتابیں آپ نے دی تھیں وہ مَیں نے جلا دی ہیں کیونکہ مجھے بتایا گیا ہے کہ یہ سب جھوٹ ہے اور مَیں رابطہ نہیں رکھنا چاہتا۔ ہمارے سیکرٹری صاحب تبلیغ نے کہا کہ ہماری دوستی تو اب نہیں ٹوٹ سکتی، یہ تو اب قائم ہو گئی ہے۔ اس لئے آج بیشک نہ آئیں لیکن جمعرات کو تشریف لائیں، آپ سے ضرور بات کرنی ہے۔ اس دوران اُن کو دشمنوں کی طرف سے، مخالفین کی طرف سے جماعت کے متعلق اتنا بددل کر دیا گیا تھا کہ وہ آئے تو سہی لیکن روزہ رکھ کے آئے کیونکہ احمدیوں کے گھر کھانا پینا نہیں چاہتے تھے۔ تبلیغی بحث میں اتنا وقت گزر گیا کہ اُنہیں مجبوراً وہیں روزہ افطار کرنا پڑا۔ آخر میں سیکرٹری صاحب تبلیغ نے کہا کہ ایک وعدہ کریں کہ مولوی کی بات ایک طرف، خدا تعالیٰ کے وعدے ایک طرف۔ آپ ایسا کریں کہ چالیس روز پاک دل ہو کر خدا تعالیٰ کے حضور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کے بارے میں دردِ دل سے دعا کریں اور اس دوران کسی تعصب کو جگہ نہ دیں۔ انہوں نے اس کا وعدہ کر لیا۔ ابھی تیسرا دن تھا کہ ٹیلیفون آیا اور وہ بھی اپنے کام کی جگہ سے کہ تمہارے پاس خلیفۃ المسیح الخامس کی کوئی تصویر ہے؟ انہوں نے کہا ''ہے''۔ تو جواب دیا کہ مَیں ابھی کام چھوڑ کر آ رہا ہوں۔ سیکرٹری تبلیغ نے وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا کہ مجھے غائبانہ آواز آئی ہے کہ ثبوت کیا مانگتے ہو، ثبوت تو ہم تمہیں دکھا چکے ہیں۔ اور ساتھ ہی اُن کو وہ خواب یاد دلائی گئی جس میں انہوں نے مجھے دیکھا تھا اور کہتے ہیں مجھے انہوں نے دیکھا تھا کہ کمانڈر انچیف کے طور پر کھڑا ہوں اور سامنے گندمی رنگ کے لوگ ہیں اور فرشتوں کی جماعت کے طور پر وہ دکھائے گئے۔ جونہی وہ سیکرٹری تبلیغ کے گھر پہنچے تو میری تصویر دیکھ کے کہنے لگے کہ یہی ہے۔ اب اُن سے رہا نہیں جا رہا تھا۔ کہنے لگے کہ مَیں نے جلسہ سالانہ انگلینڈ میں شرکت کرنی ہے۔ چنانچہ گزشتہ سال جلسہ یوکے میں شامل ہوئے۔ راستے میں انہوں نے اس بات کا اظہار کیا اور مبلغ سے بھی بات کی کہ مَیں خلیفہ وقت کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ اُنہیں کہا گیا کہ اتنے بڑے جلسے میں یہ وعدہ نہیں کیا جا سکتا۔ عالمی بیعت ہو رہی ہے، انتظامیہ سے پوچھ کر بتایا جا سکتا ہے۔ لیکن بہرحال جب بات ہوئی تو ان کو آگے بلوا لیا گیا اور اللہ کے فضل سے انہوں نے وہاں بیعت کی اور اُس کے بعد اب تک وہ اپنے خاندان میں پانچ بیعتیں بھی کروا چکے ہیں۔

امیر صاحب فرانس لکھتے ہیں کہ ہمارے الجزائر کے ایک دوست Bauhas Chebab احمدیت قبول کرنے سے قبل اپنی ایک خواب کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ خواب میں میں نے محسوس کیا کہ مجھے ایک ایسی جگہ لے جایا گیا ہے جو کہ جلسہ کی جگہ کی طرح تھی۔ پھر مجھے اُڑا کر ایک کمرے میں لے جایا گیا جہاں کچھ پاکستانی لوگ کالے کپڑوں میں موجود تھے اور اُن کے درمیان میں خلیفہ ٔوقت بیٹھے ہوئے تھے۔ اُس وقت مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ خلیفہ ٔ وقت کیا ہوتا ہے (اور یہ میرے انتخاب سے پہلے کی بات ہے) وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے دیکھا کہ سبز خاکی رنگ کا کوٹ پہنا ہوا تھا اور وہ رو رہے تھے اور باقی سب لوگ بھی رو رہے تھے۔ تو مَیں نے سوال کیا کہ یہ سب کیوں رو رہے ہیں تو کہتے ہیں کہ مجھے انہوں نے بتایا کہ چوتھے خلیفہ کا جسمِ خاکی اللہ کے پاس جا چکا ہے اور اس کی روح زندہ تھی۔ پھر دو آدمی مجھے اپنے ہمراہ لے گئے۔ لیکن جو آدمی مجھے لے کر گئے مَیں اُن کے چہرے نہیں دیکھ سکا۔ انہوں نے کہا کہ اب جو آپ کو نظر آ رہے ہیں یہ پانچویں خلیفہ ہیں۔ نہوں نے لکھا کہ اُس وقت سے پہلے مَیں نے کبھی آپ کو نہیں دیکھا تھا (انہوں نے مجھے نہیں دیکھا تھا)۔ انہوں نے یہ بات تین دفعہ مجھے دہرائی کہ اگر تمہیں یقین نہیں آتا تو صرف ایک بات یاد رکھنا کہ انہوں نے سبز رنگ کا کوٹ پہنا ہوا ہے۔ جمعہ کے دن جب مَیں نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لئے ایک احمدی دوست کے گھر گیا تو وہاں سب لوگ ٹی وی دیکھ رہے تھے تو مَیں نے اُن سے پوچھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ جب مَیں نے ٹی وی کی طرف دیکھا تو مجھے وہی کچھ نظر آیا جو مَیں نے خواب میں دیکھا تھا اور اُس وقت میں احمدی نہیں تھا۔ یہ دیکھ کر میرے تمام شکوک و شبہات دور ہو گئے اور مجھ پر پانچویں خلیفہ اور احمدیت کی صداقت ظاہر ہو گئی۔

امیر صاحب فرانس ہی بیان کرتے ہیں کہ مراکش کی ایک خاتون ایک تبلیغی نشست کے بعد صدر جماعت کے گھر گئیں۔ وہاں پر خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصویر دیکھتے ہی رونے لگیں۔ اور کہتی جاتی تھیں کہ یہ کون شخص ہے، یہ روز میری خواب میں آتا ہے۔ جب اُنہیں حضور کا تعارف کروایا گیا کہ یہ جماعت احمدیہ کے چوتھے خلیفہ ہیں تو اُس نے یہ کہتے ہوئے کہ یہ شخص جھوٹا نہیں ہے اُسی وقت بیعت کر لی۔

امیر صاحب بینن بیان کرتے ہیں کہ نکّی (Nikki) کے علاقے کے مولوی حضرات کی طرف سے یہ اعلان تھا کہ نعوذ باللہ احمدیت کے گندے پاؤں سے اس شہر کو پاک رکھیں گے اور احمدیت وہاں نہیں آ سکے گی۔ لیکن خدا تعالیٰ کی نصرت کو کون روک سکتا ہے۔ وہاں ایک الحاج داؤد صاحب اپنی تمام فیملی کے ساتھ احمدی ہو گئے۔ انہوں نے ہمارے مقامی معلم کو بلایا اور کہا کہ تم میری بیعت لے

لو۔ ہمارے معلم نے دریافت کیا کہ آپ بیعت کیوں کر رہے ہیں؟ اس پر انہوں نے کہا کہ مَیں آپ کی دعوت پر لوگوں کو لے کر 'پراکو' گیا تھا جہاں خلیفۂ وقت آئے تھے۔ وہاں مَیں نے دیکھا کہ اگر کہیں اسلام ہے تو یہیں ہے۔ خاص کر جب مَیں نے خلیفۂ وقت کا چہرہ دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ بات گاڑ دی کہ یہی اللہ کا نمائندہ ہے۔ اُس پر مَیں نے (یہ 2008ء کی بات ہے) جماعت کی جشنِ تشکر والی شرٹس خریدیں اور یہاں لا کر مفت تقسیم کیں۔

پھر امیر صاحب گیمبیا لکھتے ہیں، لوئر نوئمی ڈسٹرکٹ سے تعلق رکھنے والے ہمارے ایک احمدی دوست عثمان سوئے صاحب کو احمدیت قبول کرنے کی وجہ سے سخت مخالفت کا سامنا تھا۔ یہ مخالفت اُن کے اپنے خاندان کی طرف سے بھی ہو رہی تھی اور اُن کے سسر اور سگے بھائی پیش پیش تھے۔ اسی دوران اُن کی اہلیہ اور بچے اُن کے سسر کے پاس اُن کے گاؤں چلے گئے۔ سسر نے اُن کی شادی ختم کروانے کی بھرپور کوشش کی۔ حالات دن بدن خراب ہو رہے تھے۔ کہتے ہیں کہ 2004ء میں جلسہ سالانہ یوکے کے تمام پروگرام دیکھنے کے بعد موصوف نے میرے نام دعائیہ خط لکھا جس میں جلسے کی مبارکباد دی اور فیملی کے مسائل کا بالخصوص ذکر نہیں کیا بلکہ انہوں نے اپنے لئے عمومی رنگ میں دعا کی درخواست کی تھی۔ کہتے ہیں کچھ عرصے بعد جب میرا جواب اُن کو گیا تو اس پر مَیں نے ان کو لکھا ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جلد اپنی فیملی سے ملانے کے سامان کرے۔ وہ یہ خط پڑھ کر حیرت سے کہنے لگے کہ مَیں نے حضور کو یہ نہیں لکھا تھا، اُن کو کیسے پتہ چلا کہ میرا فیملی کے ساتھ اس قسم کا مسئلہ ہے۔ خط پڑھنے کے بعد موصوف نے اپنی بیوی کے گاؤں جانے کا فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ جب وہ وہاں پہنچے تو کہتے ہیں اللہ کے فضل سے اُن کے سسرال نے غیر معمولی طور پر اُن کا استقبال کیا اور اُن کے ساتھ عزت سے پیش آئے اور پھر وہ اپنی بیوی بچوں کو لے کر واپس آ گئے۔ اس واقعہ کے بعد اُن کے خلافت کے ساتھ تعلق میں غیر معمولی اضافہ ہوا۔

سعید احمد صاحب مبلغ کانگو برازاویل لکھتے ہیں کہ برازاویل میں ایک شخص جس کا تعلق فرقہ سلف سے ہے، وہ سعودی عرب سے دو سال پہلے اپنی تعلیم مکمل کر کے واپس آیا۔ جب اُس کو پتہ چلا کہ کانگو میں بھی احمدیت پہنچ گئی ہے تو اُس نے جماعت کے خلاف فتاویٰ دینے شروع کر دیئے۔ جب بھی ہم ٹی وی پر پروگرام کرتے تو اُس کو بہت تکلیف ہوتی۔ جگہ جگہ اُس نے جماعت کے خلاف بدزبانی شروع کر دی۔ پورے ملک کا اُس نے وزٹ کیا اور ہر جگہ پر جماعت کے خلاف جلسے کئے اور انٹرنیٹ سے جماعت کے خلاف مواد لے کر پمفلٹ کی صورت میں شائع کیا اور لکھا کہ احمدی مسلمان نہیں ہیں اس لئے اگر وہ اسلام کی تبلیغ کرنے کے لئے آئیں تو ان کی بات نہ مانی جائے اور اکثر پمفلٹ عیسائیوں میں تقسیم کئے گئے۔ اب عیسائیوں کو کیا پتہ تھا کہ اسلام کیا ہے اور احمدیت کیا ہے۔ جہاں ہم ابھی نہیں پہنچ سکتے تھے کہتے ہیں کہ وہاں بھی جماعت کا پیغام انہوں نے پہنچا دیا۔ اُس نے دو مرتبہ اپنے حواریوں کے ساتھ ہمارے مشن کے باہر آ کر پروپیگنڈا بھی کیا اور بفضلہٖ تعالیٰ اس کو ہر قسم کا جواب دیا گیا۔ پمفلٹ کے ذریعے بھی، ٹی وی پر بھی اور مناظرات کر کے بھی۔ جب بھی ہم کوئی پروگرام ٹی وی پر کرتے تو وہ ٹی وی والوں کے پاس جا کر کہتا کہ احمدیوں کو پروگرام کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔ جب اس کی شیطانی حد سے بڑھی تو مبلغ صاحب نے مجھے دعا کے لئے لکھا۔ اس پر میرا جواب ان کو گیا کہ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور اس کے بعد کہتے ہیں کہ ٹی وی پر مسلسل تین مہینے پروگرام کئے اور اللہ تعالیٰ نے اس دعا کے بعد ایسی تائید فرمائی کہ وہ خاموش ہو گیا جیسے اُس کو سانپ سونگھ گیا اور مخالفت ترک کر دی۔

مبلغ سلسلہ سوئٹزرلینڈ لکھتے ہیں کہ کچھ عرصہ پہلے دو نوجوان ایک سوئس اور دوسرا اٹالین (Italian) احمدی ہوئے اور جلسہ فرانس کے دوران انہوں نے وہاں میرے ہاتھ پر بیعت بھی کی۔ فرانس سے واپس آنے کے بعد اُن کا رابطہ دوسرے مسلمانوں سے ہوا۔ چونکہ ابھی تربیت نہیں تھی اور جھوٹا پروپیگنڈا تھا تو جماعت سے بدظن ہو گئے اور جماعت چھوڑ کر دوسرے مسلمانوں میں شامل ہو گئے۔ خیر مبلغ صاحب نے مجھے خط لکھا تو مَیں نے اس پر یہ جواب لکھا تھا کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اللہ رحم کرے گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ دعا کرتے رہیں انشاء اللہ، اللہ تعالیٰ اَور دے گا۔ اور کہتے ہیں کہ یہاں فیکس ملی تو مجھے بڑی تسکین ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نعم البدل عطا فرمائے گا۔ کہتے ہیں فیکس کے ذریعہ یہ جواب آنے کو ابھی دو تین دن ہی گزرے تھے کہ ایک سوئس خاتون نے جس کا نام مریم تھا فون کیا اور اسلامک سینٹر زیورک کا فون نمبر دریافت کیا۔ خاکسار کے نمبر دینے پر کہنے لگی کہ یہ نمبر تو میرے پاس ہے لیکن کئی دنوں سے بار بار اس نمبر پر کوشش کر رہی ہوں، کوئی اُٹھاتا ہی نہیں اور یہ کہہ کر فون بند کر دیا کہ پھر ٹرائی (Try) کر لیتی ہوں۔ چنانچہ کئی بار کی کوشش کے باوجود کسی نے فون اٹینڈ (Attend) نہیں کیا۔ پھر آخر تنگ آ کر اس خاتون نے دوبارہ فون کیا اور اپنے خاوند اور بیٹی کے ساتھ مسجد آنے اور ملنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ کہتے ہیں اگلے دن مقررہ وقت پر تشریف لائیں۔ کہتی ہیں کہ تقریباً دو سال قبل انہوں نے اور اُن کے خاوند نے عیسائیت سے اسلام قبول کیا تھا۔ ذاتی دلچسپی اور مطالعہ کی بنا پر وہ مسلمان ہوئے لیکن وہ کسی مسلمان تنظیم سے منسلک نہیں ہونا چاہتے تھے۔ اب اُن کے اندر خواہش پیدا ہوئی کہ مسلمان جماعت یا تنظیم سے تعلق ہونا چاہئے۔ چنانچہ انہوں نے اس مقصد کے لئے روزوں اور نوافل اور دعا کے ذریعہ خدا سے مدد چاہی اور مسلسل دس دن تک روزے رکھے کہ اللہ تعالیٰ اُنہیں سچی اور حقیقی جماعت سے منسلک کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی دعاؤں کو سنا اور باوجود کوشش کے اُن کا اسلامک سینٹر سے رابطہ نہ ہو سکا۔ رابطہ ہوا تو جماعت سے ہوا۔ یہ اتفاق نہیں ہے بلکہ یہ کہتے ہیں آپ کی دعاؤں کا پھل تھا اور اللہ تعالیٰ نے اس فیملی کو جماعت کی گود میں ڈال دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر لیا تھا۔ اور پھر وہ لکھتی ہیں کہ جب انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی اور میری تصویریں دیکھیں تو کہتی ہیں ان دونوں کو تو مَیں پہلے ہی خواب میں دیکھ چکی ہوں۔

ہمارے مبلغ سلسلہ جو بلغاریہ میں رہے ہیں، وہ لکھتے ہیں کہ 2008ء میں اسٹونیا میں ایک فیملی سے ملاقات ہوئی۔ مکرمہ میرلا صاحبہ کی والدہ عیسائی تھیں اور پروفیشن کے اعتبار سے ڈاکٹر تھیں۔ انہوں نے بتایا کہ میری والدہ صاحبہ کو کینسر ہے۔ بال جھڑنے شروع ہو گئے ہیں۔ ڈاکٹروں نے جواب دے دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ ناقابلِ علاج ہے اور روتے ہوئے کہنے لگی کہ میری والدہ کے لئے دعا کریں۔ اس پر ہم نے کہا کہ خلیفہ وقت کو بھی دعا کے لئے لکھتے ہیں۔ جلسہ سالانہ میں تشریف لائیں اور ہمارے خلیفہ سے ملیں۔ تو کہتے ہیں کہ انہوں نے اُسی وقت ایک خط بھی لکھ دیا اور جلسہ سالانہ جرمنی میں بھی شرکت کی اور میرے سے ملاقات کی۔ ملاقات کے دوران رونے لگ گئیں اور یہ بتایا کہ ڈاکٹر جواب دے چکے ہیں۔ اس پر مَیں نے اُنہیں کہا کہ ڈاکٹرز کون ہوتے ہیں یہ کہنے والے؟ اللہ تعالیٰ جب کوئی معجزہ دکھانا چاہتا ہے تو منہ سے خود ہی الفاظ نکلوا دیتا ہے۔ نہیں تو یہ ایسی باتیں کہی نہیں جا سکتیں۔ زندگی موت خدا کے ہاتھ میں ہے۔ اور یہ تو بہرحال ہمارا ایمان ہے۔ پھر مَیں نے اُن کے لئے ہومیوپیتھک دوائی بھی تجویز کی اور دعا کا بھی کہا۔ پھر اسی طرح اُن کو سُچی بوٹی گولیاں منگوا کر دیں۔ بہرحال علاج ہوا اور نسخہ لکھ کر دیا اور اللہ کے فضل سے تین ماہ کے عرصے میں ان کی والدہ محترمہ صحتیاب ہو گئیں اور نہ صرف صحت یاب ہوئیں بلکہ ڈیوٹی پر بھی حاضر ہو گئیں۔ تو اس طرح اللہ تعالیٰ تائید و نصرت غیروں کو نشان دکھا کر بھی فرماتا ہے۔

امیر صاحب نائیجر لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ جمعہ کے بعد خاکسار نے تمام ممبران جماعت کو توجہ دلائی کہ خلیفۂ وقت کو دعائیہ خطوط لکھنے چاہئیں۔ اس پر ہمارے ایک احمدی دوست ابراہیم متراڑے صاحب کھڑے ہو گئے اور سب کے سامنے حلفیہ بیان دیا اور کہنے لگے کہ آپ سب لوگ جانتے ہیں کہ مَیں مرگی کا مریض تھا۔ میرے پاس علاج کے لئے کوئی پیسہ نہ تھا۔ مَیں شہر میں پھیری لگا کر چند اشیاء فروخت کرتا اور کہیں بھی مجھے مرگی کا دورہ پڑ جاتا اور میں گر جاتا۔ بعض لوگ مجھے پاگل سمجھتے اور مجھ سے دور بھاگتے۔ اسی دوران مجھے بیعت کی توفیق ملی۔ میں نے مربی صاحب کو کہا کہ میری طرف سے میری بیماری اور میری مالی حالت کے بارے میں خلیفہ وقت کی خدمت میں دعا کے لئے لکھیں۔ میرے پاس تو کھانے کے لئے بھی مشکل سے پیسے ہوتے ہیں۔ دوائی کا تو مَیں سوچ بھی نہیں سکتا۔ میرے پاس صرف دعا کا ہی آسرا ہے۔ چنانچہ انہوں نے خط لکھا اور کہتے ہیں اب انہوں نے کھڑے ہو کر کہا کہ اب سارا شہر گواہ ہے کہ اس واقعہ کو کئی سال ہو گئے ہیں۔ مَیں نے ایک گولی بھی نہیں کھائی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بالکل ٹھیک ہوں۔

محمد اشرف صاحب مبلغ لکھتے ہیں کہ بلغاریہ کے دارالحکومت صوفیہ سے تعلق رکھنے والی ایک فیملی ہمارے پاس آئی۔ دونوں میاں بیوی عیسائی تھے اور خاوند کی والدہ چرچ میں کسی اچھے عہدہ پر فائز تھیں۔ دونوں میاں بیوی نے بتایا کہ ہماری شادی کو سترہ سال ہو گئے ہیں اور اولاد کی

خوش بختی کا یہ دَور یہ فیضانِ خلافت

اخلاص ہے دستور غلامانِ خلافت
تسلیم سے مشروط ہے پیمانِ خلافت

انکار خلافت تو ہے ابلیس کا شیوہ
ہے حزب ملائک تو ثنا خوانِ خلافت

ہر دور میں مبعوث خلیفہ ہوئے لیکن
نبیوں کا ہے سردار ہی سلطانِ خلافت

یہ لعل نبوت تو ہے اک گوہر یکتا
بعد اس کے گراں مایہ ہے مرجانِ خلافت

استادؐ سے شاگردؓ نے وہ فیض ہے پایا
وہ شان نبوت ہے تو یہ جانِ خلافت

ہے باغ نبوت کا ہی اِک نخلِ ثمردار
اُس گُل کا ہی تو تخم ہے ریحانِ خلافت

اعدائے خلافت تو نگونسار ہوئے ہیں
ہیں نغمہ سرا زمزمہ پیرانِ خلافت

پڑتے ہیں شریروں پہ ہی خود ان کے شرارے
ہے ربّ خلافت ہی نگہبانِ خلافت

ہر ذات کی پہچان ہر اک بات کا اِدراک
ہے فضلِ خدا شاملِ وجدانِ خلافت

اے تخت نشینو! جو بصیرت ہے تو دیکھو
کس پائے کا ہے تختِ سلیمانِ خلافت

ہے اہلِ وفا کی یہ محبت کا تقاضا
ہوتی رہے پابندیٔ فرمانِ خلافت

تا روز قیامت رہے جاری مرے مولا
خوش بختی کا یہ دَور یہ فیضانِ خلافت

((صاحبزادی) امۃ القدوس بیگم)

نعمت سے محروم ہیں۔ یورپ کے بڑے بڑے ممالک سے علاج کروایا ہے لیکن مایوسی ہو رہی ہے۔ جماعت احمدیہ کے بارے میں سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی دعائیں قبول کرتا ہے۔ کہتے ہیں اُسے مَیں نے خلافتِ احمدیہ کے بارہ میں بتایا اور دعاؤں کی قبولیت کے بارہ میں بتایا تو کہتے ہیں کہ پھر انہوں نے دعا کے لئے لکھا۔ چنانچہ یہ کہتے ہیں کہ ان کو میرا یہ جواب گیا کہ ''اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا اور آپ کی خواہش پوری فرمائے اور اولاد کی نعمت سے نوازے''۔ اور کہتے ہیں بظاہر جو چیز ناممکن تھی وہ اللہ تعالیٰ نے دی اور ایسا فضل فرمایا کہ اُنہیں اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹے سے نوازا ہے چنانچہ وہ آئے کہ یہ بیٹا خلیفہ کی دعاؤں کے طفیل ہوا ہے۔ یہ اسلامی بچہ ہے۔

محمد اشرف صاحب ہی لکھتے ہیں کہ ایک خاتون ویرونیکا (Veronika) صاحبہ اور ان کے خاوند نے ہمارے ساتھ رابطہ کیا کہ اُن کو کاروبار میں سخت مشکلات کا سامنا ہے۔ اُن کے خلاف عدالتوں میں کچھ کیسز چل رہے ہیں اور آپ ہمارے لئے دعا کریں۔ یہ فیملی عیسائی تھی۔ ہم نے جماعت کا تعارف اور خلیفۂ وقت کا تعارف کروایا اور دعاؤں کے بارے میں بتایا۔ 2010ء کے جلسہ میں جرمنی میں انہوں نے شرکت کی اور براہِ راست مجھے بھی ملیں اور دعا کے لئے کہا۔ تو کہتے ہیں اگلے سال 2011ء میں دونوں میاں بیوی جلسہ میں حاضر ہوئے اور پھر ملاقات کی اور ملاقات کے دوران موصوفہ رونے لگ گئیں اور کہنے لگیں کہ آپ کی دعاؤں سے ہماری ساری مشکلات دور ہو گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر فضل نازل فرمائے ہیں اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ مَیں بیعت کرنا چاہتی ہوں۔ میرے پوچھنے پر کہ آپ کے خاوند اس پر ناراض تو نہیں ہوں گے۔ وہ کہنے لگیں کہ میرے خاوند تو پہلے ہی جماعت احمدیہ میں شامل ہو چکے ہیں۔

امیر صاحب بینن لکھتے ہیں کہ ''با'' (Ba) نامی گاؤں کے صدر جماعت بداماسی سونفو (Badamsie Sonfo) کا بیٹا کرسچین تھا اور جماعت کا سخت مخالف بھی تھا۔ اُس کی بیوی تین بار حاملہ ہوئی اور ہر دفعہ آپریشن کرنا پڑتا تھا۔ نتیجۃً تینوں مرتبہ بچہ فوت ہو گیا۔ اس پر یہ نوجوان جماعت کا اشد مخالف ہونے کے باوجود اپنے باپ کے پاس آیا اور اُس کو دعا کا کہنے لگا تو باپ نے اُس کو مجھے خط لکھنے کے لئے کہا۔ چنانچہ دعا کا خط لکھا گیا۔ کچھ عرصے کے بعد اُس کی بیوی پھر امید سے ہو گئی اور پھر وہ اپنے باپ کے پاس آیا اور یہ بھی کہا کہ اگر مجھے اولاد کی نعمت مل گئی تو مَیں اور میری بیوی احمدیت میں داخل ہو جائیں گے۔ چونکہ اس سے پہلے وہ جماعت کا اشد مخالف تھا اس لئے قرب و جوار میں اس کا خوب چرچا ہوا۔ صدر صاحب نے معلم زکریا صاحب کے ذریعہ مبلغ کو بھی اطلاع دی۔ اس پر کہتے ہیں مَیں نے یہ ساری باتیں دعا کے لئے لکھیں۔ اور میرا جواب اُن کو گیا کہ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔ ہومیو پیتھک دوائی بھی ساتھ دی۔ اب تقریباً بیس دن ہونے کو ہیں اور اس عورت نے ایک بچی کو جنم دیا ہے اور یہ سب کچھ اتنا نارمل ہوا ہے کہ جب میٹرنٹی پر کام کرنے والی دائی نے اس کی کاپی دیکھی جس میں تین آپریشن کا اور بچوں کی فوتیدگی کا اندراج تھا تو وہ پریشان ہو گئی اور اُس نے شہر کے ہسپتال میں ریفر کرنا چاہا لیکن اسی اثناء میں اُس کے ہاں نارمل طریقے سے بچی کی پیدائش ہو گئی اور یہ واقعہ اُس کے لئے بھی غیر معمولی تھا۔

امیر صاحب بینن ہی بیان کرتے ہیں کہ باسیلہ کے ایک گاؤں اِکوکو (Ikoko) میں ہمارے لوکل مشنری حسینی علیو صاحب کئی بار تبلیغ کے لئے گئے لیکن وہاں کے امام مولوی عبدالصمد جو کہ جماعت کے اشد مخالف تھے، وہاں بیعتوں کے حصول میں رکاوٹ بنتے تھے۔ اس امام سے بھی کئی بار بات چیت ہوئی لیکن مخالفت پر قائم رہے۔ معلم علیو صاحب بتاتے ہیں کہ پھر تقریباً آٹھ ماہ سے ان مولوی صاحب سے رابطہ منقطع تھا۔ ایک دن صبح کے وقت مذکور مولوی صاحب نے فون کیا اور گاؤں آ کر ملنے کا کہا۔ جب اُن کے پاس گئے تو انہوں نے بتایا کہ رات خواب میں آپ کے امام کو دیکھا (یعنی انہوں نے مجھے دیکھا) کہ وہ مجھے کہتے ہیں کس چیز کا انتظار ہے، جماعت میں داخل ہو جاؤ۔ یہ الفاظ کئی بار دہرائے اور میں آپ کے رعب کے سامنے کوئی جواب نہ دے سکا۔ اس پر اُس کو سمجھایا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو واضح نشان عطا ہوا ہے کہ اب احمدیت قبول کر لیں۔ مولوی صاحب نے جماعت کی مخالفت چھوڑ دی ہے اور اپنے دوسرے ساتھیوں کو جماعت کی طرف مائل کر رہے ہیں کہ مَیں ان کو ساتھ لے کر احمدی ہوں گا۔ لیکن اللہ کے فضل سے وہاں اب تک کافی تعداد میں، سینکڑوں میں بیعتیں ہو چکی ہیں۔

آئیوری کوسٹ کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ ایک معلم وترا آزماؤنہ صاحب اس قدر بیمار ہوئے کہ موت کے قریب پہنچ گئے۔ انہوں نے اپنے ورثاء کو جمع کر لیا اور اپنے ترکہ کی تقسیم کے بارے میں اُنہیں وصیت کر دی اور خود موت کا انتظار کرنے لگے۔ بظاہر زندگی کی کوئی امید نہیں تھی۔ اسی دوران ایک روز خواب میں انہوں نے مجھے دیکھا کہ مَیں آیا ہوں اور اُن کے سر پر ہاتھ رکھ کر اُن کی صحت کے لئے دعا کی ہے۔ صبح اُٹھے تو بالکل صحتمند تھے اور بیماری کا نام ونشان نہ تھا۔ سارے خاندان کو اکٹھا کیا اور بتایا کہ اس طرح مَیں نے خواب دیکھا ہے۔ اب مجھے بیماری سے موت نہیں آئے گی۔ چنانچہ اس کے بعد مسلسل خدمتِ دین میں مصروف ہیں۔

عیسیٰ کاناذوی صاحب بورکینا فاسو کے ہیں۔ کہتے ہیں کہ مَیں یہ خط اللہ تعالیٰ کے شکر اور خوشی کے اظہار کے لئے لکھ رہا ہوں، مَیں بہت بیمار ہو گیا تھا حتی کہ لوگ کہنے لگے کہ یہ اب نہیں بچے گا۔ اس پر مَیں نے دعا کی کہ اے اللہ! اگر تُو نے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حق کے ساتھ بھیجا ہے تو مجھے شفا بخش تا کہ مَیں جماعت کی خدمت کر کے تیری رضا کا وارث بنوں۔ خدا نے میری دعا قبول کرتے ہوئے مجھے خواب دکھائی اور انہوں نے مجھے دیکھا کہ مَیں اور امیر صاحب اور بعض دوسرے افرادِ جماعت اُن کے سر کے پاس کھڑے ہیں اور مَیں نے اُن کے لئے دعا کی اور حاضرین کو کہا کہ انشاء اللہ اب یہ مرض سے شفا پائے گا اور اس کے بعد زندہ رہے گا۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ خواب سچی کر دکھائی اور میں معجزانہ طور پر شفا یاب ہو گیا ہوں اور ڈاکٹر نے بھی اس معجزانہ شفا پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے میری دعوت کی۔ یہ 2008ء کے جوبلی جلسہ میں غانا میں مجھے ملے بھی تھے۔

پھر عمان سے ہمارے ایک دوست لکھتے ہیں جو یوکے کے جلسہ پر آئے تھے اور محبت میں بڑے آگے بڑھے ہوئے تھے۔ عالمی بیعت میں آگے بیٹھ کر انہوں نے بیعت بھی کی تھی اور روتے ہوئے انہوں نے کہا کہ آ کر بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو موقع بھی دیا۔ لیکن ان کو بیوی اور اُس کے بھائیوں کی طرف سے، اپنے بھائیوں کی طرف سے بڑی مخالفت تھی۔ انہوں نے دعا کے لئے مجھے کہا۔ اس پر مَیں نے اُنہیں کہا کہ روزانہ صدقہ بھی دیا کریں، دعا بھی کیا کریں اور روزانہ دو نفل پڑھا کریں۔ اللہ فضل فرمائے گا۔ چنانچہ اب چند دن پہلے اُن کی اطلاع آئی کہ اُن کی بیوی نے بھی احمدیت قبول کر لی ہے۔

مصر کے ایک دوست طارق محمد اسماعیل صاحب ہیں۔ بڑی عاجزی سے انہوں نے خط لکھا ہوا ہے وہ کہتے ہیں کہ میری زبان لڑکھڑا رہی ہے، میرے پاس الفاظ نہیں ہیں، کیا الفاظ لکھوں۔ اور پھر کہتے ہیں کہ مَیں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص مجھے نیند سے بیدار کرنے آیا ہے اور جس کے خدوخال مَیں نے نہیں دیکھے۔ بس یہ نظر آ رہا ہے کہ کوئی اچھا چہرہ ہے۔ تو اس شخص نے میری بیوی کے پیٹ کی طرف اشارہ کیا اور اُس کے بعد چلا گیا۔ اُس وقت میں نے دیکھا کہ اُس نے پاکستانی لباس پہنا ہوا ہے۔ کہتے ہیں میں نے بیداری کے بعد یہی خیال کیا کہ یہ محمد شریف صاحب ہیں کیونکہ مجھے اُن سے محبت ہے اس لئے خواب میں آئے ہیں۔ لیکن جب انہوں نے وضاحت کی تو میرا خیال یکسر بدل گیا۔ انہوں نے کہا کہ پاکستانی لباس میں جس شخص کو تُو نے دیکھا ہے یا تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں یا خلیفۂ وقت ہیں۔ تو جس بات نے اس خیال کو یقین اور حقیقی طور پر ثابت کیا وہ یہ کہ میری بیوی نے مجھے بتایا کہ وہ ٹھیک نہیں ہے۔ چنانچہ ہم ڈاکٹر کے پاس گئے۔ اُس نے چیک کر کے بتایا کہ تمہاری بیوی امید سے ہے۔ یہ سن کر ہمیں ناقابلِ بیان خوشی ہوئی کیونکہ ہم شادی کے نو سال گزرنے کے باوجود بھی اولاد کی نعمت سے محروم تھے۔ پھر آگے وہ لکھتے ہیں کہ ٹی وی میں خطبات بھی سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں۔ انہوں نے بڑے جذبات کا اظہار کیا ہے۔

یہ چند واقعات مَیں نے بہت سارے واقعات میں سے لئے تھے۔ تو یہ ساری باتیں جو مَیں نے بیان کیں، یہ سب ظاہر کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی تائید خلافتِ احمدیت کے ساتھ ہے اور اُس تائید کے اظہار کے طور پر اللہ تعالیٰ مختلف لوگوں کو مختلف نظارے دکھاتا رہتا ہے۔

لیکن خلیفۂ وقت کی دعاؤں کے بارے میں یا قبولیت کے بارے میں ایک بات یہ بھی یاد رکھنی چاہئے کہ دعا کروانے والے کے ایمان و اخلاص کا بھی اس میں بہت زیادہ دخل ہے اور اسی طرح دعا کروانے والے کی اپنی دعائیں بھی خلیفہ وقت کی دعاؤں کی مدد کرتی ہیں۔ اور یہ اصول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے کہ یہ آپؐ نے ایک صحابی کو فرمایا تھا میری دعا کی قبولیت کے لئے تم بھی دعاؤں سے میری مدد کرو۔ تو یہ واقعات جو مَیں نے بیان کئے ہیں کہ ایک مومن کے ایمان میں تو اضافے کا باعث بنتے ہی ہیں، ایک سعید فطرت کی آنکھیں کھولنے کے لئے بھی کافی ہیں اور خلافت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی جو یہ تائید ہے یہ اصل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ثبوت ہے۔

پس بعض لوگ جو اپنے آپ کو بڑے عالم اور عقلمند سمجھتے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب ہونے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں لیکن خلافتِ احمدیہ پر بعض اعتراضات بھی کر دیتے ہیں، وہ دراصل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر اعتراض کر رہے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو خلافتِ احمدیہ سے ہمیشہ وابستہ رہنے اور خلیفہ وقت کی طرف سے ملنے والی ہدایات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو ایمان و اخلاص میں بڑھاتا چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کا حامی و ناصر ہو۔ اپنی حفاظت میں رکھے اور خیر سے اپنے گھروں میں جائیں۔ اس کے بعد ہم دعا کریں گے۔ دعا کر لیں۔

مہمان نوازی

☆ حضرت عقبہ بن عامرؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: نجات اور بچاؤ کی بہترین راہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: اپنی زبان کو روک کر رکھو۔ اپنا گھر مہمانوں کے لئے کھلا رکھو۔ اور اپنی غلطیوں پر نادم ہو کر خدا کے حضور رویا کرو۔ (ترمذی ابواب الزھد)

☆ حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بھلائی (خیر و برکت) اس گھر میں جلدی آئے گی جس میں مہمان آتے رہتے ہیں۔ (ابن ماجہ کتاب الاطعمہ)

☆ حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مسلمان کسی مسلمان کی پیاس پانی کے ایک گھونٹ سے بجھائے قیامت کے دن اللہ اسے الرحیق المختوم سے پلائے گا۔ جو مسلمان کسی مسلمان کو بھوک کی حالت میں کھانا کھلائے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے جنت کے پھل کھلائے گا۔ اور جو مسلمان کسی مسلمان کو برہنگی کی حالت میں کپڑے پہنائے گا اللہ تعالیٰ اسے جنت کے سبز لباس پہنائے گا۔ (مسند احمد بن حنبل مسند ابی سعید خدری)

خریداران الفضل انٹرنیشنل سے گزارش

الفضل انٹرنیشنل کے ہر خریدار کو ایک AFC نمبر دیا جاتا ہے جو آپ کے ایڈریس لیبل کے ساتھ درج ہوتا ہے۔ یہ آپ کا خریداری نمبر ہے۔ براہ کرم یہ نمبر محفوظ رکھیں اور دفتر سے خط وکتابت اور رابطہ کے وقت اس نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

(مینیجر)

قارئین ''الفضل انٹرنیشنل'' کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ الفضل کا یہ شمارہ دو ہفتوں کا اکٹھا شائع ہو رہا ہے۔ اس لئے 14 ستمبر کا شمارہ الگ شائع نہیں ہوگا۔

(مینجر)

خطبات نکاح

واقف زندگی کو حتی المقدور یہ کوشش کرنی چاہئے کہ اپنی ذاتی خواہشات کو ختم کردے۔ زندگی میں جو کچھ ہو، جو حاصل کرنے کی خواہش ہو وہ صرف یہ ہو کہ ہم نے خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنی ہے اور اس کے دین کی سربلندی کیلئے، دین کی خدمت کیلئے اپنی تمام تر صلاحیتیں اور استعدادیں صرف کرنی ہیں۔

آج کل کے معاشرے میں جو بے صبری اور تقویٰ کی کمی ہے اس نے رشتوں میں دراڑیں ڈال دی ہوئی ہیں۔ تقویٰ میں کمی اور بے صبری اور صرف ذاتی اناؤں کی وجہ سے رشتے توڑنا معاشرے کی بدامنی کا بھی باعث بنتے ہیں

(مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ مربی سلسلہ شعبہ ریکارڈ۔ دفتر پی ایس لندن)

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 18 جولائی 2011ء بروز سوموار مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاح کا اعلان فرمایا۔ تشہد و تعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اس وقت میں جس نکاح کا اعلان کرنے لگا ہوں یہ عزیزہ نعیمہ طلعت چوہدری بنت مکرم رفیق احمد جاوید چوہدری صاحب (نائب صدر انصار اللہ یوکے) کا نکاح ہے جو عزیزم منصور احمد کلارک ابن مکرم مظفر کلارک صاحب برمنگھم (Birmingham) کے ساتھ پانچ ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔ عزیزہ نعیمہ طلعت واقفۂ نو ہے اور عزیزم منصور احمد کلارک وقف نَو میں سے تو نہیں لیکن جامعہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کررہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: مجھے یاد ہے کچھ عرصہ پہلے جب انہوں نے جامعہ میں داخلہ لینا تھا تو یہ اور ان کی والدہ آئی کہ پڑھائی کے بعد اس کا ایک Gap کا سال ہے۔ فارغ رہنے کی بجائے اگر اس کو اجازت دے دیں تو جامعہ میں پڑھ لے۔ مَیں نے اجازت دیدی تھی۔ اس کے بعد جامعہ میں ان کا ایسا دل لگا کہ کہتے میں نے اور پڑھائی نہیں کرنی۔ جامعہ کی تعلیم حاصل کروں گا اور پھر امید ہے انشاء اللہ تعالیٰ وقف بھی کریں گے۔ گو دل میں وقف کر چکے ہوں لیکن باقاعدہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد ہی وقف ہوگا۔

حضور انور نے فرمایا:۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جامعہ کے اچھے ہونہار طلباء میں سے ہیں۔ یہ ماں کی طرف سے پاکستانی اور باپ کی طرف سے انگریز ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی علمی صلاحیتوں کو بھی مزید بڑھائے اور عاجزی اور انکساری کے ساتھ یہ فراغت کے بعد اپنے وقف کو بھی نبھانے والے بنیں۔ اسی طرح عزیزہ نعیمہ واقفۂ نَو ہے۔ یہ بھی اپنے وقف کو، والدین کے اس وعدہ کو جو انہوں نے خلیفۂ وقت کے ساتھ کیا اور اپنی بچی کو پیش کیا اپنی آئندہ زندگی میں نبھانے والی ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔ ان دونوں کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ واقف زندگی کو حتی المقدور یہ کوشش کرنی چاہئے کہ اپنی ذاتی خواہشات کو ختم کردے۔ زندگی میں جو کچھ ہو، جو حاصل کرنے کی خواہش ہو وہ صرف یہ ہو کہ ہم نے خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنی ہے اور اس کے دین کی سربلندی کیلئے، دین کی خدمت کیلئے اپنی تمام تر صلاحیتیں اور استعدادیں صرف کرنی ہیں۔ اگر یہ چیز نہیں تو پھر ایک واقف زندگی ہونے کا کوئی فائدہ نہیں۔ ایک واقف زندگی میں اور ایک عام احمدی میں ایک امتیاز ہونا چاہئے۔ گو ایک احمدی کا معیار بھی بہت بلند ہونا چاہئے۔ تقویٰ کی ان راہوں کی تلاش کرنی چاہئے جن پر خدا تعالیٰ ہمیں، ایک حقیقی مومن کو چلانا چاہتا ہے۔ لیکن واقفین زندگی وہ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو دین کی خدمت کیلئے پیش کیا اور ان کا ہر لمحہ اور زندگی کا ہر منٹ، ہر دن دین کی خدمت کیلئے ہی وقف رہنا چاہئے۔ اس سوچ کے ساتھ آئندہ بھی اپنی زندگی گزاریں۔

اللہ تعالیٰ ان بچوں کے علم و عرفان میں بھی ترقی عطا فرمائے اور جماعت کے لئے مفید وجود بنائے۔ ان باتوں کے بعد مَیں اب نکاح کا اعلان کروں گا۔

نکاحوں کے اعلان کے بعد حضور انور نے دعا کروائی اور فریقین کو مبارکباد کے ساتھ شرف مصافحہ بخشا۔

❁❁❁❁❁❁

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 27 اگست 2011ء بروز ہفتہ مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاح کا اعلان فرمایا۔ تشہد و تعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اس وقت مَیں ایک نکاح کا اعلان کروں گا۔ نکاح فریقین کیلئے جو نئے رشتوں میں منسلک ہورہے ہوں ایک خوشی کا موقعہ ہوتا ہے۔ لیکن ایسے نکاح بھی ہیں جن کی اس لئے بھی خوشی ہوتی ہے کہ لڑکا اور لڑکی تقویٰ سے کام لیتے ہوئے، اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے، اپنی ذاتی اَناؤں کو دور پھینکتے ہوئے اور اپنے بچوں کا بھی خیال رکھتے ہوئے ایک دوسرے سے رشتے میں منسلک ہوتے ہیں اور ایسے رشتے کوئی نئی چیز نہیں ہیں۔

حضور انور نے فرمایا:۔ آج کل کے معاشرے میں جو بے صبری اور تقویٰ کی کمی ہے اس نے رشتوں میں دراڑیں ڈال دی ہوئی ہیں اور اس بارہ میں مَیں کئی دفعہ توجہ دلا چکا ہوں۔ پچھلے چند مہینوں سے جلسوں پہ بھی، خطبوں میں بھی یہ توجہ دلا رہا ہوں کہ تقویٰ میں کمی اور بے صبری اور صرف ذاتی اناؤں کی وجہ سے رشتے توڑنا معاشرے کی بدامنی کا بھی باعث بنتے ہیں اور جو نئی نسل ہے اس میں بھی بے چینی پیدا کرتے ہیں۔ پس ایسے رشتے جو اس لئے جڑ رہے ہوں کہ ان میں تقویٰ کو سامنے رکھتے ہوئے یہ احساس پیدا ہوا کہ یہ رشتہ کرنا ہے تو وہ رشتے یقیناً بہت زیادہ خوشی کا باعث بنتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔ ایسا ہی ایک رشتہ آج ہے۔ یہ نیا رشتہ نہیں۔ لڑکا اور لڑکی دونوں پہلے رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے ان کے دو بچے بھی ہیں لیکن پھر تقویٰ میں کمی کی وجہ سے، ایک دوسرے کے حقوق ادا نہ کرنے کی وجہ سے، بے صبری کی وجہ سے یہ رشتہ ٹوٹ گیا اور لمبا عرصہ ٹوٹا رہا اور اب ان کو احساس پیدا ہوا کہ ان دونوں کی بہتری اسی میں ہے اور ان کے جو دو بچے ہیں ان کی بہتری بھی اسی میں ہے کہ اس رشتہ کو دوبارہ قائم کیا جائے اور اس کیلئے جب مَیں نے ان کو توجہ دلائی تو بہرحال احساس ہوا۔ کچھ زیادتیاں بھی ہوئیں۔ جس فریق کی طرف سے بھی زیادتیاں ہوئیں اس کو اپنی زیادتیوں کا احساس ہوا۔ میرے سمجھانے سے ان کو توجہ پیدا ہوئی اور آج یہ دونوں دوبارہ اس رشتہ میں منسلک ہورہے ہیں جو تصور کیا جاتا ہے کہ ایسا پاکیزہ رشتہ ہے جس میں چاہئے کہ ایک دوسرے کے حقوق بھی ادا کئے جائیں، اپنے والدین کے بھی حقوق ادا کئے جائیں، ایک دوسرے کے والدین کے حقوق ادا کئے جائیں اور معاشرے کے حقوق ادا کئے جائیں اور بچوں کے حقوق ادا کئے جائیں۔ پس اس لحاظ سے مجھے بڑی خوشی ہے کہ آج ان دونوں کو احساس پیدا ہوا اور یہ دوبارہ نکاح کرکے شادی کیا یک بندھن میں بندھ رہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا:۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ رشتہ اب ہمیشہ قائم رہے اور دونوں ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے والے ہوں اور ان کے جو اپنے بچے ہیں یا آئندہ بھی جو ہوں ان کے حقوق ادا کرنے والے ہوں اور ان کو احمدیت کے ماحول میں، خالص اسلام کے ماحول میں، دینی ماحول میں پروان چڑھانے والے ہوں۔ اور کبھی اب ان رشتوں میں دراڑیں نہ آئیں۔ ان الفاظ کے ساتھ مَیں اب نکاح کا اعلان کروں گا۔ یہ عزیزہ رابعہ شاہ بنت مکرم ولی احمد شاہ صاحب کا نکاح ہے جو رضوان الملک ابن مکرم وقار الملک صاحب کے ساتھ تیرہ ہزار کینیڈین ڈالر حق مہر پر طے پایا ہے۔

نکاح کے اعلان کے بعد حضور انور نے دعا کروائی اور فریقین کو شرف مصافحہ بخشتے ہوئے مبارکباد دی۔

عملہ ورضا کاران ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن
سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی معیت میں (مورخہ 12 فروری 2011ء)

(پیچھے کھڑے ہوئے، بائیں سے دائیں) نذیر احمد، سید حسن خان، طارق محمود باجوہ، ناصر احمد بھٹہ، انس احمد خان، طاہر محمود، محمد یاسین، رانا عطاء اللہ، تنویر احمد

(کرسیوں پر بیٹھے ہوئے، بائیں سے دائیں) چوہدری کرامت اللہ، عبدالحفیظ کھوکھر، نصیر احمد قمر (ایڈیٹر و مینیجر الفضل انٹرنیشنل) حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، قاضی نجیب الدین احمد، محمد حنیف، صفدر علی گجر

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت سعد الاسود رضی اللہ عنہ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 22 دسمبر 2009ء میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک مقرّب صحابی حضرت سعد الاسودؓ کی سیرۃ کا ایک روشن واقعہ مکرم قریشی محمد کریم صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت سعد الاسودؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہ! جو لوگ یہاں موجود ہیں اور جو نہیں ہیں میں نے سب کو اپنی شادی کے لئے پیغام دیا لیکن ان میں سے کوئی بھی میرے ساتھ رشتہ داری قائم کرنے پر تیار نہ ہوا۔

حضرت سعدؓ اگرچہ ظاہری شکل وصورت کے لحاظ سے جاذب نظر نہیں تھے لیکن آپ کا دل نور ایمان سے منور ہو چکا تھا۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست پر ان کا نکاح حضرت عمر بن وہبؓ کی ایک خوبصورت ذکی اور حسین صاحبزادی سے کرادیا اور فرمایا کہ اب تم اپنی بیوی کے پاس جاؤ۔ چنانچہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہوکر بازار میں اپنی نئی دلہن کے لئے کچھ تحائف خریدنے تشریف لے گئے۔ بازار میں ہی آپ نے منادی کرنے والے کو یہ اعلان کرتے ہوئے سنا کہ اے خدا کے شاہسوارو! جہاد کے لئے سوار ہوجاؤ اور اس کے عوض میں جنت کی بشارت لو۔ حضرت سعدؓ کا اس آواز کو سننا تھا کہ تمام ولولے اور جوش سرد پڑ گئے اور خدا تعالیٰ کی راہ میں جہاد کا خون رگوں میں دوڑنے لگا اور اپنی نئی نویلی دلہن کے لئے تحائف کا خیال ترک کردیا اور جہاد کے لئے تلوار، نیزہ اور گھوڑا خریدا اور عمامہ باندھ کر مہاجرین کی جماعت میں پہنچے۔ آپ کو اس لباس میں کسی نے نہ پہچانا۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کو دیکھا مگر پہچان نہ سکے۔ آپؓ نے میدان جنگ میں خوب شجاعت اور بہادری کے جوہر دکھائے۔ جب گھوڑے نے چلنے سے جواب دے دیا تو آستین چڑھا کر پیدل لڑنے لگے۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی آواز کو پہچانا اور آپ کو آواز دی۔ مگر آپؓ پر وارفتگی کا عالم طاری تھا۔ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کا علم نہیں ہوا اور لڑتے لڑتے خدا تعالیٰ کی راہ میں جام شہادت نوش فرمایا۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی شہادت کی خبر ہوئی تو ان کی نعش کے پاس تشریف لائے اور آپ کا سر اٹھا کر گود میں رکھ لیا اور ان کا اسلحہ اور گھوڑا آپ کی بیوہ کے پاس بھجوادیا اور ان کے سسرال کو یہ پیغام کہلا بھیجا کہ خدا تعالیٰ نے تمہاری لڑکی سے بہتر لڑکی کے ساتھ ان کی شادی کردی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے منتخب ارشادات

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 2 دسمبر 2009ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے بعض منتخب ارشادات و واقعات (مرسلہ مکرم پروفیسر راجا نصراللہ خان صاحب) شامل اشاعت ہیں۔

☆ حضورؓ فرماتے ہیں: ''مجھ کو کسی سے خود کوشش کرکے مباحثہ کرنے کی نہ کبھی خواہش ہوئی اور نہ اب ہے۔ ہاں! جب کوئی مجبور ہی کردے اور گلے ہی میں آپڑے تو پھر خدائے تعالیٰ سے دعا مانگ کر مباحثہ کیا اور ہمیشہ کامیاب ہوا ہوں۔ تم لوگ اس کا تجربہ کرکے دیکھو۔ ہاں انبیاء علیہم السلام معذور ہوتے ہیں۔ کیونکہ مامور ہوتے ہیں''۔

☆ ''ایک مرتبہ ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ ہم تم کو عمل تسخیر بتائے دیتے ہیں۔ مَیں نے کہا کہ قرآن کریم میں لکھا ہے کہ جو کچھ زمین و آسمان میں ہے ہم نے تمہارا مسخّر بنادیا ہے۔ اب اس سے زیادہ آپ مجھ کو کیا بتائیں گے؟ سن کر حیران سا رہ گیا''۔

☆ ''ایک مرتبہ مَیں نے رمضان کے مہینہ میں بحالت بیماری روزے رکھنے شروع کئے تو میرے دستوں کی بیماری رفع ہوگئی۔ مَیں نے سمجھا کہ یہ روزے تو اکسیر ہیں۔ لیکن بعد میں مَیں نے دیکھا کہ میری قوّت رجولیت بالکل جاتی رہی۔ مَیں نے سمجھا کہ بیماری کی حالت میں روزے رکھنا ایک غلطی تھی، یہ اس کی سزا ہے۔ اٹھارہ یا انیس دن تک خوب توبہ کی تب وہ کیفیت دُور ہوئی''۔

☆ ''ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ تم فلاں شخص کو کیسا سمجھتے ہو؟ مَیں نے کہا: بہت اچھا۔ اُس نے پھر بہت اصرار سے کہا کہ تم بہت اچھا سمجھتے ہو؟ مَیں نے کہا: ہاں۔ بعد میں اس نے کہا کہ وہ تو مرزا صاحب کو نہیں مانتا۔ مَیں نے کہا اگر اس کو مَلک بھی مان لیں تب بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ ملائکہ نے ایک خلیفہ آدم (علیہ السلام) پر اعتراض وانکار غلطی سے کیا تھا''۔

☆ ''ایک مرتبہ میرے دل میں کسی گناہ کی خواہش پیدا ہوئی۔ مَیں نے بہت سی حمائلیں لے کر اپنی ایک جیب میں ایک ایک حمائل رکھی۔ ایک حمائل ہاتھ میں رکھنے کی عادت ڈالی۔ بستر پر، الماری پر، مکان کی کھونٹیوں پر، غرض کوئی جگہ ایسی نہ تھی جہاں قرآن سامنے نہ ہو۔ پس جب وہ خیال آتا قرآن سامنے ہوتا کہ اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ یہاں تک کہ نفس تنگ ہوگیا اور اس گناہ کا خیال ہی جاتا رہا''۔

☆ ''میرا ایک دوست تھا۔ اس میں بہت سے عیوب تھے۔ مَیں نے اس سے کہا کہ تم لوگوں کو وعظ کیا کرو۔ اس نے اس پر عمل کیا اور اس کے بہت سے عیوب خود ہی کم ہوگئے''۔

مکرم محمد سلیم رانا صاحب شہید

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 2 دسمبر 2009ء کے مطابق مکرم محمد سلیم رانا صاحب ناظم مجلس انصاراللہ علاقہ سانگھڑ و نائب امیر ضلع سانگھڑ مورخہ 26 نومبر 2009ء کو راہ مولیٰ میں شہید کردیئے گئے۔ 27 نومبر کے خطبہ جمعہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ نے آپ کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا:

''ہمارے ایک احمدی دوست مکرم رانا سلیم احمد صاحب (نائب امیر ضلع، ناظم انصاراللہ ضلع و علاقہ سانگھڑ) کل 26 نومبر کو نماز مغرب کے بعد احمدیہ مسجد سانگھڑ سے باہر نکل کر موٹر سائیکل کھڑی کرکے گیٹ بند کر رہے تھے کہ کسی بدبخت نے آپ کی ناک پر پستول رکھ کر فائر کیا اور گولی سر کے پیچھے سے نکل گئی۔ فوری طور پر ہسپتال لے جایا گیا لیکن وہاں جانبر نہ ہوسکے اور ان کی وفات ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

آپ پڑھے لکھے آدمی تھے۔ ایم اے بی ایڈ کیا ہوا تھا۔ شعبہ تعلیم سے وابستہ تھے اور سانگھڑ میں نیولائیٹ اکیڈمی کے نام سے ایک سکول چلا رہے تھے اور یہ سانگھڑ کا بڑا اچھا مشہور سکول ہے۔ اس وقت بھی آپ کے سکول میں تقریباً ایک ہزار طالب علم تھے۔ اللہ کے فضل سے موصی تھے اور جماعتی خدمات میں پیش پیش تھے۔ اور مختلف پوزیشنوں میں جماعت کی خدمت کر رہے تھے۔ حیدرآباد اور سانگھڑ میں سیکرٹری دعوت الی اللہ بھی رہے۔ اصلاح وارشاد کے عہدہ پر بھی فائز تھے، 2004ء میں آپ کو نائب امیر ضلع سانگھڑ بنایا گیا تھا۔ والدین تو ان کے وفات پا چکے ہیں ان کے پسماندگان میں اہلیہ اور دو بیٹیاں اور ایک بیٹا ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو صبر جمیل عطا فرمائے اور شہید کے درجات کو بلند فرمائے اور اپنی رضا کی جنتوں میں ان کو جگہ دے''۔

شہید مرحوم محترم چوہدری نذیر احمد صاحب کے بیٹے تھے۔ آپ نے پسماندگان میں 4 بھائی اور 4 بہنیں بھی چھوڑی ہیں۔ آپ کی عمر 51 سال تھی۔ آپ موصی تھے۔ جسد خاکی ربوہ لایا گیا اور قبرستان عام میں امانتاً تدفین ہوئی۔

....

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 19 دسمبر 2009ء میں مکرم رانا نصیر احمد صاحب کے قلم سے مکرم رانا محمد سلیم صاحب شہید کا ذکر خیر شائع ہوا ہے۔

قیام پاکستان سے پہلے آپ کا خاندان کاٹھگڑھ ضلع ہوشیار پور میں رہتا تھا۔ بعد میں سانگھڑ آکر آباد ہوا۔ مکرم رانا محمد سلیم صاحب نے انجینئرنگ کی تعلیم حاصل کی اور کچھ عرصہ اسی شعبہ میں ملازمت بھی کی۔ پھر آپ جرمنی چلے گئے اور کچھ سال بعد واپس آکر سکول کی بنیاد رکھی۔ کئی غریب طلباء آپ کے سکول میں مفت تعلیم حاصل کرتے رہے ہیں۔ آپ کی طبیعت میں حیا تھی۔ متین اور کم گو تھے۔ چہرہ پر مسکراہٹ رہتی۔ مہمان نواز اور دعاگو تھے۔ نہایت صاف گو تھے اور صاف لباس زیب تن کرتے۔ اپنے بیٹے کو تحریک وقف نَو میں شامل کیا ہوا تھا۔

آپ بہت معاملہ شناس اور فہیم تھے۔ بات کی تہ تک جلد پہنچ جاتے۔ جس کام کو شروع کرتے اُس کو تکمیل تک پہنچا کر دم لیتے۔ قائد خدام الاحمدیہ علاقہ و ضلع بھی رہے اور حسن کارکردگی پر کئی انعامات کے حقدار قرار پاتے رہے۔

محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 12 دسمبر 2009ء میں محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کے بارہ میں مکرم مرزا ظاہر احمد صاحب کی جلسہ سالانہ امریکہ 2003ء کے موقع پر انگریزی میں کی گئی تقریر کا خلاصہ مکرم پروفیسر راجا نصراللہ خان صاحب نے پیش کیا ہے۔

محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب 28 فروری 1913ء کو قادیان میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کے ہاں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم قادیان میں حاصل کرنے کے بعد گورنمنٹ کالج لاہور سے قانون کی ڈگری لی اور پھر انڈین سِول سروس کا مقابلہ کا امتحان کامیابی سے پاس کیا۔ پھر برطانیہ کی آکسفورڈ یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کی۔ جہاں سے واپس ہندوستان آنے پر آپ کی شادی حضرت مصلح موعودؓ کی صاحبزادی محترمہ امۃ القیوم صاحبہ سے ہوئی۔ پاکستان کے قیام کے بعد آپ نے بطور سِول سرونٹ پاکستان کی خدمت کا فیصلہ کیا اور ترقی کی منازل طے کرتے ہوئے مغربی پاکستان کے سیکرٹری مالیات، صوبے کے ایڈیشنل چیف سیکرٹری، مرکزی سیکرٹری تجارت، مرکزی سیکرٹری خزانہ، وزیر منصوبہ بندی اور وزیر خزانہ کے عہدوں پر فائز رہے۔ بعد میں عالمی بینک میں ایگزیکٹو ڈائریکٹر برائے مشرق وسطیٰ و پاکستان مقرر ہوئے۔ 1984ء میں ریٹائر ہوگئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو میاں صاحب کے روحانی مقام کا بھی ادراک تھا اور اسی لئے 80ء کی دہائی کے ایک جلسہ سالانہ میں اپنی تقریر کے دوران حضورؒ نے فرمایا تھا کہ آپ سب ایم ایم احمد کو جانتے ہیں کہ انہوں نے اس دنیا میں کیا کیا کارنامے سرانجام دیئے ہیں۔ لیکن ان کی روحانی کامرانیاں ان کی دنیاوی کامیابیوں سے کہیں بڑھ کر ہیں۔

محترم صاحبزادہ صاحب کی عالمی راہنماؤں کے ساتھ سینکڑوں تصاویر ہیں جن میں وہ احترام کے ساتھ سر اٹھائے پوری طرح کھڑے نظر آتے ہیں لیکن خلفاء کے ساتھ جو تصویریں ہیں اُن میں اپنا سر جھکائے رکھتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات سے چند ہفتے پیشتر مَیں نے حضورؒ کی خدمت میں درخواست کی کہ وہ حضرت صاحبزادہ صاحب کے لوح مزار کے لئے چند کلمات عنایت فرماویں۔ حضورؒ نے ارشاد فرمایا: ''آپ خود لکھیں اور میری جانب سے مندرجہ ذیل الفاظ شامل کریں: ''وہ خلافت احمدیہ کے کامل فدائی تھے۔ ان کی خلافت کے ساتھ ایسے اعلیٰ درجے کی غیر متزلزل محبت، اطاعت اور الفت تھی کہ مَیں بحیثیت

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 20 رجولائی 2009ء میں شامل اشاعت مکرم عبدالمنان ناہید صاحب کے کلام سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

ہے اہلِ انجمن پہ گراں اے مرے خدا
یہ خامشی مری کہ تکلّم کہیں جسے
مانوس ہو چکا ہے غمِ زندگی سے دل
شاید خوشی یہی ہے تألّم کہیں جسے
تیرے کرم سے مجھ کو ملی ہے وہ چشمِ نم
سامانِ صد ہزار تلاطم کہیں جسے
اب میرے ان فسردہ لبوں کو مرے خدا
جنبش وہ کر عطا کہ تبسم کہیں جسے

چھوٹا بھائی ہونے کے بسااوقات الجھن سے دوچار ہوجاتا تھا‘‘۔(Embarrassed)

اپنی وفات سے چند ماہ قبل ایک بار محترم میاں صاحب نے اپنے بیڈ کے قریب دراز سے خطوط کا ایک پیکٹ نکالا جو حضورؒ نے اُنہیں تحریر فرمائے تھے۔ پھر ہم سے کہنے لگے: یہ میری زندگی کا سرمایہ ہے۔

محترم میاں صاحب نے اپنی زندگی کے آخری 9 سال کمر درد کی وجہ سے تکلیف میں گزارے۔ لمبا فاصلہ چلنا مشکل ہوتا تھا۔ ایک دفعہ جب ہم حضورؒ کو الوداع کہنے کے لئے امریکہ کے Dulles ایئرپورٹ پر موجود تھے اور مَیں ساتھ ساتھ چل رہا تھا تو حضورؒ نے مجھ سے پوچھا: بھائی کہاں ہیں؟ مَیں نے عرض کیا کہ ٹانگ اور کمر درد کی وجہ سے پیچھے رہ گئے ہیں۔ حضورؒ واپس مُڑے اور پیچھے کی طرف چلنے لگے۔ میاں صاحب بہت سنبھل سنبھل کر چل رہے تھے۔ پیچھے ایک نائب وھیل چیئر کے ساتھ چلے آرہے تھے۔ حضورؒ نے بڑی محبت سے فرمایا: بھائی! وھیل چیئر پر بیٹھ جائیں۔ میاں صاحب نے حضورؒ کی طرف مُڑ کر بڑی احسان مند نظروں سے کہا: مجھے اجازت ہے؟۔ پھر اپنے امام کی اجازت سے چیئر پر بیٹھنے کے باوجود بھی میاں صاحب کی بے چینی اُن کے چہرہ سے عیاں تھی کیونکہ اُن کا آقا تو ابھی کھڑا تھا۔

اُن کی زندگی کا نصب العین دین کو دنیا پر مقدّم رکھنا تھا۔ جب وہ بیدار ہوکر باتھ روم جاتے تو درد کی وجہ سے مجھے اُن کی آواز سنائی دیتی۔ پھر جب وہ سخت کوشش کرکے اپنے کپڑے پہن رہے ہوتے تو بھی درد کی آواز سنائی دیتی۔ لیکن اُن کا لباس لازماً بے شکن اور بے داغ ہوا کرتا تھا۔ اُن کی ٹائی کا رنگ کوٹ کی اوپر والی جیب میں سجے رومال کے ہم رنگ ہوتا اور جرابیں اور جوتے لباس کے رنگ کے مطابق ہوتے۔ جب وہ گھر کی سیڑھیوں سے اترتے ہوئے گیراج کی طرف جارہے ہوتے تو بھی مجھے اُن کے درد کی آواز سنائی دیتی۔ لیکن اُن کے درد کی آواز مَیں نے کبھی نہیں سنی جب وہ اپنے دفتر میں بیٹھے گھنٹوں کام کررہے ہوتے یا کسی طویل اجلاس کی صدارت کررہے ہوتے یا جلسہ میں یا شوریٰ کے اجلاس میں موجود ہوتے۔

میاں صاحب افراد جماعت سے کہا کرتے کہ وہ اپنے آپ سے یہ سوال کیا کریں کہ ’’آج مَیں نے اپنے دین کے لئے کیا کام کیا ہے؟‘‘۔ اور آپ اپنے آپ سے ہر روز یہ سوال پوچھا کرتے تھے۔ آپ میں دو خصوصیات بہت نمایاں تھیں: دوسروں پر اعتماد کرنا اور خود کو دوسروں کے لئے قابل اعتماد ثابت کرنا۔

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 11؍اگست 2009ء میں شامل اشاعت مکرم چوہدری محمد علی صاحب کے کلام سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

اندھیرا روشنی سے ڈر رہا ہے
مگر سورج کا چرچا کر رہا ہے
مبارک ہو ہمیں الفت کا الزام
یہ سہرا بھی ہمارے سر رہا ہے
یہی زندہ رہے گا درحقیقت
جو لمحہ مسکرا کر مر رہا ہے
چھلک جائے گا وقت آنے پہ مضطرؔ!
یہ برتن قطرہ قطرہ بھر رہا ہے

مَیں بچپن میں آپ کو ٹی وی پر اور اخبارات میں دیکھتا اور پڑھتا۔ لیکن جب آپ میرے ساتھ ہوتے تو بالکل میرے جیسے بن جاتے۔ میرے ساتھ کھیلتے اور مَیں آپ کی کمر پر سوار ہوکر سارے گھر میں گھومتا۔ ایک بار اپنے کچھ دوستوں کے اصرار پر فلم دیکھنے چلا گیا۔ یہ چیز اچھی نہیں سمجھی جاتی تھی۔ اُس زمانہ میں پاکستان میں فلم شروع ہونے سے پہلے عوام الناس کو باخبر رکھنے کے لئے ایک ہفتہ وار خبرنامہ پیش کیا جاتا تھا۔ جب وہ خبرنامہ شروع ہوا تو اُس میں زیادہ تر میاں صاحب کو ہی دکھایا گیا۔ اُن کی اعلیٰ سرگرمیاں دیکھیں تو مجھ پر احساس جرم غالب آگیا اور مَیں فلم شروع ہونے سے پہلے ہی سینما گھر سے باہر نکل آیا۔

جب مَیں بچہ تھا تو مجھے اچھی کاروں کا بہت شوق تھا اور مَیں سکول کے لئے ضد کرکے اُس گاڑی میں جاتا تھا جو محترم میاں صاحب کو گورنمنٹ نے مہیا کی ہوئی تھی۔ ایک دن ڈرائیور نے مجھ سے پوچھا کہ مَیں اس گاڑی کے لئے کیوں اصرار کرتا ہوں۔ مَیں نے جواب دیا کہ کیسی شاندار کار ہے۔ اُس نے مجھے ایک نوٹ بُک دکھائی اور کہا کہ پہلے ہی روز میاں صاحب نے اُسے یہ نوٹ بک دی تھی کہ اُن کے خاندان کا جو فرد بھی گاڑی استعمال کرے تو اس کے میٹر سے مسافت نوٹ کرلی جائے اور پھر اس کا حساب کرکے ہر ماہ رقم میاں صاحب کے ذاتی فنڈ سے گورنمنٹ کو منتقل کی جاتی ہے۔ چنانچہ اس کے بعد مَیں خود کبھی اُس کار میں سوار نہیں ہوا۔

الفضل کے ایک مضمون میں یہ واقعہ شائع ہوا تھا کہ دو دوست اپنے کسی مسئلہ میں انصاف نہ ہونے کی شکایت لے کر جب کمشنر سے ملنے پہنچے تو وہاں دیکھا کہ بےشمار ملاقاتی اپنی باری کا انتظار کررہے تھے۔ ان میں کئی بااثر لوگ بھی شامل تھے۔ دونوں دوست ملاقات سے ناامید ہوگئے لیکن پھر ایک رقعہ لکھا کہ ہم غریب لوگ ہیں اور ایک لمبا سفر طے کرکے ملنے کے لئے آئے ہیں۔ یہ رقعہ لے جانے والا ملازم فوراً ہی واپس آگیا اور انہیں عمارت کے دوسرے دروازہ پر لے گیا۔ دروازہ پر دستک دی تو ایک نوجوان نے دروازہ کھول کر انہیں اندر بلالیا اور پوچھا کہ کیا ناشتہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم صرف کمشنر کو ملنے آئے ہیں اور اگر وہ نوجوان ان کی ملاقات کمشنر سے کرادے تو وہ بہت شکرگزار ہوں گے۔ وہ نوجوان کمرہ سے چلا گیا اور کچھ دیر بعد ایک ٹرے کے ساتھ لوٹا جس میں چائے اور بسکٹ رکھے ہوئے تھے۔ ایک بار پھر دونوں نے التجا کی کہ وہ کمشنر سے ملنا چاہتے ہیں۔ نوجوان نے مسکرا کر بتایا کہ وہی اس علاقہ کے کمشنر ہیں۔

محترم میاں صاحب بہت بامروّت اور دوسروں کا خیال رکھنے والی شخصیت تھے۔ ایک دفعہ آپ نے دورہ پر آئے ہوئے پاکستان کے وزیرخزانہ کو ایک ریسٹورنٹ میں کھانے کی دعوت دی۔ مَیں نے کہا کہ ہم جب بھی پاکستان جاتے ہیں تو یہ وزیر ہماری دعوت اپنے گھر پر کرتے ہیں۔ آپ نے کہا کہ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ مَیں انہیں گھر پر نہیں بلانا چاہتا؟ اگر مَیں گھر پر اُن کی دعوت کروں تو تنگ نظر اور متعصب لوگ اُن کے پیچھے پڑجائیں گے۔

بہت دفعہ ایسے ہوا کہ اگر میاں صاحب کو محسوس ہوا کہ انہوں نے گھر کے کسی فرد کے ساتھ زیادتی کی ہے تو وہ ہمارے پاس آتے اور کوئی عذر بنائے بغیر کہتے: ’’مَیں غلطی پر تھا۔ مجھے معاف کردیں‘‘۔ آپ کے انداز سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ آپ ہر لفظ سچے دل سے کہہ رہے ہیں۔

محترم میاں صاحب واقفین زندگی اور خدمت دین کے لئے مستعد رہنے والوں کے لئے بہت نرم گوشہ رکھتے تھے۔ مکرم مولانا شمشاد ناصر صاحب کا بیان ہے کہ جب وہ پہلی بار امریکہ آرہے تھے تو لندن کے ہیتھرو ایئرپورٹ پر اُن کی ملاقات محترم میاں صاحب سے ہوئی اور انہیں اپنا تعارف کروایا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ جہاز میں سوار ہونے کے بعد دوران پرواز کئی بار میاں صاحب اُن کے پاس آئے اور خیریت دریافت کرتے رہے۔ امریکہ میں جہاز اترنے سے پہلے آکر فرمایا کہ وہ ڈپلومیٹک لاؤنج سے باہر جائیں گے اور تسلّی کرلیں گے کہ جماعت کا کوئی نمائندہ شمشاد صاحب کو لینے کے لئے موجود ہے اور اگر ایسا نہ ہوا تو وہ خود شمشاد صاحب کا انتظار کریں گے۔ جب باہر نکل کر میاں صاحب نے تسلّی کرلی کہ جماعتی نمائندہ موجود ہے تو پھر دوبارہ امیگریشن ایریا میں جاکر شمشاد صاحب کو اطمینان دلایا اور پھر خود ایئرپورٹ سے رخصت ہوئے۔

مکرم مبارک ملک صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب میاں صاحب مجلس عاملہ کے ساتھ اجلاسات کے لئے گھنٹوں مسجد میں مصروف رہتے تو اپنا دوپہر کا کھانا ساتھ لے آتے۔ جب کھانا کھانے بیٹھتے تو سارا پھل موجود ممبران میں تقسیم کردیتے بلکہ سینڈوچ بھی آدھا کرکے ایک حصہ دوستوں کو دے دیتے۔ یہ منظر وہاں موجود دوستوں کے لئے بہت دلگداز ہوتا اور خدمت کرنے والوں کے لئے اُن کی شفقت کو ظاہر کرتا۔

مکرم ملک مسعود صاحب کے بیٹے کے ولیمہ کے موقع پر محترم میاں صاحب سٹیج پر چڑھتے ہوئے پھسل گئے اور انہیں چوٹ آگئی۔ آپ پھر بھی سیڑھیاں چڑھ کر سٹیج پر پہنچ کر دعا میں شریک ہوئے۔ واپسی پر آپ نے ذکر کیا کہ آپ کی ٹانگ میں چوٹ آئی ہے۔ مَیں نے (ہڈیوں کے ماہر) اپنے برادر نسبتی ڈاکٹر اشفاق حسن صاحب کو فون کیا تو انہوں نے رات ایک بجے آکر زخم کا معائنہ کیا اور کہا کہ کل صبح ہی آپ کو ہسپتال لے جایا جائے۔ مَیں نے میاں صاحب سے کہا کہ آپ نے مجھے چوٹ کے متعلق اُسی وقت کیوں نہ بتادیا تاکہ علاج مہیا ہوسکتا۔ تو آپ نے فرمایا کہ ملک صاحب اتنے شیدائی کارکن ہیں۔ مَیں اُن کے خاص خوشی کے دن کو خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔

آپ مجھے نصیحتاً کہا کرتے تھے کہ دیانتدار بننے کے لئے تمہیں لازماً سخت محنتی بننا ہوگا۔ تم ان میں سے ایک چیز کو دوسری کے بغیر حاصل نہیں کرسکتے۔

آپ یہ بھی نصیحت کیا کرتے تھے کہ جس چیز سے تمہیں اپنے آپ کو بچانا ہے وہ یہ ہے کہ غلط عمل کا شائبہ تک نظر نہ آئے۔ چند سال پیشتر جماعت کو ایک گاڑی کی ضرورت تھی۔ ایک سٹاف ممبر اپنی کیڈلک گاڑی صرف پانچ ہزار میں فروخت کررہے تھے۔ گاڑی بہت عمدہ حالت میں تھی اس لئے مَیں نے مشورہ دیا کہ یہ گاڑی خریدلی جائے۔ آپ نے کہا کہ مَیں اس وقت مسجد بیت الرحمٰن کی تعمیر کے لئے دوسروں سے چندہ اکٹھا کرنے کی مہم پر ہوں اس لئے خود کیڈلک پر سوار ہوکر نہیں گھوم سکتا۔ مَیں نے گاڑی کی انتہائی واجبی قیمت کے متعلق بتایا تو آپ نے کہا کہ کیا تم اس کے دروازہ پر یہ اعلان لگانا چاہتے ہو کہ اس کی قیمت صرف پانچ ہزار ہے اور جماعت کی رقم کا غلط استعمال نہیں ہورہا......غلط کام کی پرچھائیں سے بھی بچنا چاہئے۔

محترم میاں صاحب انتہائی منکسرالمزاج اور بےنفس انسان تھے۔ پاکستان کے پچاسویں یوم آزادی کے موقع پر جماعت احمدیہ امریکہ کی طرف سے شائع ہونے والے سووینئر میں اُن سپوتوں کے مختصر کوائف اور فوٹو شامل ہیں جنہوں نے پاکستان کی تعمیر وترقی میں اہم کردار ادا کیا تھا۔ لیکن اس سووینئر میں میاں صاحب کا کوئی ذکر نہیں کیونکہ وہ خود اس کی اشاعت کررہے تھے اور انہوں نے اپنا تذکرہ کرنا مناسب نہ سمجھا۔

اسی طرح جس دن ایک نیوز کانفرنس میں شامل نمائندے آپ کو His Excellency کہہ کر مخاطب کررہے تھے تو میری والدہ محترمہ نے آپ سے پوچھا کہ یہ الفاظ تو مرکزی وزراء وغیرہ کے لئے بولے جاتے ہیں۔ تو آپ نے جھجکتے ہوئے جواب دیا: مَیں وزیر ہوں۔ چنانچہ اُس روز ہم گھر والوں کو اتفاقاً علم ہوا کہ آپ وزارت کے منصب پر فائز ہیں۔

محترم میاں صاحب کہا کرتے تھے کہ ہمیں اپنے گھروں کو اسلام کی چھوٹی چھوٹی یونیورسٹیوں میں تبدیل کردینا چاہئے۔ آپ کا اپنا گھر اس کی عملی تصویر تھا جس کا ذکر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بھی ایک بار اپنی تقریر میں فرمایا تھا۔

دراصل آپ یہ یقین رکھتے تھے کہ پیشتر اس کے کہ آپ اپنے بچوں کے لئے کسی ایسے تربیتی منصوبہ کا آغاز کریں، آپ کا پہلے لازماً بچوں کے ساتھ ایک تعلق قائم ہوجانا چاہئے۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے وہ میرے بڑھنے کے دَور میں میرے ساتھ بہت سا وقت گزارتے تھے۔ جب مَیں بڑا ہورہا تھا تو ہمیشہ یہ محسوس کرتا تھا کہ وہ میرے ساتھ ہیں۔ جب کوئی اُن سے یہ کہتا کہ اس طرح وہ مجھے بگاڑ رہے ہیں تو ان کا جواب یہ ہوتا کہ اِس نے کبھی میری حکم عدولی نہیں کی اور اگر کوئی بچہ حکم عدولی نہیں کرتا تو وہ بگڑ نہیں سکتا۔ وہ میرے بچوں کے ساتھ بھی اسی طرح کا برتاؤ کرتے۔

محترم میاں صاحب یہ یقین رکھتے تھے کہ نہ صرف بچوں کی اپنی حفاظت کے لئے بلکہ احمدیت کی مسلسل ترقی کے لئے بھی ان بچوں کی تربیت کرنا اور انہیں مستقبل کے لئے تیار کرنا ازحد ضروری ہے

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 25؍جولائی 2009ء میں شامل اشاعت مکرم مبارک احمد ظفر صاحب کی غزل سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

جن کی راہوں میں کانٹے بچھائے گئے
منزلوں پہ وہی لوگ پائے گئے
ہر قدم سے اٹھا ایک اعلانِ حق
پا بہ زنجیر جب ہم چلائے گئے
’’پھول اُن پر فرشتے نچھاور کریں‘‘
راہ مولیٰ میں وہ جو ستائے گئے
آگ اور خون کا آج کھلواڑ ہے
خونِ ناحق جہاں کل بہائے گئے

MTV Muslim AHMADIYYA

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

14th September 2012 – 27th September 201th

Please note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday 14th September 2012

01:00 Tilawat & Yassarnal Qur'an
01:30 Baitul Mujeeb Mosque Foundation Stone
02:50 Ashab-e-Ahmad & Japanese Service
03:40 Tarjamatul Qur'an Class
04:55 Liqa Ma'al Arab: rec. on 19th November 1997
06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & Yassarnal Qur'an
07:05 Repeat of proceedings from day 1 of Jalsa UK 2012: from Hadeeqatul Mahdi, Alton, UK
08:05 Friday Sermon: rec. on 7th September 2012
09:05 Repeat of proceedings from day 1 of Jalsa UK 2012: from Hadeeqatul Mahdi, Alton, UK
12:00 Live Friday Sermon
13:25 Repeat of proceedings from day 1 of Jalsa UK 2012: from Hadeeqatul Mahdi, Alton, UK
16:20 Friday Sermon [R]
17:30 Yassarnal Qur'an [R] & MTA World News
18:20 Repeat of proceedings from day 1 of Jalsa UK 2012: from Hadeeqatul Mahdi, Alton, UK
21:00 Friday Sermon [R]
22:10 Repeat of proceedings from day 1 of Jalsa UK 2012: from Hadeeqatul Mahdi, Alton, UK

Saturday 15th September 2012

00:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & Yassarnal Qur'an
01:10 Repeat of proceedings from day 1 of Jalsa UK 2012: from Hadeeqatul Mahdi, Alton, UK
02:15 Friday Sermon: rec. on 14th September 2012
03:20 Repeat of proceedings from day 1 of Jalsa UK 2012: from Hadeeqatul Mahdi, Alton, UK
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:50 Friday Sermon [R]
08:00 Repeat of proceedings from day 2 of Jalsa UK 2012: from Hadeeqatul Mahdi, Alton, UK
22:35 Friday Sermon [R]

Sunday 16th September 2012

00:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:25 Repeat of proceedings from day 2 of Jalsa UK 2012: from Hadeeqatul Mahdi, Alton, UK
02:10 Friday Sermon: rec. on 14th September 2012
03:25 Repeat of proceedings from day 2 of Jalsa UK 2012: from Hadeeqatul Mahdi, Alton, UK
06:00 Tilawat & Blessings of Khilafat
07:05 Repeat of proceedings from day 3 of Jalsa UK 2012: from Hadeeqatul Mahdi, Alton, UK
18:40 Beacon of Truth & Real Talk
20:45 Repeat of proceedings from day 3 of Jalsa UK 2012: from Hadeeqatul Mahdi, Alton, UK

Monday 17th September 2012

00:30 Tilawat & Blessings of Khilafat
01:35 Repeat of proceedings from day 3 of Jalsa UK 2012: from Hadeeqatul Mahdi, Alton, UK
06:05 Tilawat, Seerat-un-Nabi & Al-Tarteel
07:10 Huzoor's Speech & International Jama'at News
08:55 Blessings of Khilafat & Muslim Scientists
09:30 Recontre Avec Les Francophones
10:30 Indonesian Service & Jalsa Salana Speeches
12:05 Tilawat, Seerat-un-Nabi & Al-Tarteel
13:10 Friday Sermon: rec. on 24th November 2006
14:15 Bengali Service & Jalsa Salana Speeches
16:00 Rah-e-Huda & Al-Tarteel
18:00 MTA World News, Huzoor's Jalsa Salana Addess [R] & Muslim Scientists [R]
19:45 Real Talk & Rah-e-Huda [R]
22:25 Friday Sermon [R] & Jalsa Salana Speeches [R]

Tuesday 18th September 2012

00:10 MTA World News, Tilawat & Insight
00:50 Al-Tarteel & Huzoor's Speech
02:30 Blessings of Khilafat
03:20 Friday Sermon & Jalsa Salana Speeches
04:55 Liqa Ma'al Arab: rec. on 20th November 1997
06:00 Tilawat & Yassarnal Qur'an
06:35 Huzoor's Speech, Insight & Australian Wildlife
08:30 Question and Answer session
10:00 Indonesian Service & Sindhi Service
12:00 Tilawat, Insight & Yassarnal Qur'an [R]
13:00 Real Talk & Bengali Service
15:00 Moshaa'irah & Prophecies in the Bible
16:30 Seerat-un-Nabi & Learning French
17:30 Yassarnal Qur'an & MTA World News
18:20 Huzoor's Jalsa Salana Adress & Arabic Service
21:00 Insight & Prophecies in the Bible [R]
21:30 Australian Wildlife [R] & Serat-un-Nabi [R]
22:30 Question and Answer session [R]

Wednesday 19th September

00:00 MTA World News & Tilawat
00:30 Dars-e-Hadith & Yassarnal Qur'an
01:20 Huzoor's Jalsa Salana Adress
02:45 Learning French & Australian Wildlife
03:40 Prophecies in the Bible & Seerat-un-Nabi
04:55 Liqa Ma'al Arab: rec. on 25th November 1997
06:00 Tilawat, Dars-e-Malfoozat & Al-Tarteel
07:00 Huzoor's Jalsa Salana Adress & Real Talk
09:10 Question and Answer session: recorded on 4th September 1996
11:10 Indonesian Service & Swahili Service
12:20 Tilawat, Dars-e-Malfoozat & Al-Tarteel
13:20 Friday Sermon: rec. on 8th December 2006
14:20 Bangla Shomprochar & Fiq'ahi Masa'il
16:00 Kids Time & Faith Matters
17:35 Dua-e-Mustaja'ab, Al Tarteel
18:20 MTA World News
18:40 Huzoor's Jalsa Salana Adress [R] & Real Talk
20:50 Fiq'ahi Masa'il, Kids Time Dua-e-Mustaja'ab [R]
22:25 Friday Sermon [R] & Intikhab-e-Sukhan

Thursday 20th September 2012

00:20 MTA World News
00:40 Tilawat & Al-Tarteel
01:15 Huzoor's Jalsa Salana Adress
02:20 Fiq'ahi Masa'il, Mosha'irah & Faith Matters
04:50 Liqa Ma'al Arab: rec. on 26th November 1997
06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & Yassarnal Qur'an
07:00 Huzoor's Jalsa Salana Adress
08:10 Beacon of Truth
09:10 Tarjamatul Qur'an class: rec on 4th March 1996
10:15 Indonesian Service & Pushto Service
12:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:35 Yassarnal Qur'an [R] & Beacon of Truth [R]
14:00 Bengali Service
15:05 Aaina & Maseer-e-Shahindgan
16:30 Tarjamatul Qur'an class [R]
17:35 Yassarnal Qur'an [R] & MTA World News
18:20 Huzoor's Jalsa Salana Adress
19:30 Faith Maters & Kasuti
21:00 Tarjamatul Qur'an class [R] & Aaina
22:55 Beacon of Truth

Friday 21st September 2012

00:00 MTA World News, Tilawat & Dars-e-Hadith
01:00 Yassarnal Qur'an & Huzoor's Speech
02:45 Japanese Service & Tarjamatul Qur'an class
04:55 Liqa Ma'al Arab: rec. on 27th November 1997
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Qur'an, Siraiki Service & Rah-e-Huda
10:00 Indonesian Service & Fiq'ahi Masa'il
12:00 Live Friday Sermon
13:15 Seerat-un-Nabi, Tilawat & Yassarnal Qur'an [R]
14:35 Bengali Service & Blessings of Khilafat
16:05 Muslim Scientists & Friday Sermon [R]
17:30 Yassarnal Qur'an [R] & MTA World News
18:20 MTA Variety & Beacon of Truth
20:20 Fiq'ahi Masa'il [R] & Friday Sermon [R]
22:15 Rah-e-Huda [R]

Saturday 22nd September 2012

00:00 MTA World News, Tilawat & Dars-e-Hadith
00:45 Yassarnal Qur'an & MTA Variety
02:00 Friday Sermon & Rah-e-Huda
04:55 Liqa Ma'al Arab: rec. on 2nd December 1997
06:00 Tilawat, Dars-e-Malfoozat & Al-Tarteel
07:00 Huzoor's Jalsa Salana Address
08:00 International Jama'at News & Story Time
08:55 Question and Answer session
09:45 Indonesian Service & Friday Sermon [R]
12:00 Tilawat & Story Time [R]
12:30 Al Tarteel & Intikhab-e-Sukhan
14:00 Bengali Service & Spotlight
15:35 Dars-e-Malfoozat & Rah-e-Huda
17:35 Al Tarteel [R] & MTA World News
18:20 Huzoor's Jalsa Salana Address [R]
19:30 Faith Matters & International Jama'at News
21:10 Rah-e-Huda [R] & Friday Sermon [R]

Sunday 23rd September 2012

00:00 MTA World News, Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:55 Al-Tarteel, Huzoor's Speech & Story Time
02:55 Friday Sermon & Spotlight
04:55 Liqa Ma'al Arab: rec. on 3rd December 1997
06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & Yassarnal Qur'an
06:50 Waqfe Nau class & Faith Matters
09:00 Question and Answer session
10:00 Indonesian Service & Spanish Service
12:00 Tilawat & Yassarnal Qur'an
13:00 Friday Sermon [R] & Bengali Service
15:10 Waqfe Nau class [R] & Bounties of Khilafat
17:00 Kids Time &17:30 Yassarnal Qur'an
18:00 MTA World News & Waqfe Nau class [R]
19:30 Beacon of Truth, Mosha'irah & Friday Sermon
23:10 Question and Answer session [R]

Monday 24th September 2012

00:05 MTA World News, Tilawat & Dars-e-Hadith
00:45 Waqfe Nau class & Mosha'irah
02:50 Friday Sermon & Real Talk
04:55 Liqa Ma'al Arab: rec. on 9th December 1997
06:00 Tilawat, Seerat-un-Nabi & Al-Tarteel
07:10 Huzoor's Jalsa Salana Address & Jama'at News
08:25 Blessings of Khilafat & Muslim Scientists
09:00 Recontre Avec Les Francophones
10:00 Indonesian Service & Peace Symposium
12:00 Tilawat, Seerat-un-Nabi & Al-Tarteel [R]
13:00 Friday Sermon & Bengali Service
15:00 Peace Symposium [R] & Rah-e-Huda
17:30 Al Tarteel [R] & MTA World News
18:20 Huzoor's Jalsa Salana Address [R]
19:00 Muslim Scientists, Real Talk & Rah-e-Huda
21:55 Friday Sermon [R] & Peach Symposium [R]

Tuesday 25th September 2012

00:10 Tilawat, Insight & Al-Tarteel
01:20 Huzoor's Jalsa Salana Address
02:00 Khilafat Ahmadiyya Sal Ba Sal & Kids Time
02:50 Friday Sermon & Peace Symposium
04:55 Liqa Ma'al Arab: rec. on 10th September 1997
06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & Yassarnal Qur'an
07:00 Huzoor's Jalsa Salana Address & Insight
08:25 Australian Wildlife & Q&A session
10:00 Indonesian Service & Sindhi Service
12:00 Tilawat, Insight & Yassarnal Qur'an [R]
13:00 Real Talk & Bengali Service
15:00 Moshaa'irah & Prophecies in the Bible
16:25 Seerat-un-Nabi, Learning French
17:35 Yassarnal Qur'an & MTA World News
18:20 Huzoor's Jalsa Salana Address [R]
19:30 Arabic Service & Prophecies in the Bible [R]
21:30 Australian Wildlife [R] & Serat-un-Nabi [R]
23:00 Question and Answer session [R]

Wednesday 26th September

00:10 Tilawat, Dars-e-Hadith & Yassarnal Qur'an
01:20 Huzoor's Jalsa Salana Address
02:30 Learning French & Australian Wildlife
03:30 Prophecies in the Bible & Seerat-un-Nabi
04:50 Liqa Ma'al Arab: rec. on 11th September 1997
06:00 Tilawat, Dars-e-Malfoozat & Al-Tarteel
07:00 Huzoor's Speech, Real Talk & Q&A Session
10:05 Indonesian Service & Swahili Service
12:10 Tilawat, Dars-e-Malfoozat & Al-Tarteel
13:05 Friday Sermon & Bangla Shomprochar
15:05 Fiq'ahi Masa'il, Kids Time & Faith Matters
17:15 Dua-e-Mustaja'ab, & Al-Tarteel
18:00 MTA World News & Huzoor's Speech
19:20 Real Talk & Fiq'ahi Masa'il
21:00 Kids Time & Dua-e-Mustaja'ab [R]
22:00 Friday Sermon [R] & Intikhab-e-Sukhan

Thursday 27th September 2012

00:00 MTA World News, Tilawat & Al-Tarteel
01:20 Huzoor's Speech & Fiq'ahi Masa'il
02:50 Mosha'irah & Faith Matters
04:55 Liqa Ma'al Arab: rec. on 16th December 1997
06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & Yassarnal Qur'an
06:55 Huzoor's Speech & Beacon of Truth
09:00 Tarjamatul Qur'an class & Indonesian Service
11:00 Pushto Service, Tilawat & Dars-e-Hadith
12:25 Yassarnal Qur'an & Beacon of Truth [R]
14:00 Bengali Service, Aaina & Maseer-e-Shahindgan
16:15 Inikhab-e-Sukhan & Tarjamatul Qur'an class [R]
18:20 Yassarnal Qur'an [R] & MTA World News
19:05 Huzoor's Speech [R] & Faith Maters [R]
21:10 Ashab-e-Ahmad & Tarjamatul Qur'an class [R]
22:50 Faith Matters [R]

Translations for Huzoor's programmes are available.

Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 19 | Friday 07 and 14 September , 2012 | Issue No. 36-37

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{ماہ مئی 2012ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات}

(طارق حیات۔مربی سلسلہ احمدیہ)

(دوسری قسط)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

انبیاء کی طور پر حجت ہوئی ان پر تمام
اُن کے جو حملے ہیں اُن میں سب نبی ہیں حصہ دار
میری نسبت جو کہیں کیں سے وہ سب پر آتا ہے
چھوڑ دیں گے کیا وہ سب کو کفر کر کے اختیار
مجھ کو کافر کہہ کر اپنے کفر پر کرتے ہیں مہر
یہ تو سب شکل ان کی ہم تو ہیں آئینہ دار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم جلد21 صفحہ:134-135)

ذیل میں نظارت امور عامہ پاکستان سے موصول ہونے والی ماہانہ Persecution Report بابت ماہ مئی سے ماخوذ چند المناک واقعات درج کئے جاتے ہیں۔

احمدی خاتون کے خلاف توہین قرآن کا جھوٹا مقدمہ

خان پور ضلع رحیم یار خان: مکرمہ طاہرہ صدیق صاحبہ ایک خانہ دار معمر خاتون ہیں اور آپ کو PPC 295-C کے دفعات میں ایک بے بنیاد مقدمہ کی سختیاں جھیلنی پڑ رہی ہیں۔یاد رہے ان دفعات میں حکومت نے عمر قید کی سزا مقرر کر رکھی ہے۔اب مولوی پولیس پر پورا دباؤ ڈال رہے ہیں کہ اس خاتون کو زیر حراست لیا جائے۔اس مقدمہ کی بعض تفصیلات ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

14اپریل کو مکرمہ طاہرہ صاحبہ جمع شدہ پرانی ردی اور غیر ضروری کاغذات اپنے گھر کے باہر جلا کر ختم کر رہی تھیں کہ کسی نے دیکھ کر چند اوراق اٹھائے اور ایک مولوی تک پہنچا دیئے۔

مولوی نے موقع غنیمت جانا، چند لوگوں کو ساتھ ملایا اور 15اپریل کو لاؤڈ سپیکر کا استعمال کرتے ہوئے اعلانات شروع کردیئے اور اگلے دن جلوس نکالے اور جماعت احمدیہ کے خلاف اپنی اندرونی گندگی کا کھلم کھلا اظہار کیا۔بعد ازاں پولیس نے مولویوں کے ساتھ اجلاس کیا جس میں مولوی لوگ اعتراض اور الزام کی وجہ بننے والا کوئی بھی مواد پیش نہ کرسکے سوائے ایک آدھ جلی گنبد کی تصویر کے۔اس پر پولیس نے مولویوں میں سے ہی پانچ رکنی کمیٹی تشکیل دے دی جو بعد تحقیقات یہ فیصلہ کرکے کہ کوئی توہین ہوئی بھی ہے یا نہیں۔

کمیٹی کے رپورٹ جمع کروانے پر پولیس نے احمدی خاتون اور وفد کو بلایا۔ڈی ایس پی نے مقدمہ سنا مکرمہ طاہرہ صاحبہ نے اپنا موقف دیا کہ مَیں ناخواندہ ہوں لیکن قرآن کریم کی تلاوت کرسکتی ہوں۔ردّی جلانے سے قبل مَیں نے قرآنی سیپارے الگ کرکے ایک آدمی کو دے دیئے تھے جو قریبی مسجد میں جمع کروا آیا تھا اور باقی اوراق مَیں نے جلا دیئے تھے اگر قرآن کریم کی توہین مقصد ہوتا تو سیپارے کیوں الگ کئے جاتے؟ جس پر ڈی ایس پی نے مذکورہ آدمی کو بلا کر تصدیق چاہی تو اس نے بھی مکرمہ طاہرہ صاحبہ کے بیان کی مکمل تائید کی۔مزید برآں ڈی ایس پی نے اپنا ایک اہلکار مسجد بھیجا اور مسجد بھجوائے گئے مذکورہ پارہ جات کی وصولی اور مسجد میں موجودگی کی تصدیق کی۔

ڈی ایس پی نے ہر جہت سے اپنی تحقیق اور تفتیش کرکے یہ عندیہ دیا ہے کہ مقدمہ کے اندراج کے لئے شواہد ناکافی ہیں۔لیکن چند مولوی فساد فی سبیل اللہ کی کمائی کھانے کو بے تاب ہو رہے ہیں۔ڈی ایس پی نے موقع سے ملنے والے اوراق سے متعلقہ ہر چھوٹے بڑے سے پوچھ گچھ کی ہے۔بعد ازاں ڈی ایس پی نے مولوی کا فراہم کردہ رسالہ مکرمہ طاہرہ صاحبہ کو دکھایا جو رسالہ لولاک کا 1996ء کا شمارہ تھا جسے ایک وہابی تنظیم شائع کرتی ہے۔مکرم طاہرہ صاحبہ کا اصرار ہے کہ جلائے جانے والے کاغذات میں ایسا کوئی رسالہ تھا ہی نہیں۔اب مولوی کے پاس صرف یہی عذر لنگ باقی ہے کہ اس رسالہ میں قرآنی آیات درج تھیں لہٰذا توہین قرآن کا مقدمہ درج ہونا چاہیئے۔

11اگست 1947 کی تقریر کرنے والے قائداعظم کے پاکستان کی حالت کا مشاہدہ کریں کہ اس قدر کمزور دلائل کے باوجود مولوی 21اپریل کو اس احمدی خاتون کے خلاف 295-B یعنی توہین قرآن کا مقدمہ درج کروانے میں کامیاب ہوگئے۔حالانکہ قائداعظم واشگاف الفاظ میں اعلان کرچکے ہیں کہ نوزائیدہ ملک میں آئین وقانون کی حکمرانی ہوگی نہ کہ مولوی کی۔

مقدمہ درج ہونے پر ملزمہ نے لاہور ہائی کورٹ سے ضمانت قبل از گرفتاری حاصل کرلی لیکن مولوی کے دیس میں یہ جسارت بھی قابل معافی نہیں ہے اور اس ضمانت پر حامیانِ دین پھر سے جلسے جلوس منعقد کر رہے ہیں۔سنی تحریک کا کارخاص سے متعلق شعبہ اس بدامنی پھیلانے میں اول نمبر پر ہے اس کے مقامی صدر نے پریس کانفرنس کرکے ملزمہ کی گرفتاری کا مطالبہ کیا ہے اور پاکستانی پریس کی احمدیت دشمنی اور مولویت نوازی کسی سے بھی پوشیدہ نہ ہے۔اس پریس کانفرنس کے موقع پر بھی یہ دین کے سپوت جماعت احمدیہ کے خلاف دریدہ دھنی اور اول فول بکنے سے باز نہ رہ سکے۔

پولیس ابھی تک درج شدہ ایف آئی آر کے مطابق کارروائی کر رہی ہے۔مکرمہ طاہرہ صدیقہ صاحبہ سے ایک دفعہ پھر پوچھ گچھ کی ہے نیز ہمسایہ گھروں سے ہونے والی تفتیش سے یہ ہی سامنے آیا کہ یہ ایسی خاتون ہی نہیں ہیں کہ قرآن کریم کی توہین کرسکے۔

مَیں وہ پودا نہیں ہوں کہ اُن کے ہاتھ سے اُکھڑ سکوں

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”مَیں محض نصیحتاً لِلّٰہ مخالف علماء اور ان کے ہم خیال لوگوں کو کہتا ہوں کہ گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا طریق شرافت نہیں ہے۔اگر آپ لوگوں کی یہی طینت ہے تو خیر آپ کی مرضی۔لیکن اگر مجھے آپ لوگ کاذب سمجھتے ہیں تو آپ کو یہ بھی تو اختیار ہے کہ مساجد میں اکٹھے ہو کر یا الگ الگ میرے پر بددعائیں کریں اور رو رو کر میرا استیصال چاہیں۔پھر اگر مَیں کاذب ہوں گا تو ضرور وہ دعائیں قبول ہو جائیں گی اور آپ لوگ ہمیشہ دعائیں کرتے بھی ہیں۔لیکن یاد رکھیں کہ اگر آپ اس قدر دعائیں کریں کہ زبانوں میں زخم پڑ جائیں اور اس قدر رو رو کر سجدوں میں گریں کہ ناک گھس جائیں اور آنسوؤں سے آنکھوں کے حلقے گل جائیں اور پلکیں جھڑ جائیں اور کثرت گریہ وزاری سے بینائی کم ہو جائے اور آخر دماغ خالی ہو کر مرگی پڑنے لگے یا مالیخولیا ہو جائے تب بھی وہ دعائیں سنی نہیں جائیں گی کیونکہ مَیں خدا سے آیا ہوں۔......کوئی زمین پر مر نہیں سکتا جب تک آسمان پر نہ مارا جائے۔میری روح میں وہی سچائی ہے جو ابراہیم علیہ السلام کو دی گئی تھی۔مجھے خدا سے ابراہیمی نسبت ہے۔کوئی میرے بھید کو نہیں جانتا مگر میرا خدا۔مخالف لوگ عبث اپنے تئیں تباہ کر رہے ہیں۔مَیں وہ پودا نہیں ہوں کہ اُن کے ہاتھ سے اُکھڑ سکوں۔......اے خدا تُو اس امّت پر رحم کر۔آمین“

(اربعین نمبر4۔روحانی خزائن جلد نمبر17۔صفحہ 471 تا 473)

کراچی کے گردونواح میں شدید فرقہ وارانہ کشیدگی اور تشویش ناک سرگرمیاں

گلزار ہجری، کراچی: باقی پاکستان کی طرح یہ علاقہ بھی احمدیوں کے لئے دشت خار بنا ہوا ہوا۔تحریک ختم نبوت کے مقامی کارندے احمدیت دشمنی کی مہم پر کمربستہ ہیں مثلاً ”ختم نبوت زندہ باد“ کے سٹیکر پرنٹ کرکے علاقہ بھر میں چسپاں کئے جا رہے ہیں۔ان تمام سرگرمیوں کا مرکز بلال مسجد ہے جو کنٹری گارڈن اور سکاؤٹ کالونی قبرستان کے درمیان واقع ہے اور اس علاقہ میں باون احمدی خاندان آباد ہیں۔

تحریک ختم نبوت والوں نے احمدیت مخالف پانچ کتب کا سیٹ تمام غیر احمدی گھرانوں میں تقسیم کیا اور ایک بہت واضح فتویٰ فریم کرکے کنٹری گارڈن میں نمایاں جگہ پر لگایا گیا اور 7مئی کی کانفرنس کی غیر معمولی تشہیر کی گئی۔الغرض ایک منظّم اور مربوط مہم جاری وساری ہے۔اور ہر باشعور اور باخبر شہری کو مولویوں کے ان منصوبوں کے لئے درکار خطیر رقوم کا ماخذ جاننے کے لئے وکی لیکس کی مدد درکار نہ ہے۔

یہاں آباد ایک احمدی خاندان ایک روز ضروری کام سے باہر گیا تو پیچھے شرپسندوں نے ان کے گھر کے بیرونی تالوں میں کیمیکل ڈال کر انہیں ناکارہ کردیا اور وہ سب تالے چابی سے بھی نہ کھلے۔مقامی یونین کے پاس معاملہ پہنچایا گیا لیکن وہ حکام اس شکایت پر کچھ کرنے سے قاصر نظر آتے ہیں اور شائد شریک جرم بھی ہیں۔بلال مسجد کے خطبہ جمعہ میں جہاں مولوی نے روایتی آتشی خطبہ داغا وہاں سامعین سے یہ عہد بھی لیا کہ وہ تمام احمدیوں کا مکمل بائیکاٹ کریں گے اور کسی احمدی دوکان دار سے کچھ بھی خرید وفروخت نہیں کریں گے اور مسجد کے منبر کی حرمت کو پامال کرتے ہوئے احمدیوں سے ہمدردی کرنے والوں کو بھی سنگین نتائج کی دھمکی دی گئی۔

گولارچی میں جھوٹا پروپیگنڈا

گولارچی ضلع بدین، 4مئی: دیوبندی مسجد میں جمع ہو کر مولویوں کے ایک گروہ نے ایک احمدی کے ”قبول اسلام“ کی تقریب منائی۔اس موقع پر مولوی اللہ وسایا کو مدعو کیا گیا تھا۔اس وسایا نے حسب عادت وطبیعت جماعت احمدیہ اور بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف شدید بدزبانی اور گندہ دہانی کا مظاہرہ کیا۔اور سامعین کو دعوت عام دی کہ وہ 4اپریل کو اس کے ساتھ مانسہرہ چلیں جہاں سب کے سب 785 قادیانی مردوزن اور بچگان نے قادیانیت سے تائب ہو کر اسلام اختیار کرلیا ہے۔

لگتا ہے کہ پاکستان میں مولوی کو جھوٹ بولتے ہوئے کوئی بھی عار محسوس نہیں ہوتا ہے۔

جلسہ سیالکوٹ

سیالکوٹ 19مئی: احمدیت مخالف ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد واپڈا گراؤنڈ پر کیا گیا جس کی صدارت وہابی لیڈر پروفیسر ساجد میر نے کی۔تعلیم وتربیت سے ناآشنا حاضرین کو اشتعال دلانے میں ان پروفیسر صاحب نے اپنی تمام تر توانائیاں صرف کیں اور اس ہجوم کو احمدیت سے نپٹنے کے متعدد طریقے سکھائے۔دیگر مولویوں نے بھی ختم نبوت کے نام پر بدزبانی اور زہر افشانی کی روش کو جاری رکھا۔

لیکن جماعت احمدیہ کے خلاف بدامنی پھیلانے اور ان کے جذبات کو مجروح کرنے پر نہ صرف کوئی قانونی گرفت نہیں ہے بلکہ ایسا کرنے والوں کو قانونی تحفظ حاصل ہے۔

(باقی آئندہ)